سفید جزیرہ

نسیم حجازی

سفید جزیرہ

طنزومزاح

سفید جزیرہ

نسیم حجازی

جہانگیر بُک ڈپو

• لاہور • راولپنڈی • ملتان • حیدرآباد • کراچی

ناشر: ریاض اے۔ شیخ (ایڈووکیٹ)

آپ کے مشورے اور شکایات کے لئے۔
E-mail:info@jbdpress.com
www.jbdpress.com

اشاعت: 2005

سرورق: JBD آرٹ سیکشن، لاہور

قیمت: -/150 روپے

آفس: 257 ریواز گارڈن، لاہور۔ فون: 042-7213318 فیکس: 042-7213319
سیلز ڈپو: اردو بازار، لاہور فون: 042-7220879، سیلز ڈپو: اردو بازار، کراچی۔ فون: 021-2765086
سیلز ڈپو: اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک، راولپنڈی۔ فون: 051-5552929
سیلز ڈپو: نزد یونیفارم سنٹر جامع مسجد صدر، رسالہ روڈ حیدرآباد۔ فون: 0300-3012131
سیلز ڈپو: اندرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔ فون: 061-4781781
نیاز جہانگیر پرنٹرز، غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور نے پرنٹ کی۔ فون: 042-7314319

فہرست

.... زندگی انھیں مذاق معلوم ہوتی تھی، کیونکہ کنگ سائمن کے لاتعداد وزیروں نے ان کے دروازوں پر موت کا پہرہ بٹھا رکھا تھا، غُربت و افلاس اور بیروزگاری کے بھُوت اپنی مہیب ترین صورتوں کے ساتھ ان کے سامنے ناچ رہے تھے۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود وہ زندہ تھے اور ان کے دلوں میں زندہ رہنے کی خواہش کا سب سے بڑا ثبوت یہ تھا کہ وہ صبح و شام یہ دُعا مانگا کرتے تھے :

"زمین و آسمان کے مالک! ہماری حالت پر رحم کر۔ ہمیں اس بلائے عظیم سے نجات دِلا، جو چھت پھاڑ کر ہم پر نازل ہوئی ہے۔ اب ہمارے ننگے بدن، بھُوکے پیٹ اور ہماری مضطرب روحیں تیری رحمت کی طلب گار ہیں۔"

پیش لفظ اور انتساب

اس کتاب کی محرک پرانے وقتوں کی دو مشہور کہانیاں ہیں۔ پہلی کہانی یہ ہے کہ ایک درویش اور اس کا کم سن چیلا شہر سے دور کسی جنگل میں رہتے تھے۔ درویش عام طور پر یادِ خدا میں مصروف رہتا تھا اور چیلا آس پاس کی بستیوں سے بھیک مانگ کر اس کی خدمت کیا کرتا تھا۔

درویش کا دل انسانیت کے درد سے لبریز تھا اور وہ صبح شام انتہائی سوز و گداز کے ساتھ یہ دعا کیا کرتا تھا "میرے پروردگار! میں ایک بے بس اور بے وسیلہ انسان ہوں اور تیرے بندوں کی کوئی خدمت نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر تو مجھے بادشاہ بنا دے تو میری زندگی کا ہر سانس بھوکے اور ننگے انسانوں کی خدمت کے لیے وقف ہوگا۔ میں یتیموں، بیواؤں اور نادار لوگوں کی سرپرستی کروں گا۔ میں محتاجوں کے لیے لنگر خانے کھولوں گا۔ میں عدل و انصاف کا بول بالا کروں گا۔ راشی اور بددیانت اہلکاروں کو عبرت ناک سزائیں دوں گا۔ مظلوم مجھے اپنی ڈھال سمجھیں گے اور ظالم میرے نام سے کانپیں گے۔ میں فحاشی اور بے حیائی کی لعنتوں کا خاتمہ کر دوں گا۔ نیکی اور بھلائی کو پروان چڑھاؤں گا۔ میں قمار بازی کے اڈے اکھڑوا دوں گا اور عبادت گاہیں اور

مدرسے تعمیر کروں گا:

کم سن چیلے کو یہ یقین تھا کہ کسی دن مرشد کی دعا ضرور سنی جائے گی اور اُن کے دن پھر جائیں گے۔ لیکن وقت گزرتا گیا۔ چیلا جوان ہو گیا اور نیک دل درویش میں بڑھاپے کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ رفتہ رفتہ چیلے کے اعتقاد میں فرق آنے لگا، یہاں تک کہ جب درویش دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتا تو وہ اس کے قریب بیٹھنے کی بجائے چند قدم دور بیٹھتا اور دبی زبان میں یہ دعا شروع کر دیتا:۔

"میرے پروردگار! اب میرا مرشد بوڑھا ہو چکا ہے۔ اس کے بال سفید ہو چکے ہیں۔ دانت جھڑ چکے ہیں اور بینائی جواب دے چکی ہے۔ اب وہ مجھے تخت کی بجائے قبر سے زیادہ قریب دکھائی دیتا ہے۔ اگر تجھے ایک نیک دل آدمی کا بادشاہ بننا پسند نہیں تو مجھے بادشاہ بنا دے۔ میں یہ عہد کرتا ہوں کہ میرا ہر کام اپنے مرشد کی خواہشات کے اُلٹ ہو گا — میں صدق دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ میں ناداروں کو زیادہ نادار، بے بسوں کو زیادہ بے بس اور مظلوموں کو زیادہ مظلوم بنانے کی کوشش کروں گا۔ میں چوروں اور ڈاکوؤں کی سرپرستی کروں گا۔ میں شرفاء کو ذلیل کروں گا اور رذیلوں کو عزت کی کرسیوں پر بٹھاؤں گا۔ میں راشی اور بددیانت اہلکاروں کو انعام دیا کروں گا۔ میں مساجد اور مدرسوں پر تالے چڑھا دوں گا اور جگہ جگہ فحاشی کے اڈے قائم کروں گا"۔

ابتداء میں یہ ہوشیار چیلا چُپ چُپ کر دعائیں کیا کرتا تھا، لیکن آہستہ آہستہ اس کا حوصلہ بڑھتا گیا اور کچھ مدت بعد اس کی یہ حالت تھی کہ جب مرشد دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتا تو وہ اس کے قریب بیٹھ کر ہی بلند آواز میں اپنی دعا دہرانی شروع کر دیتا۔ درویش اپنی آنکھوں میں آنسو بھر کر یہ کہتا کہ اگر میں بادشاہ بن جاؤں تو عدل و انصاف نیکی اور سچائی کا بول بالا کر دوں اور چیلا قہقہہ لگا کر یہ کہتا کہ اگر میں بادشاہ

بن جاؤں تو ظلم اور بدی کا جھنڈا بلند کر دوں۔ درویش کہتا کہ میرے خزانے سے معذور اور نادار لوگوں کو وظائف ملیں گے اور چیلا یہ کہتا کہ میں ان پر جرمانے عائد کر دوں گا۔ درویش اسے ڈانٹ ڈپٹ کرتا اور بسا اوقات ڈنڈا اٹھا کر پیٹنا شروع کر دیتا لیکن چیلا اپنی روایتی نیازمندی کے باوجود اپنے موقف پر ڈٹا رہا۔

پھر وہی ہوا جو پرانے وقتوں میں ہوا کرتا تھا یعنی ملک کا بادشاہ چل بسا اور تخت کے کئی دعویدار ایک دوسرے کے خلاف تلواریں سونت کر میدان میں آ گئے۔ دور اندیش وزیر نے راتوں رات تمام دعوے داروں کو جمع کر کے یہ تجویز پیش کی کہ اب ملک کو خانہ جنگی سے بچانے کی ایک ہی صورت باقی رہ گئی ہے اور وہ یہ کہ شہر کے تمام دروازے بند کر دیے جائیں اور علی الصباح باہر سے جو آدمی سب سے پہلے مشرقی دروازے پر دستک دے، اسے بادشاہ تسلیم کر لیا جائے۔

یہ تجویز باتفاق رائے منظور کر لی گئی۔ پھر یہ ہوا کہ نیک دل درویش کا چیلا بھیک مانگنے کے لیے کسی چھوٹی موٹی بستی کا رُخ کرنے کی بجائے ملک کے دارالحکومت کی طرف جا نکلا۔ پَو پھٹتے ہی اس نے شہر کے مشرقی دروازے پر دستک دی۔ پہریدار نے دروازہ کھول کر اسے سلامی دی اور اُمراء اُسے ایک جلوس کی شکل میں شاہی محل کی طرف لے گئے۔

نئے بادشاہ نے تخت پر رونق افروز ہوتے ہی یہ حکم جاری کیا کہ میری سلطنت میں جتنے درویش، فقیر اور سادھو ہیں، انھیں کسی تاخیر کے بغیر گرفتار کر لیا جائے۔ اس حکم کی تعمیل کی گئی، لیکن خوش قسمتی سے نئے بادشاہ کے مرشد کو کسی طرح یہ پتہ چل گیا کہ اس کے ہوشیار چیلے کی دعا قبول ہو گئی ہے اور وہ سرحد عبور کر کے کسی دوسرے ملک میں چلا گیا۔

اس کے بعد جو ہوا، وہ کسی تشریح یا تبصرے کا محتاج نہیں۔ نئے بادشاہ نے پوری مستعدی اور دیانتداری کے ساتھ اپنے تمام وعدے پورے کیے۔ نہروں کا پانی بند کر دیا گیا۔ کنوئیں اور تالاب غلاظت سے بھر دیے گئے۔ چوروں اور ڈاکوؤں کو جیلوں سے نکال کر حکومت کا کاروبار سونپ دیا گیا۔ نیک اور صالح انسانوں کو عبادت گاہوں سے نکال کر جیلوں میں ٹھونس دیا گیا۔

غرض اُن دانشمندوں کو سر چھپانے کے لیے جگہ نہیں ملتی تھی جنھوں نے ملک کی بھلائی کے لیے ایک گداگر کو تخت پر بٹھا دیا تھا۔ جب نئے بادشاہ کے مظالم اپنی انتہا کو پہنچ گئے تو عوام کے لیڈروں نے اس کا حسب و نسب معلوم کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ سابق وزیر اعظم کی قیادت میں ایک وفد تلاشِ بسیار کے بعد بادشاہ کے مرشد کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس سے فریاد کی کہ خدا کے لیے ہمیں اس بلائے ناگہانی سے نجات دلائیے۔

عمر رسیدہ درویش اپنے چیلے کے سامنے جانے سے گھبراتا تھا۔ لیکن ارکانِ وفد کی گریہ وزاری سے متاثر ہو کر وہ یہ خطرہ مول لینے پر آمادہ ہو گیا۔

جب وہ دربار میں حاضر ہوا تو بادشاہ سلامت کو اپنے پیر و مرشد کی طرف دیکھتے ہی اپنا ماضی یاد آ گیا اور اس نے مرعوبیت کے احساس سے مغلوب ہو کر کہا "پیر و مرشد! فرمائیے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

درویش نے جواب دیا "میں اپنے لیے کچھ نہیں مانگتا۔ میں صرف تمہاری رعایا کے لیے رحم کی اپیل کرنے آیا ہوں۔ تم اقتدار کے نشے میں وہ زمانہ بھول گئے ہو جب در در بھیک مانگا کرتے تھے۔ خدا سے ڈرو۔ یہ دنیا فانی ہے۔ اگر ہو سکے تو موت سے پہلے کوئی نیک کام کر لو۔"

بادشاہ نے تلخ ہو کر جواب دیا "دیکھیے قبلہ! آپ میری قوتِ برداشت

کا امتحان لینے کی کوشش نہ کریں۔ یہ آپ کی خوش قسمتی ہے کہ آپ میرے مرشد ہیں اور میں آپ پر ہاتھ ڈالتے ہوئے گھبراہٹ محسوس کرتا ہوں۔ آپ مجھے جی بھر کر گالیاں دے سکتے ہیں، لیکن خدا کے لیے ان لوگوں کے ساتھ کسی نیکی کا مشورہ نہ دیں۔ آپ کو یاد ہے کہ ہم دونوں ایک ہی وقت میں دعا مانگا کرتے تھے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کی دعا قبول نہ ہوئی اور قدرت نے مجھے بادشاہ بنا دیا؟ اگر ان لوگوں کے اعمال ٹھیک ہوتے اور قدرت کو ان کی بھلائی مقصود ہوتی تو آپ ان کے بادشاہ بنتے۔ لیکن یہ بدبخت تھے۔ انھیں اچھے بُرے کی تمیز نہ تھی اور قدرت نے ان کی بداعمالیوں کی سزا دینے کے لیے مجھے بادشاہ بنا دیا۔ اب میں مرتے دم تک اپنا پروگرام پورا کرتا رہوں گا۔ اگر قدرت کو ان کی گریہ وزاری پر رحم آ جائے اور میری زندگی کے دن پورے ہو جائیں تو اور بات ہے، ورنہ میری طرف سے کوئی کوتاہی نہیں ہو گی۔"

نیک دل درویش نے جواب دیا "برخوردار تم بالکل ٹھیک کہتے ہو۔ اگر یہ لوگ قدرت کی طرف سے کسی انعام یا بہتر سلوک کے مستحق ہوتے تو میری عمر بھر کی دعائیں رائیگاں نہ جاتیں۔ یہ لوگ جنھوں نے میری بجائے تمہارے سر پر تاج رکھ دیا ہے، اس قابل نہیں ہیں کہ ان پر رحم کیا جائے۔ تم شوق سے اپنا کام جاری رکھو۔"

○

دوسری کہانی یہ ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنے ملک کے ایک مشہور نجومی کو اپنا وزیر اعظم بنا لیا۔ سردیوں کے موسم میں ایک دن بادشاہ سلامت کے دل میں سیر و شکار کا شوق پیدا ہوا اور انھوں نے اپنے دانشمند وزیر سے موسم کا حال پوچھا۔

وزیر نے جواب دیا "عالی جاہ! میرا علم یہ بتاتا ہے کہ موسم نہایت خوشگوار رہے گا۔ سارا دن دھوپ رہے گی اور ہوا بھی بند رہے گی۔ سیر و شکار کے لیے اس سے بہتر

دن اور کوئی نہیں ہو سکتا۔"

بادشاہ سلامت اپنے مصاحبوں کے ساتھ شکار کے لیے نکلے تو راستے میں ایک کسان ملا، جو گدھے پر سوار تھا۔ کسان بادشاہ کو دیکھتے ہی گدھے سے کود پڑا اور ہاتھ جوڑ کر چلایا "حضور کا اقبال بلند ہو اور حضور کے دشمن جنھوں نے آج کے دن حضور کو محل سے باہر نکلنے کا مشورہ دیا ہے، ذلیل و خوار ہوں۔ میری التجا ہے کہ آج کے دن اگر آپ اپنے محل میں رہیں تو بہتر ہو گا۔"

بادشاہ نے پوچھا "وہ کیوں؟"

کسان نے جواب دیا "عالی جاہ! آج آندھی آئے گی، بارش ہو گی اور اولے پڑیں گے۔"

بادشاہ نے پریشان ہو کر اپنے وزیر کی طرف دیکھا اور اس نے کہا "جہاں پناہ! آپ ایک پاگل آدمی کی باتوں پر توجہ نہ دیں۔ یہ آپ کا قیمتی وقت ضائع کر رہا ہے۔"

بادشاہ غضبناک ہو کر بولا "اس پاگل آدمی کو جوتے لگاؤ ــــ" اور سپاہیوں نے جوتوں سے کسان کی تواضع کر دی۔

لیکن جب بادشاہ تھوڑی دور آگے گیا تو افق سے آندھی کے آثار دکھائی دیے۔ آن کی آن میں آسمان پر تاریکی چھا گئی اور باد و باراں کے طوفان کے ساتھ اولے پڑنے لگے۔ جنگل میں بادشاہ سلامت کے لیے سر چھپانے کی کوئی جگہ نہ تھی۔ وہ پانی اور کیچڑ میں لت پت ہونے کے بعد سردی سے ٹھٹھر رہے تھے۔ اور اس مصیبت میں اگر ان کے دل میں کوئی خیال آ سکتا تھا تو وہ یہ تھا کہ نالائق وزیر کے لیے بدترین سزا کیا ہو سکتی ہے۔

قصہ مختصر، بعد از خرابی بسیار جب وہ واپس اپنے محل پہنچے تو انھوں نے اطمینان کا سانس لیتے ہی دو فرمان جاری کیے۔ ایک یہ کہ وزیر کا منہ کالا کر کے

شہر میں پھرایا جائے اور اس کے بعد اسے کال کوٹھڑی میں بند کر دیا جائے۔ دوسرا یہ کہ وزارت کا عہدہ سنبھالنے کے لیے اس کسان کو تلاش کیا جائے جسے کچھ دیر قبل جوتے مار مار کر گنجا کر دیا گیا تھا۔

ان احکام کی تعمیل کی گئی ـــــ جب کسان بادشاہ کے دربار میں پیش ہوا اور اسے یہ خوشخبری سنائی گئی کہ تم وزیر اعظم بنا دیے گئے ہو تو اس نے ملتجی ہو کر کہا "عالیجاہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! اب مجھے کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے؟"

بادشاہ نے جواب دیا "یہ سزا نہیں بلکہ انعام ہے۔ تم اس دور کے سب سے بڑے نجومی ہو اور ہمیں وزیر اعظم کی حیثیت میں تمھاری خدمات کی ضرورت ہے۔"

کسان نے جواب دیا "عالی جاہ! میں خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں نجومی نہیں ہوں۔"

بادشاہ نے حیران ہو کر کہا "تم کسر نفسی سے کام لے رہے ہو۔"

کسان نے جواب دیا "عالی جاہ! میں کسر نفسی سے کام نہیں لیتا۔ یہ حقیقت ہے کہ میں نجومی نہیں ہوں۔ اگر میں نجومی ہوتا تو آج حضور کے راستے سے گزرنے کی حماقت نہ کرتا۔"

بادشاہ نے کہا "اگر تم نجومی نہیں ہو تو تمھیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ آج طوفان آ رہا ہے؟"

کسان نے جواب دیا "عالی جاہ! یہ میرا نہیں بلکہ میرے گدھے کا کمال ہے۔ جب موسم میں کسی ناخوشگوار تبدیلی کے آثار پیدا ہوتے ہیں تو وہ چند گھنٹے پیشتر ہی اپنے کان ڈھیلے چھوڑ دیتا ہے۔ اور آج تو اس کے کان بہت ہی ڈھیلے تھے۔"

بادشاہ نے کہا "بہت اچھا! آج سے تمھارا گدھا ہمارا وزیر اعظم ہے۔"

میں اس کتاب کا نصف حصہ اس بھکاری کے نام معنون کرتا ہوں جسے ایک زندہ دل قوم نے اپنا بادشاہ بنا لیا تھا۔ اور نصف اس گدھے کے نام معنون کرتا ہوں جسے ایک زندہ دل بادشاہ نے وزارت کا عہدہ پیش کیا تھا۔

اس کتاب کا پس منظر تلاش کرنے کے لیے میں نے ماضی کی بجائے مستقبل کے خلا میں جھانکنے کی کوشش کی ہے لیکن چونکہ کہانیاں صرف ماضی اور حال کے متعلق لکھی جاتی ہیں، اس لیے قارئین کو اپنی الجھن دور کرنے کے لیے یہ فرض کر لینا چاہیے کہ وہ آدھ صدی آگے جا چکے ہیں اور بحرالکاہل کے کسی نامعلوم جزیرے کی یہ داستان اعلیٰ حضرت سائمن قہر اللہ کے دورِ حکومت کے اختتام کے بعد شائع ہوئی ہے۔

نسیم حجازی

۴ر ستمبر ۱۹۵۸ء

ایک ضروری بات

پچھلے سال جب میں یہ داستان لکھنے کا ارادہ کر رہا تھا تو میرے ذہن میں اس کا پس منظر اس کے کردار اور واقعات فرضی تھے۔ لیکن قلم اٹھانے کے بعد میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ میں صرف اپنے ماحول کی تلخیوں کو قہقہوں میں چھپانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

مجھے اپنے بچپن کا وہ زمانہ یاد آتا ہے جب گاؤں کے لوگ جاڑے کی راتوں میں الاؤ کے گرد بیٹھ کر گزرے وقتوں کی باتیں کیا کرتے تھے اور میں آگ کی روشنی میں پاس ہی کسی دیوار پر ان کی عجیب و غریب پرچھائیاں دیکھ کر لطف اندوز ہوا کرتا تھا۔ پھر ذرا بڑا ہو کر میں اپنی چھوٹی سی ٹارچ کی روشنی میں اپنے ساتھیوں کو اُن کے سائے دکھایا کرتا تھا۔ دیوار پر ٹارچ کو آگے پیچھے کرنے یا اس کے زاویے میں معمولی تبدیلی سے اچھے بھلے چہروں کے سائے انتہائی مضحکہ خیز بن جاتے۔ اُن دنوں میرے نزدیک پنسل کا بہترین مصرف یہ تھا کہ ٹارچ کی روشنی میں کسی دیوار پر اپنے ساتھیوں کی پرچھائیوں کے مطابق لکیریں کھینچ کر عجیب و غریب تصویریں بنا دی جائیں۔ تصویر کھنچوانے والا ایک طرف منہ کر کے دیوار کے قریب کھڑا ہوتا تھا۔ دوسرا ٹارچ کی

روشنی اس کے چہرے پر ڈالتا تھا اور تیسرا پنسل لے کر دیوار پر اس کے سائے کے مطابق ایک بھونڈا اور مضحکہ خیز خاکہ تیار کر دیتا تھا۔ اصل چہرے اور اس کی تصویر میں صرف ایک ایسی مشابہت ہوتی تھی جسے محسوس کیا جا سکتا ہے بیان نہیں کیا جا سکتا۔

ایک رات ہم نے دیوار پر کئی لڑکوں کی تصویریں بنا ڈالیں اور ان کے نیچے ان کے نام لکھ دیے۔ ہمارا خیال تھا کہ صبح کی روشنی میں یہ عجیب و غریب کارٹون زیادہ دلچسپ نظر آئیں گے۔ لیکن ہمارے ایک ساتھی کو اپنی ناک کی لمبائی اور ہونٹوں کی موٹائی پر اعتراض تھا اور اس نے صبح اُٹھتے ہی اپنی تصویر کے نشانات غائب کر دیے۔ اس کے بعد باقی لڑکوں کو نہ جانے کیا خیال آیا کہ وہ بھی قہقہے لگانے کی بجائے ایک غیر متوقع سنجیدگی کے ساتھ دیوار صاف کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اور میں اس بات پر افسوس کرنے لگا کہ میں نے ٹارچ کی بیٹری بے فائدہ خرچ کی۔

یہ کتاب لکھنے کے بعد مجھے اس بات کا اندیشہ تھا کہ میرے کئی ہم وطن ایسے ہیں جنھیں سفید جزیرے کی دیوار پر کنگ سائمن اور اس کے جرائم پیشہ وزیروں کی تصویریں اپنے چہروں کی بدنما پرچھائیاں نظر آئیں گی۔ میرے لیے یہ اندازہ کرنا مشکل نہ تھا کہ اس کتاب کے خلاف ان حضرات کا ردِ عمل کیا ہوگا۔ مجھے صرف اپنے قلم کی چند لکیروں کے مٹ جانے کا خطرہ نہ تھا بلکہ اس بات کا بھی یقین تھا کہ آیندہ کے لیے اس تیرہ و تار ماحول میں ٹارچ جلانا ممنوع قرار دے دیا جائے گا۔ تاہم یہ امید کہ نظامِ قدرت میں ہر رات کی ایک سحر ہوتی ہے اور وہ مقصد جس کے لیے میں یہ کتاب لکھ رہا ہوں کسی دن ضرور پورا ہوگا، میرا آخری سہارا تھی۔

اوائل ستمبر میں اس کتاب کا مسودہ مکمل ہو چکا تھا اور اکتوبر کے اختتام تک اس کی اشاعت کے ضروری انتظامات ہو چکے تھے۔ لیکن ۷ر اکتوبر کو وہ طویل رات

ختم ہو چکی تھی جس کی تاریکیوں میں بھٹکنے والے قافلے کی بےبسی سے متاثر ہو کر میں نے یہ داستان لکھی تھی۔ اور چند دن بعد بے اصول سیاستدانوں اور نااہل وزیروں کا وہ پیشوا جس کی تین سالہ کارگزاریوں نے میرے ذہن میں کنگ سائمن کے کردار کو جنم دیا تھا بذریعہ ہوائی جہاز لندن کا رُخ کر رہا تھا۔

طلوعِ سحر کے آثار دیکھنے کے بعد رات کی کلفتیں بھول جاتی ہیں۔ میں نے قوم کے سینے پر ایک ناسور دیکھا تھا اور مجھے یقین تھا کہ اس کے علاج کیلئے ایک قابل جراح کی ضرورت ہے۔ اب ایک کامیاب اپریشن کے بعد ملت کے وجود سے سرطان کے خطرناک پھوڑے کی جڑیں نکالی جا چکی ہیں۔ پاکستان سے سکندر مرزا کے اخراج کے بعد میرے لیے یہ مسرت کم نہیں کہ اس کتاب کا اگر کوئی مقصد تھا تو وہ اس کی اشاعت سے پہلے پورا ہو چکا ہے۔

پچھلے دنوں میں نے کتاب کا مسودہ نظرِ ثانی کے لیے واپس منگوایا تھا۔ لیکن کافی غور و خوض کے بعد میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اگر نئے حالات کے مطابق اس کتاب میں رد و بدل کیا جائے تو مجھے یہ کتاب از سرِ نو لکھنی پڑے گی۔ پھر اس صورت میں ایک فرضی یا خیالی داستان کی کئی اہم خصوصیتیں باقی نہیں رہیں گی۔ میں نے کئی صفحات دوبارہ لکھے ہیں۔ لیکن کہانی کے پلاٹ میں کوئی قابلِ ذکر تبدیلی نہیں کی۔

مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ سفید جزیرے کے بادشاہ اور اس کے وزیروں کے حالات پاکستان کی اس حکومت کے حالات کے ساتھ پوری طرح مطابقت نہیں کرتے جس کی چیرہ دستیوں سے ہمیں اس انقلاب نے نجات دلائی ہے۔ لیکن یہ میرا مقصد بھی نہ تھا۔ میں نے حال کے واقعات کی روشنی میں مستقبل کے بھیانک سائے دیکھنے کی کوشش کی تھی۔ پاکستان کی مٹی میں برائی کا جو پودا جڑ پکڑ چکا تھا میں نے اسے ایک خیالی جزیرے میں ایک تناور درخت کی حیثیت میں دکھایا ہے۔ میں نے سفید جزیرے سے ایک دیوار یا سکرین کا کام لیا ہے اور اگر اس دیوار

Scanned by iqbalmt

پر نظر آنے والی پرچھائیوں اور پاکستان کے چند محروم القسمت سیاستدانوں میں کوئی مشابہت پیدا ہو گئی ہے تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ جب میں اس دیوار یا سکرین پر تاریخ کی روشنی ڈال رہا تھا تو میرے آگے قوم کے وہ مجرم کھڑے تھے جن کی کارگزاریوں کے باعث پاکستان میں پتھر کے زمانے کے "گداگر بادشاہ" اور "گدھا وزیر" کی یاد تازہ ہو رہی تھی۔

مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ اس رات کی طوالت کے متعلق میرا اندازہ صحیح نہ تھا جس کی تاریکی میں اہل وطن گزشتہ تین سال سے بھٹک رہے تھے تاہم اس رات کی طوالت کے اندیشے سے میں نے مستقبل کی جن ہولناکیوں کا تصور کیا تھا وہ آج سے چند ماہ قبل بعید از قیاس نہ تھیں۔ اگر محبان وطن بروقت بیدار نہ ہوتے اور پاکستان کی مرکزی اور صوبائی وزارتوں کو کچھ مدت اور من مانی کرنے کا موقع مل جاتا تو مستقبل کے ادیب اور مورخ پاکستان کی جو تصویر کھینچتے وہ آئندہ نسلوں کو سفید جزیرے کے بادشاہ اور وزیروں کی خیالی داستان سے زیادہ مضحکہ خیز اور زیادہ ناقابل یقین معلوم ہوتی۔

اب اس تصنیف کا مقصد کسی سائنس کو مریخ کا راستہ دکھانا نہیں بلکہ قوم کو ماضی کی غلطیوں کے اعادہ سے بچانا ہے۔ وہ شاطر جنہوں نے اقتدار کی گدیوں پر بیٹھ کر ملک کی سالمیت تک کو داؤں پر لگا دیا تھا کسی اتفاقی حادثہ کی پیداوار نہ تھے۔ پاکستان کے معاشرے پر مفاد پرستوں، ابن الوقتوں راشیوں، چور بازاری کرنے والوں، منافع خوروں، ناجائز الاٹیوں، لائسنس بیچنے والوں، سیاسی بلیک میلروں، چوروں اور اسمگلروں کا ایک منظم گروہ غالب آچکا تھا اور یہ ایک ایسی سیڑھی تھی جس پہ پاؤں رکھ کر ہر جرائم پیشہ اقتدار کی سب سے اونچی مسند تک پہنچ سکتا تھا۔ میرے نزدیک اس سیڑھی

کو مسمار کرنا موجودہ انقلاب کا سب سے بڑا مقصد ہے اور مجھے یہ یقین ہے کہ ان محبان وطن کے لیے یہ کام مشکل نہیں ہو گا جن کی ایک ہی ٹھوکر نے سکندر مرزا کو کراچی سے لندن پہنچا دیا ہے۔

نسیم حجازی

۲۳ نومبر ۱۹۵۸ء

مسٹر جارج کی پرواز

بیسویں صدی کے ربعِ آخر میں ترقی یافتہ ممالک کے متعدد سائنس داں چاند کو چھونے کے بعد واپس آ چکے تھے اور مریخ تک پہنچنے کے لیے ایک زبردست دوڑ شروع ہو چکی تھی۔

۱۹۹۰ء تک روس اور امریکہ کے سائنس دانوں نے مریخ کی طرف سینکڑوں راکٹ چھوڑنے کے بعد انتہائی رنج و افسوس کے ساتھ اس تلخ حقیقت کا اعتراف کیا تھا کہ کامیاب پرواز کے لیے ابھی مزید تجربات کی ضرورت ہے۔ امریکی سائنس دانوں نے اپنے تجربات کے ابتدائی دور میں چند راکٹوں پر کتے، بلیاں اور چوہے بھیجنے کے بعد یہ اعلان کر دیا تھا کہ آئندہ مریخ کی طرف صرف خالی راکٹ بھیجے جائیں گے۔ لیکن روس اپنے ہر راکٹ کے ساتھ انواع و اقسام کے جانوروں کی ایک معقول تعداد روانہ کر رہا تھا۔ ان جانوروں کی تعداد کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۹۹۰ میں روس نے مریخ کی طرف جو آخری راکٹ روانہ کیا تھا اس پر پانچ تربیت یافتہ کتے، تین سو آٹھ بندر، گیارہ بلیاں، ڈیڑھ سو چوہے، بیس مرغیاں، آٹھ طوطے، چار کوے، تین گدھے، پندرہ سو مکھیاں

آٹھ ہزار مچھر اور مختلف بیماریوں کے پانچ لاکھ جراثیم روانہ کئے گئے تھے۔

اس راکٹ کی پرواز کے وقت ماسکو ریڈیو نے یہ اعلان کیا تھا کہ یہ مریخ کی طرف جاندار اشیاء بھیجنے کا آخری تجربہ ہے۔ اگر یہ تجربہ کامیاب ہو گیا تو اس کے بعد جانوروں کی بجائے انسان بھیجے جائیں گے۔

یہ راکٹ قریباً ایک ماہ خلا میں پرواز کرنے کے بعد لاپتہ ہو چکا تھا۔ روسی سائنس دانوں کا خیال تھا کہ راکٹ کے ریڈیو ٹرانسمیٹر میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے، لیکن امریکی سائنسدان یہ دعویٰ کر رہے تھے کہ یہ راکٹ تباہ ہو چکا ہے۔ روس اور امریکہ کے علاوہ جس تیسرے ملک کو اس راکٹ کے ساتھ خاص دلچسپی تھی، وہ بھارت تھا اور اس کی دلچسپی کی وجہ یہ تھی کہ دوسرے جانوروں کے علاوہ جن آٹھ بندروں کو راکٹ پر سوار کیا گیا تھا وہ بھارت سے اس شرط پر منگائے گئے تھے کہ انھیں ماسکو کے چڑیا گھر میں رکھا جائے گا جب یہ معلوم ہوا کہ روس نے ان مقدس جانوروں کو چڑیا گھر میں رکھنے کی بجائے مریخ کی خطرناک مہم پر روانہ کر دیا ہے تو بھارت کے عوام میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ بھارت کی حکومت نے روسی حکومت سے شدید احتجاج کیا اور روس کی حکومت نے یہ جواب دیا کہ ہمیں اپنے دوست ملک کی ناراضگی پر حیرت ہے۔ ہمارے سائنسدانوں نے راکٹ میں بندروں کے عیش و آرام کے جو انتظامات کیے تھے اگر ان کی پوری تفصیلات بیان کی جائیں تو ہمیں یقین ہے کہ بھارت کے انتہائی خوشحال لوگ اور پارلیمنٹ کے بعض ارکان بھی یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ راکٹ پر بندروں کی جگہ ہمیں سوار ہونا چاہیے تھا۔

ان واقعات سے پانچ سال بعد برطانیہ کی حکومت نے یہ اعلان کیا کہ ہمارے سائنس دانوں نے ایک ایسا راکٹ تیار کر لیا ہے جس کا مریخ تک پہنچ جانا یقینی ہے۔ چونکہ برطانیہ مشرق اور مغرب میں اپنے مقبوضات سے محروم ہونے کے بعد گذشتہ نصف صدی سے اقتصادی بحران کا سامنا کر رہا ہے اس لیے اس بات

کی ہر ممکن احتیاط کی گئی ہے کہ یہ تجربہ کامیاب ہو اور اس راکٹ پر کتوں، بلیوں، بندروں یا گھٹیا قسم کے دوسرے جانوروں کو مریخ کی سیر کرانے کی بجائے کسی انسان کو بھیجا جائے۔ برطانیہ کے لاکھوں باشندے اس راکٹ میں پرواز کرنے کے لیے اپنے نام پیش کر چکے ہیں اور حکومت کے لیے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا ہے کہ ان لاکھوں امیدواروں میں سب سے زیادہ مستحق کون ہے۔

کوئی آٹھ دن بعد دنیا بھر کے اخبارات نے حکومت برطانیہ کا دوسرا اعلان شائع کیا:۔

"مہذب دنیا نے برطانوی راکٹ کے ساتھ غیر معمولی دلچسپی کا اظہار کیا ہے اور انگریزوں کی طرح دوسرے ممالک کے ہزاروں باشندوں نے بھی مریخ کی طرف پرواز کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ اس لیے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ امیدوار کا انتخاب لاٹری کے ذریعہ کیا جائے۔ تاکہ انگریزوں کے ساتھ دوسری اقوام کے افراد بھی قسمت آزمائی کر سکیں۔ لاٹری کا ٹکٹ آٹھ پونڈ ہوگا اور چند دن تک دنیا کے تمام بڑے بڑے شہروں میں ان کی فروخت شروع ہو جائے گی۔ ٹکٹوں کے اجراء سے تین ماہ بعد لاٹری کھولی جائے گی اور اس کے بعد کامیاب امیدوار کو چند ہفتے خلائی پرواز کی تربیت دی جائے گی۔"

اس اعلان سے پندرہ بیس دن بعد لاٹری کے ٹکٹوں کی فروخت شروع ہو چکی تھی اور دنیا کے ہر بڑے اخبار کے پہلے صفحے پر اس مضمون کا اشتہار شائع ہو رہا تھا۔

"آج سے نصف صدی قبل اگر کوئی یہ کہتا کہ ایک انسان کسی دن آٹھ پونڈ خرچ کر کے زمین کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پہنچ سکے گا تو اسے پاگل قرار دیا جاتا لیکن اب زمانہ بدل چکا ہے۔ اب آپ آٹھ پونڈ کا ٹکٹ خرید کر مریخ کی سیر کر سکتے ہیں۔

برطانوی راکٹ میں سفر کرنے والے خوش نصیب انسان کے لیے جو عیش و آرام مہیا کیا گیا ہے وہ کسی ملک کے بادشاہ کو بھی نصیب نہیں ہوگا۔ سفر کے دوران میں آپ کو کھانے پینے سونے اور کبھی کبھی راکٹ اسٹیشن کے ضروری پیغامات کا جواب دینے کے سوا کوئی کام نہیں ہوگا۔ اس لیے لاٹری کا ٹکٹ خرید کر کے قسمت آزمائی ضرور کیجیے یہ بات یقینی ہے کہ آیندہ چند ماہ تک کسی خوش نصیب کو مریخ پر انسان کی عظمت کا جھنڈا لہرانے کی سعادت نصیب ہوگی ممکن ہے کہ وہ خوش نصیب آپ ہی ہوں اس لیے لاٹری کا ٹکٹ ضرور خریدیے۔

اور لاٹری کے ٹکٹ دھڑا دھڑ خریدے جا رہے تھے صرف پہلے مہینے کی آمدنی دیکھنے کے بعد برطانیہ کے ماہرینِ اقتصادیات کا یہ اندازہ تھا کہ اس راکٹ کی تیاری پر جو رقم خرچ ہوئی تھی اس سے تین گنا رقم وصول ہو چکی ہے

(۲)

تین ماہ بعد ایک شام بی بی سی سے یہ اعلان نشر ہو رہا تھا:۔

آج لنڈن میں قریباً ساٹھ ممالک کے نمایندوں کی موجودگی میں لاٹری نکالی گئی۔ وہ خوش نصیب انسان جس نے یہ لاٹری جیتی ہے انگریز نہیں بلکہ مشرق کے ایک ایسے ملک کا باشندہ ہے جہاں اس صدی کے رُبع اوّل تک ہماری حکومت تھی۔ اس شریف آدمی کا نیم مشرقی اور نیم مغربی نام جارج قہر اللہ ہے اور اُسے صرف ایک گھنٹے قبل سر کے خطاب سے نوازا جا چکا ہے۔ سر جارج قہر اللہ مشرق کے ایک دور افتادہ ملک کا باشندہ ہونے کے باوجود ہمارے لیے اجنبی نہیں۔ اس کے خاندان کی سرگزشت برطانوی شاہنشاہیت کی تاریخ کا ایک اہم جزو ہے۔ دو صدیاں قبل آپ کے خاندان کا ایک فرد اپنے ملک کے حکمران کے محل کا داروغہ تھا۔ اپنی غیر معمولی ذہانت کے باعث یہ شخص چند سال کے اندر اندر بادشاہ کا وزیر

بن گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ انگریز مشرق کے غیر مہذب ممالک میں مغربی تہذیب کی روشنی پھیلانے کے لیے بے چین ہو رہے تھے۔ یہ وزیر ان زمانہ شناس لوگوں میں سے تھا جنھیں انگریزوں کی اطاعت میں اپنی قوم کی بھلائی نظر آتی تھی لیکن ملک کا حکمران بے حد ضدی اور کوتاہ اندیش تھا ہوشیار وزیر نے اُسے بہت سمجھایا کہ ملک کا فائدہ اسی بات میں ہے کہ انگریزوں کی اطاعت قبول کر لی جائے اور جب ان کا لشکر ملک کے اندر داخل ہو تو اُسے ہر منزل پر سپاسنامے پیش کیے جائیں لیکن بادشاہ پر اس کی کوئی نصیحت کارگر نہ ہوئی۔ انگریزی حکومت کو مجبوراً جنگ لڑنا پڑی۔ بادشاہ کی فوجی قوت ہم سے کہیں زیادہ تھی لیکن ہمیں اپنے جنگی وسائل سے زیادہ سر جارج کے بزرگ کے دوستانہ وعدوں پر اعتماد تھا۔ جنگ کے دوران میں اس قابل اور دور اندیش وزیر نے اپنے تمام وعدے پورے کیے اور عین اس وقت اپنی فوج کے ایک بڑے حصے کے ساتھ ہمارے لشکر سے آملا جب کہ ہمیں اپنی شکست یقینی نظر آتی تھی۔ اس کارگزاری کے صلے میں حکومتِ برطانیہ نے اس خاندان کے لیے عزت اور ترقی کے تمام راستے کھول دیے۔ اور جب تک اس ملک پر ہماری حکومت رہی ہمارا ہر نیا گورنر اپنے عہدے کا چارج لینے کے بعد سب سے پہلے اس خاندان کے زندہ افراد کے ساتھ ملاقات کرتا تھا اور اس کے بعد وہ برطانوی سلطنت کے قدیم دوستوں اور بہترین بہی خواہوں کے ساتھ اظہارِ عقیدت کے لیے اس خاندان کے قبرستان کی زیارت کرتا تھا۔ اس خاندان کا آخری بڑا آدمی سر جارج کا دادا تھا اور جب اس ملک کی سرحدوں پر بعض سرکش قبائل برطانوی اقتدار کے لیے خطرہ بن چکے تھے تو اس ہوشیار آدمی کو اُن میں پھوٹ ڈالنے کی خدمت سونپی گئی تھی اور اس کی کارگزاری کا یہ نتیجہ نکلا تھا کہ اس ملک میں مزید چند سال کے لیے ہمارے پاؤں جم گئے تھے۔ پھر جب ہم انتہائی مجبوری کی حالت میں اس ملک کو خیرباد کہہ رہے تھے تو ہماری یہ خواہش تھی

Scanned by iqbalmt

کہ اس ملک کا تخت و تاج سر جارج کے دادا کے حوالہ کیا جائے لیکن بدقسمتی سے اس ملک کے باشندے ایک بیدار مغز سیاستدان کی خدمات سے فائدہ اٹھانے کے لیے تیار نہ تھے اور انھوں نے انگریزوں کے ساتھ سر جارج کے دادا کو بھی ملک سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ لیکن شاید قدرت کو یہ بات گوارا نہ تھی کہ یہ خاندان جو لنڈن میں جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہا ہے دیر تک گوشہ گمنامی میں پڑا رہے۔

یہ کتنا حسین اتفاق ہے کہ سر جارج موٹر کے ایک حادثے میں زخمی ہونے کے بعد ہسپتال میں پڑے ہوئے تھے۔ ان کے دماغ کا اپریشن ہو چکا تھا اور اس بات کی بہت کم امید تھی کہ وہ شفایاب ہونے کے بعد کوئی بڑا کارنامہ سرانجام دینے کے قابل سمجھے جائیں گے۔ سر جارج کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ ایک رحم دل نرس اپنی جیب سے ان کے لیے لاٹری کا ٹکٹ خرید چکی ہے۔ شاید قدرت یہی چاہتی تھی کہ مریخ پر برطانیہ کی عظمت کا جھنڈا گاڑنے کی سعادت اسی خاندان کے ایک فرد کو نصیب ہو جس نے گزشتہ دو صدیوں میں برطانوی سلطنت کی توسیع اور استحکام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ مریخ کے سفر کی لاٹری کا ٹکٹ اگر کسی انگریز کے نام نکلتا تو بھی شاید انگریز قوم کو اتنی خوشی نہ ہوتی۔ سر جارج ایک مشرقی ملک کا باشندہ ہونے کے باوجود انگریزوں سے زیادہ انگریز ہے۔

ہسپتال سے ڈسچارج ہونے کے بعد جب انھیں یہ خوشخبری سنائی گئی تھی کہ آپ عنقریب مریخ کا سفر کرنے والے ہیں تو وہ بے ہوش ہو گئے تھے۔ ان کے ڈاکٹر کا یہ خیال تھا کہ وہ نقاہت کے باعث بے ہوش ہو گئے تھے۔ لیکن برطانیہ کی رائے عامہ یہ محسوس کرتی ہے کہ یہ غیر متوقع خوشی ان کی قوتِ برداشت سے باہر تھی۔

اس اعلان سے اگلے دن برطانوی اخبارات میں اس ڈاکٹر کا ایک بیان شائع ہوا جس نے مسٹر جارج کے دماغ کا اپریشن کیا تھا۔ ڈاکٹر نے انسانیت کے نام پر حکومتِ برطانیہ

سے یہ اپیل کی تھی کہ سر جارج کو مریخ کی طرف پرواز کرنے سے روکا جائے۔ کیونکہ اپریشن کرتے وقت اس نے مریض کے دماغ کا ایک زخمی غدود نکال کر اس کی جگہ ایک بندر کا غدود ڈال دیا تھا۔ یہ اقدام مریض کی جان بچانے کے لیے ضروری تھا لیکن یہ بات وثوق کے ساتھ نہیں کہی جا سکتی کہ بندر کے غدود سے اس کے ذہنی توازن پر کیا اثر پڑے گا۔ اگر مسٹر جارج کو پورا آرام دیا جائے اور اس سے کوئی دماغی کام نہ لیا جائے تو یہ ممکن ہے کہ اس کے دماغ پر بندر کے غدود کے بُرے اثرات ظاہر نہ ہوں۔ لیکن اسے راکٹ پر سوار کرنا بہت خطرناک ہوگا۔ کم از کم ایک سال تک اس کی کڑی نگرانی ہونی چاہیے۔

ڈاکٹر نے اپنے بیان میں یہ دھمکی دی تھی کہ اگر حکومت میرا کہا نہ مانے گی تو میں عدالت کی طرف رجوع کروں گا۔

چند دن تک اس بیان پر لے دے ہوتی رہی اور اس کے ساتھ ساتھ یہ خبریں بھی شائع ہوتی رہیں کہ سر جارج باقاعدگی کے ساتھ راکٹ میں پرواز کی تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ پھر کچھ دن بعد یہ خبر آئی کہ سر جارج کے معالج نے اس کی پرواز کے خلاف عدالت سے امتناعی حکم حاصل کرنے کے لیے درخواست دے دی ہے۔ اس کے بعد یہ معلوم ہوا کہ فاضل جج نے یہ درخواست رد کر دی ہے اور اپنے فیصلے میں یہ لکھا ہے کہ لاٹری کے متعلق جو سرکاری اعلان شائع ہوا تھا اس میں ایسی کوئی شرط نہیں تھی کہ اگر لاٹری جیتنے والے کے متعلق یہ بات معلوم ہوئی کہ اس کے دماغ میں بندر کا غدود ڈالا گیا ہے تو اسے پرواز کے حق سے محروم کیا جا سکے گا۔ اس لیے ملک کا قانون اس معاملے میں بے بس ہے۔

(۳)

ایک صبح برطانیہ کے راکٹ اسٹیشن سے اس قسم کے اعلانات نشر کیے

جارہے تھے، "سر جارج راکٹ پر سوار ہو چکے ہیں۔ بین الاقوامی شہرت کے جن آٹھ ڈاکٹروں نے چند گھنٹے قبل ان کا طبی معائنہ کیا تھا، انھوں نے متفقہ طور پر یہ اعلان کیا ہے کہ سر جارج کی ذہنی اور جسمانی حالت تسلی بخش ہے اور اس بات کا کوئی احتمال نہیں کہ وہ راکٹ کے کل پرزوں کے ساتھ بلا وجہ چھیڑ چھاڑ کر کے اپنے لیے کوئی خطرہ پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔"

"سر جارج نے راکٹ پر سوار ہوتے وقت کسی خوف و ہراس یا پریشانی کا مظاہرہ نہیں کیا، بلکہ ان کے طرزِ عمل سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ مریخ پر پہنچنے کے لیے بے قرار ہیں۔"

"راکٹ کی پرواز میں ۲۰ منٹ باقی ہیں، اس لیے سامعین کی خدمت میں موسیقی کے ریکارڈ پیش کیے جاتے ہیں۔"

"اب موسیقی کا پروگرام ختم ہوتا ہے۔"

"اب راکٹ کی پرواز میں صرف ایک منٹ باقی ہے۔"

"اب راکٹ پرواز کر چکا ہے اور دس لاکھ تماشائی جو سر جارج کو الوداع کہنے آئے تھے، خوشی کے نعرے لگا رہے ہیں۔ فضا میں ایک تیز روشنی کا شعلہ دکھائی دے رہا ہے۔"

"اب راکٹ اتنی دور جا چکا ہے کہ اس کی روشنی دوربین کے بغیر نہیں دیکھی جا سکتی"........ "اب مسٹر جارج بخیر و عافیت بیرونی فضا میں داخل ہو گئے ہیں۔"

"اب راکٹ اسٹیشن کے انچارج کنٹرول روم سے ریڈیو پر مسٹر جارج کو ضروری ہدایات دے رہے ہیں اور آپ ان کی گفتگو سن سکتے ہیں:-

"ہیلو! ہیلو! سر جارج! —— ہیلو ہیلو ہیلو! —— سر جارج آپ جواب کیوں نہیں دیتے؟ آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ —— حضرات راکٹ

سے کوئی جواب نہیں آتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سر جارج بے ہوش ہو گئے ہیں۔"

"میں بے ہوش نہیں ہوں۔"

"تو پھر آپ جواب کیوں نہیں دیتے۔"

"اس وقت ہم باتیں کرنے کے موڈ میں نہیں ہیں۔"

"سر جارج! دنیا کے کروڑوں انسان آپ کی آواز سننے کے لیے بے چین ہیں۔ آپ کو انھیں مایوس نہیں کرنا چاہیے۔ آپ کی دماغی حالت کیسی ہے؟"

"اس وقت ہم ایک مضبوط ہتھوڑے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔"

"وہ کس لیے؟"

"اس راکٹ کو توڑ کر باہر نکلنے کے لیے۔ یہاں ہمارا دم گھٹ رہا ہے۔"

"سر جارج! یہ آپ کا وہم ہے کہ آپ کا دم گھٹ رہا ہے۔ آپ ہمت سے کام لیں، چند گھنٹوں تک آپ کی طبیعت بالکل ٹھیک ہو جائے گی۔ دیکھیے آپ کو سختی کے ساتھ تاکید کی جاتی ہے کہ آپ ہماری ہدایات پر عمل کریں اور راکٹ کے کسی کل پرزہ کو بلا وجہ ہاتھ نہ لگائیں۔ ہم آپ کا دل بہلانے کے لیے گانوں کا ایک خاص پروگرام نشر کرتے ہیں —— سر جارج! آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ کا راکٹ اپنا راستہ تبدیل کر رہا ہے۔ آپ نے سوئچ نمبر ۸، ۲۱ اور ۴۲ اوپر کر دیے ہیں۔ انھیں فوراً نیچے کر دیجیے اور ہماری ہدایت کے بغیر کسی سوئچ کو ہاتھ نہ لگائیے —— "سر جارج! سر جارج! ہیلو ہیلو!!"

اس کے بعد کئی آدمیوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

"ڈاکٹر کا خیال درست تھا۔ سر جارج کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔"

"ایسی حرکات صرف ایک بندر سے سرزد ہو سکتی ہیں۔"

"ہمیں راکٹ کو اتارنے کی کوشش کرنی چاہیے۔"

"لیکن سر جارج کے تعاون کے بغیر یہ ممکن نہیں۔"

"سر جارج جان بوجھ کر ہمارے عظیم تجربے کو ناکام بنانا چاہتا ہے۔ وہ کسی بیرونی طاقت کے ہاتھوں میں کھیل رہا ہے۔"

"اب راکٹ نے مریخ کا راستہ چھوڑ دیا ہے۔"

اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔ کوئی ایک گھنٹہ بعد راکٹ اسٹیشن سے یہ اعلان سنائی دے رہا تھا:-

"حضرات! ہم انتہائی رنج و افسوس کے ساتھ یہ اعلان کرتے ہیں کہ سر جارج نے ہمیں دھوکہ دیا ہے۔ اب راکٹ ہمارے کنٹرول سے باہر ہے۔ اس کا ٹرانسمیٹر بند ہو چکا ہے۔ اس وقت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ سر جارج کی دماغی حالت خراب ہو چکی ہے یا وہ جان بوجھ کر ایسا کر رہا ہے۔ بہر حال اگر اس نے راکٹ کے کل پرزوں کے ساتھ مزید چھیڑ چھاڑ نہ کی تو وہ کم از کم ایک سال فضا میں بھٹکتا رہے گا۔ راکٹ میں ایک سوئچ ایسا ہے، جسے دبانے کے بعد اس کا رخ زمین کی طرف پھیرا جا سکتا ہے اور اگر سر جارج خودکشی کا ارادہ نہیں کر چکا تو زمین پر اس کے زندہ واپس آ جانے کے امکانات موجود ہیں۔ اگر راکٹ اپنا رخ بدلنے کے بعد زمین کے کرۂ ہوائی میں پہنچ گیا اور سر جارج نے کوئی اور خرابی پیدا کرنے کی کوشش نہ کی تو اس کی جان بچ جائے گی۔ کرہ ہوا میں دوبارہ داخل ہوتے ہی راکٹ کی رفتار کم کرنے والے کل پرزے خود بخود حرکت میں آ جائیں گے اور راکٹ کا بالائی حصہ جہاں سر جارج موجود ہیں نچلے حصے سے خود بخود علیحدہ ہو جائے گا۔ اس کے بعد بالائی حصے کو زمین پر اتارنے کے لیے پیراشوٹ کھل

جائیں گے۔ لیکن سر جارج کی حیرت انگیز تخریبی صلاحیتوں کے پیش نظر کوئی بات وثوق کے ساتھ نہیں کہی جا سکتی۔ جب تک راکٹ کے ٹرانسمیٹر کے ساتھ ہمارا ربط دوبارہ قائم نہیں ہوتا۔ اور سر جارج ہمارے ساتھ گفتگو کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے، ہم یہ کہنے کی پوزیشن میں بھی نہیں ہیں کہ راکٹ کہاں ہے اور کس حال میں ہے۔

ہماری اس رائے سے صرف برطانیہ کے دو سائنس دانوں نے اختلاف کیا ہے کہ سر جارج کی دماغی حالت خراب ہو چکی ہے، یا وہ جان بوجھ کر راکٹ کو تباہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کا یہ خیال ہے کہ راکٹ کے ساتھ کوئی شہاب ثاقب ٹکرا گیا ہے اور سر جارج نے کوئی خرابی محسوس کرنے کے بعد گھبراہٹ اور پریشانی کی حالت میں اس کے کل پرزوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ شروع کر دی ہے۔"

اس کے بعد برطانوی راکٹ کا مسئلہ دنیا بھر کے اخبارات میں کئی دن تک موضوعِ بحث بنا رہا۔ سائنسدانوں، ڈاکٹروں اور علمِ نفسیات کے ماہرین کی رائیں ایک دوسرے سے مختلف تھیں۔ بعض لوگ برطانوی سائنسدانوں کو نااہلیت کا طعنہ دیتے تھے اور بعض سر جارج کو قصوروار ٹھہراتے تھے۔ برطانیہ کے عوام جو اس راکٹ کی کامیابی کو اپنے قومی وقار کا مسئلہ سمجھتے تھے، اس بات پر مصر تھے کہ راکٹ اپنے پروگرام کے مطابق پرواز کر رہا ہے اور سر جارج نے صرف زندہ دلی کا ثبوت دینے کے لیے خاموشی اختیار کر لی ہے۔

ایک ماہ بعد سر جارج اور اس کا راکٹ قصۂ ماضی بن چکا تھا اور دنیا کی نگاہیں پھر روس اور امریکہ کے نئے نئے تجربات کی طرف مبذول ہو چکی تھیں +

Scanned by iqbalmt

بادشاہ کی تلاش

سفید جزیرے کا نیک دل بادشاہ وفات پا چکا تھا اور ملک کا وزیرِ اعظم چنگ سن ایک انتہائی پریشان کن صورتِ حال کا سامنا کر رہا تھا۔ بادشاہ بے اولاد مرا تھا اور ملک کے ایک سو دس قبیلوں کے سردار نئے حکمران کے انتخاب کے متعلق اس کی وصیّت سننے کے لیے محل کے اندر ایک وسیع ہال میں جمع تھے۔ تمام سرداروں کا یہ خیال تھا کہ مرنے والے نے ان میں سے کسی ایک کو اپنا جانشین منتخب کیا ہوگا اور ہر سردار اپنے آپ کو دوسروں کی نسبت تاج و تخت کا زیادہ حقدار سمجھتا تھا۔

بادشاہ نے مرنے سے چند سال پہلے ہی اپنا وصیت نامہ چاندی کی ایک صندوقچی میں بند کر کے جزیرے کے مذہبی پیشوا کے پاس رکھ دیا تھا۔ مذہبی پیشوا نے یہ صندوقچی قبائلی سرداروں کے سامنے کھولی اور وصیّت نامہ پڑھ کر سنایا۔ وصیّت نامے کا مضمون یہ تھا:

"میں بقائمیٔ ہوش و حواس اپنی رعایا کو وصیّت کرتا ہوں کہ اگر میری موت اچانک آجائے اور مجھے اپنا جانشین منتخب کرنے کا موقع نہ ملے تو یہ کام میرے وزیرِ اعظم کو سونپ دیا جائے۔ میں چنگ سن سے زیادہ کسی اور کی بصیرت پر اعتماد نہیں کر سکتا۔ مجھے یقین ہے کہ اس کا انتخاب

میرے انتخاب سے بہتر ہوگا۔ مجھے افسوس ہے کہ چنگ سن نہ شاہی خاندان سے تعلق رکھتا ہے اور نہ کسی قبیلے کا سردار ہے اور ملک کے رواج کے مطابق وہ میری جگہ نہیں لے سکتا۔ ورنہ میں یہ وصیت کرتا کہ میرے بعد اسے بادشاہ بنا دیا جائے۔

"میری سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ ملک میں بادشاہت کی بجائے جمہوری طرزِ حکومت رائج کیا جائے، لیکن چونکہ میری رعایا ابھی تعلیمی لحاظ سے پسماندہ ہے اور صحیح جمہوری نظام رائج کرنے کے لیے انھیں ایک مدت تک سیاسی تربیت کی ضرورت ہے، اس لیے میں یہ چاہتا ہوں کہ بتدریج ایسی اصلاحات نافذ کی جائیں، جو آگے چل کر جمہوری نظام کے نشوو ارتقا کے لیے ممد ثابت ہوں۔

"میری پہلی تجویز یہ ہے کہ میرا جانشین تین سال سے زیادہ حکومت نہ کرے اور اسے صلاح و مشورہ دینے کے لیے ایک نیشنل اسمبلی قائم کی جائے جو قبائلی سرداروں پر مشتمل ہو۔ تین سال گزر جائیں تو میرا جانشین نیشنل اسمبلی سے مشورہ کرنے کے بعد ملک کی زمامِ کار کسی نئے حکمران کو سونپ دے اس کے ساتھ ساتھ اسمبلی کے ارکان ملک کا جمہوری آئین تیار کرتے رہیں اور جب یہ آئین تیار ہو جائے تو ملک کا حکمران عوام کے ووٹوں سے منتخب کیا جائے۔ مکمل جمہوری آئین کے نفاذ سے قبل میں ہر تیسرے سال ملک کے بادشاہ کو تبدیل کر دینا اس لیے ضروری سمجھتا ہوں کہ عوام حکومت کی تبدیلی کو ایک معمولی واقعہ سمجھنے کے عادی ہو جائیں اور کسی شخص کے دل میں دائمی حکومت کا شوق پیدا نہ ہو۔ وزیروں کے لیے کسی قبیلے کا سردار ہونا ضروری نہیں بلکہ میری تو یہ خواہش ہے کہ وہ عوام سے لیے جائیں۔"

وصیّت نامہ پڑھنے کے بعد مذہبی پیشوا نے سرداروں کی طرف متوجہ ہو کر کہا:

"معزز حضرات! ہمارے نیک دل حکمران نے یہ وصیّت نامہ اپنی وفات سے پانچ سال قبل لکھ کر میرے حوالہ کر دیا تھا۔ اس کے بعد ان کا یہ خیال تھا کہ وہ اپنی زندگی میں

کسی موزوں آدمی کو اپنا جانشین مقرر کر جائیں گے۔ انھوں نے مجھے کئی بار یہ کہا تھا کہ وہ اس وصیت نامے میں چند تبدیلیاں کرنا چاہتے ہیں، لیکن یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کے باعث وہ اپنا کام ادھورا چھوڑ گئے ہیں۔ تاہم مجھے وزیر اعظم چنگ سن کے تدبر اور دور اندیشی سے یہ توقع ہے کہ وہ اس نازک وقت میں آپ لوگوں کی صحیح رہنمائی کر سکیں گے۔ اس وصیت کے مطابق آپ سب حضرات نیشنل اسمبلی کے ممبر بنا دیے گئے ہیں اور مسٹر چنگ سن کو آپ کا بادشاہ تلاش کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔"

ایک سردار نے اٹھ کر کہا "اب ہم وزیر اعظم کا فیصلہ سننا چاہتے ہیں۔"

چنگ سن اپنی کرسی سے اٹھا اور کچھ دیر پریشانی کی حالت میں سرداروں کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا اسٹیج کی طرف بڑھا اور مذہبی پیشوا کے قریب کھڑا ہو گیا اور قدرے توقف کے بعد بولا "حضرات! مجھ پر ایک بہت بڑی ذمہ داری ڈال دی گئی ہے، اس لیے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ مجھے کچھ دیر سوچنے کا موقع دیا جائے۔"

ایک سردار نے اُٹھ کر کہا "آپ کتنی دیر سوچنا چاہتے ہیں؟"

چنگ سن نے جواب دیا "مجھے کم از کم تین دن چاہئیں۔"

دوسرے سردار نے کہا "آپ جانتے ہیں کہ ہم میں سے حکومت کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے، اس لیے اس مسئلہ میں کسی لمبی سوچ بچار کی ضرورت نہیں۔"

ایک اور سردار اُٹھا "ہمارے بعض ساتھی آپ پر دباؤ ڈال کر غلط فیصلہ کروانے کی کوشش کریں گے، اس لیے آپ ابھی فیصلہ دے دیجیے۔"

چنگ سن نے کہا "حضرات! میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میرا فیصلہ کسی کے دباؤ کے تحت نہیں ہوگا، لیکن میں کوئی فیصلہ دینے سے پہلے اس مسئلہ میں آپ

کی رائے معلوم کر لینا ضروری سمجھتا ہوں۔ اس کی آسان ترین صورت یہ ہے کہ آپ کاغذ کے پرزے پر ان آدمیوں کے نام لکھ دیں، جنھیں آپ بادشاہت کے اہل سمجھتے ہیں۔"

یہ تجویز پسند کی گئی اور قبائلی سردار کاغذ کے پرزے لکھ لکھ کر چنگ سن کے حوالے کرنے لگے۔ چنگ سن تمام کاغذ اکٹھے کرنے کے بعد کرسی پر ان کا مطالعہ کرنے کے لیے بیٹھ گیا۔ سب سے اوپر والے کاغذ پر ایک سردار کی یہ تحریر تھی۔

"آپ جانتے ہیں کہ میرا قبیلہ سب سے بڑا ہے۔ اگر آپ نے میری بجائے کسی اور کے حق میں فیصلہ دیا تو میں اسے اپنی توہین سمجھوں گا۔"

دوسرے کاغذ پر یہ لکھا ہوا تھا "میں سب سے زیادہ تعلیم یافتہ ہوں۔ اگر تم نے میرے حق میں فیصلہ نہ دیا تو تمھیں پچھتانا پڑے گا۔"

تیسرے سردار نے یہ دھمکی دی تھی "میں تمھارا دوست ہوں، لیکن اگر تم نے میری بجائے کسی اور کے سر پر تاج رکھ دیا تو میں تمھیں گولی مار دوں گا۔"

چوتھے نے یہ پیش کش کی تھی "اگر تم مجھے بادشاہ بنا دو۔ تو میں تمھیں دس لاکھ ڈالر بطور انعام دوں گا۔"

ایک اور سردار نے یہ لکھا تھا "کہ میرے قبیلے کے ایک ہزار جانباز محل سے باہر کھڑے ہیں۔ اگر تم نے میری بجائے کسی اور کے حق میں فیصلہ دے دیا تو وہ تمھاری بوٹیاں نوچ ڈالیں گے۔"

اس طرح باقی سرداروں نے بھی اپنی پرچیوں میں مسٹر چنگ سن کو طرح طرح کی دھمکیاں اور لالچ دینے کی کوشش کی تھی۔ چنگ سن کو جان بچانے کی ایک ہی صورت نظر آئی۔ اس نے تمام پرچیاں اپنی جیب میں ڈال لیں اور اٹھ کر کہا "حضرات! مجھے افسوس ہے کہ آپ میں سے ایک سردار نے مجھے دھمکی دی ہے اور ایک نے رشوت

Scanned by iqbalmt

کی پیش کش کی ہے، لیکن یہ قوم کی خوش قسمتی ہے کہ باقی تمام سردار ایک ایسے آدمی کو بادشاہ بنانے پر متفق ہیں، جسے میں بھی انتہائی قابلِ احترام سمجھتا ہوں۔ اب اگر آپ حکم دیں تو میں ابھی اپنا فیصلہ سنانے کے لیے تیار ہوں لیکن اگر آپ مجھے تین دن کی مہلت دے دیتے تو یہ بہتر ہوتا۔"

سرداروں کی مجلس پر سناٹا چھا گیا۔ پھر وہ یکے بعد دیگرے اٹھ کر احتجاج کرنے لگے۔ "آپ کو اتنی جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔ اتنے نازک مسئلے پر سوچنے کے لیے تین دن کافی نہیں، آپ کو کم از کم ایک ہفتہ سوچنا چاہیے۔"

((۴))

تین دن بعد مسٹر چنگ سن پھر ان سرداروں کے سامنے کھڑا تھا۔ اُس کے دائیں ہاتھ ایک سنہری کرسی تھی۔ کرسی کے آگے ایک میز پر جواہرات سے مرصع تاج پڑا ہوا تھا اور میز کے پاس ہی مذہبی پیشوا کھڑا تھا۔ چنگ سن کا چہرہ اترا ہوا تھا۔ گذشتہ تین دنوں میں اس تاج کے متعدد امیدوار اُسے قتل کی دھمکیاں دے چکے تھے۔ چونکہ ہر سردار اپنی اپنی جگہ پر یہ خدشہ محسوس کرتا تھا کہ اس کے حریف مسٹر چنگ سن کو ڈرا دھمکا کر یا کوئی لالچ دے کر اپنا کام نکالنے کی کوشش کریں گے، اس لیے قریباً تمام سرداروں نے چنگ سن کے مکان کے آس پاس اپنے جاسوسوں کا پہرہ بٹھا رکھا تھا۔ چنگ سن نے اس اجلاس سے ایک دن قبل بھاگنے کی کوشش کی تھی، لیکن سرداروں کے آدمی اسے ہوائی اڈے سے گھیر کر واپس لے آئے تھے۔

بادشاہت کے تمام امیدوار اپنی جیبوں میں پستول ڈال کر آئے تھے اور چنگ سن کو اس بات کا یقین تھا کہ جوں ہی وہ کسی ایک آدمی کا نام لے گا، باقی ۱۰۹ آدمی کسی توقف کے بغیر اس پر نشانہ بازی شروع کر دیں گے۔ محل سے باہر ہر

قبیلے کے ہزاروں آدمی اپنے اپنے سردار کے حق میں مظاہرے کر رہے تھے۔ چنگ سن نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔ "حضرات! پیشتر اس کے کہ میں اپنا فرض ادا کروں، میں یہ چاہتا ہوں کہ ہم سب دوزانو ہو کر اپنے خدا سے یہ دعا مانگیں کہ وہ اس نازک وقت میں ہماری رہنمائی کرے۔"

حاضرین کو یہ تجویز پسند آئی اور وہ کرسیوں سے اتر کر دوزانو ہو گئے۔ چنگ سن نے گھٹنے ٹیک کر یہ دعا شروع کی "زمین اور آسمان کے مالک! ہماری رہنمائی کر۔ ہمیں اتنا شعور دے کہ آج جو بادشاہ منتخب ہو، ہم اس کی اطاعت کے لیے سر جھکا دیں۔ ہمیں اتنی عقل دے کہ ہم خانہ جنگی سے باز رہیں۔ تو جانتا ہے کہ ان تمام سرداروں میں سے صرف ایک آدمی کو بادشاہ بنایا جا سکتا ہے، اس لیے ہم تجھ سے التجا کرتے ہیں کہ ہمیں صحیح انتخاب کے لیے عقل اور سمجھ عطا کر اور جو ۱۰۹ آدمی ہمارا بادشاہ بننے کی سعادت سے محروم رہیں، انھیں بھی اتنی عقل دے کہ وہ اس عاجز انسان پر اپنا غصہ نہ اتاریں، جسے ہمارے سابق حکمران نے بادشاہ منتخب کرنے کا ناخوشگوار فریضہ سونپا ہے۔"

اچانک کمرے سے باہر آدمیوں کا شور سنائی دیا اور چند آدمی "اُڑن طشتری" "اُڑن طشتری" کہتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے۔ حاضرین بدحواس ہو کر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے، لیکن چنگ سن نے اپنی دعا جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"پروردگار! اگر اس ملک کو خانہ جنگی کا خطرہ ہے تو اُڑن طشتری پر کسی ایسے آدمی کو بھیج دے، جو ہمیں خانہ جنگی سے بچا سکے۔"

اچانک ایک زبردست دھماکا سنائی دیا اور کوئی بھاری شے چھت توڑ کر چنگ سن سے چند قدم دور آ گری۔ یہ برطانیہ کے گم شدہ راکٹ کا وہ حصہ تھا جس پر مسٹر جارج سوار تھے۔ حاضرینِ مجلس چند ثانیے سکتے کی حالت میں کھڑے

رہے اور پھر "اڑن طشتری"، "اُڑن طشتری" کہتے ہوئے بھاگ نکلے۔ چھت کا کچھ حصہ چنگ سن کے بالکل قریب گرا، لیکن اس نے بھاگنے کی کوشش نہ کی۔ مذہبی پیشوا نے بھی دوسرے لوگوں کی طرح بھاگنے کا ارادہ کیا، لیکن چنگ سن کو دیکھ کر رُک گیا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا "میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں ــــ خدا نے آپ کی فریاد سن لی۔ کم از کم آج کے دن آپ کی جان کو کوئی خطرہ نہیں۔"

راکٹ کے خول کے اندر ایک ہلکی سی گڑگڑاہٹ سنائی دی اور کوئی سات آٹھ فٹ اوپر ایک آہنی دروازہ آہستہ آہستہ اندر کی طرف کھلنے لگا۔ مذہبی پیشوا نے سہمی ہوئی آواز میں چنگ سن سے مخاطب ہو کر کہا "آپ کو یقین ہے کہ ہمیں یہاں کھڑے رہنے میں کوئی خطرہ نہیں؟"

چنگ سن نے جواب دیا "مقدس باپ! گھبرانے کی کوئی بات نہیں اگر یہ چیز قدرت کی مرضی سے آئی ہے تو ہمیں اس سے ڈر کر نہیں بھاگنا چاہیے۔ صرف گرتے ہوئے ملبے سے بچنے کی کوشش کریں۔"

راکٹ کا دروازہ کھلتے ہی ایک سیڑھی نمودار ہوئی اور آہستہ آہستہ ملبے کے ڈھیر کے ساتھ لگ گئی۔ سر جارج نے دروازے سے باہر جھانک کر دیکھا اور چند ثانیے تذبذب کے بعد لڑکھڑاتا ہوا سیڑھی سے نیچے اترا۔ اور ملتجی نگاہوں سے مسٹر چنگ سن اور مذہبی پیشوا کی طرف دیکھنے لگا۔ اچانک چھت سے یکے بعد دیگرے چند بھاری سلیں گریں لیکن سر جارج بال بال بچ گئے۔

مذہبی پیشوا نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے کھینچتا ہوا سنہری کرسی کے قریب لے گیا۔ سر جارج نڈھال سا ہو کر کرسی پر گر پڑا۔ مذہبی پیشوا نے کسی توقف کے بغیر مرصع تاج اٹھا کر اس کے سر پر رکھ دیا اور اس کے سامنے دوزانو ہو کر کہا "کسی نامعلوم دنیا سے آنے والے فرشتے! میں سفید جزیرے کے

باشندوں کی طرف سے آپ کا خیر مقدم کرتا ہوں۔"

چنگ سن نے آگے بڑھ کر مذہبی پیشوا کا ہاتھ پکڑ لیا اور اُسے اٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا "مقدس باپ آپ جلد بازی سے کام نہ لیں۔ ابھی میں نے آپ کو اس کے سر پر تاج رکھنے کا اختیار نہیں دیا تھا۔"

مذہبی پیشوا نے کہا "آپ ناشکر گزار نہ بنیں۔ قدرت نے ایک انتہائی مشکل وقت میں آپ کی مدد کی ہے، اب انھیں بادشاہ بنانے میں ایک لمحہ کی بھی تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔ میں ابھی عوام کو خوشخبری سناتا ہوں۔"

ایک فوجی افسر ہال کے اندر داخل ہوا اور اس نے اپنی بدحواسی پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے چنگ سن سے کہا۔

"جناب شہر کے لوگ محل کے اندر داخل ہو گئے ہیں۔ ان کا یہ خیال ہے کہ یہ اڑن طشتری مریخ سے آئی ہے۔ ہم بڑی مشکل سے انھیں روکنے کی کوشش کر رہے ہیں، لیکن ہجوم کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ عوام اُڑن طشتری کو دیکھنے کے لیے بے چین ہیں۔ قبائل کے سردار بھی ہال سے باہر کھڑے ہیں اور آپ کے متعلق وہ بہت فکر مند ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ آپ کو اُڑن طشتری کی ریڈیائی شعاعوں نے جکڑ لیا ہے۔"

چنگ سن نے مذہبی پیشوا کی طرف متوجہ ہو کر کہا "مقدس باپ! ابھی ان کے سر سے تاج اتار لیجیے۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر سرداروں کو یہ پتہ چل گیا تو وہ اس کی بوٹیاں نوچ ڈالیں گے۔"

مذہبی پیشوا نے جواب دیا "تم فکر مت کرو۔ اب کسی کو اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی بھی جرأت نہیں ہوگی۔ میں جا کر اُن کو خوشخبری دیتا ہوں کہ خدا نے اس ملک کو خانہ جنگی کی تباہی سے بچانے کے لیے مریخ یا کسی اور سیارے سے

ایک بادشاہ بھیج دیا ہے۔"

مذہبی پیشوا یہ کہہ کر بھاگتا ہوا باہر نکل گیا۔ چنگ سن نے فوجی افسر کی طرف متوجہ ہو کر کہا "تم بھی جاؤ اور محل کے تمام دروازے بند کر کے ان پر مسلح آدمیوں کا پہرہ بٹھا دو۔" افسر پریشانی اور اضطراب کی حالت میں مڑ مڑ کر سر جارج کی طرف دیکھتا ہوا باہر نکل گیا۔

(۳)

چنگ سن چند ثانیے خاموشی سے سر جارج کی طرف دیکھتا رہا۔ بالآخر اس نے کہا "گڈ مارننگ!"

سر جارج نے بدحواس ہو کر کرسی سے اٹھتے ہوئے جواب دیا "گڈ مارننگ! تم انگریزی جانتے ہو؟"

چنگ سن: "تمہارا نام سر جارج ہے؟"

جارج: "تم میرا نام بھی جانتے ہو!"

چنگ سن: "ہاں میں تمہارے متعلق بہت کچھ جانتا ہوں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم انگلستان سے آئے ہو اور مریخ پر سفر کرنے کے لیے جو لاٹری ڈالی گئی تھی وہ تمہارے نام نکلی تھی۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تمہاری دماغی حالت تسلی بخش نہیں تھی۔"

جارج: "لیکن یہ تمام باتیں تمہیں کیسے معلوم ہوئیں؟"

چنگ سن: "میں نے خود اس لاٹری کے بارہ ٹکٹ خریدے تھے۔"

جارج: "لیکن وہ ٹکٹ مریخ پر کیسے پہنچ گئے اور مریخ کے کسی باشندے کو مریخ کے سفر کے ٹکٹ خریدنے کی کیا ضرورت تھی؟"

چنگ سن: "میں نے وہ ٹکٹ ٹوکیو سے منگوائے تھے۔"

سر جارج: "خدا کے لیے میرے ساتھ مذاق نہ کیجیے۔ میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تم نے میرے لیے کیا سزا تجویز کی ہے؟"

چنگ سن: "کس بات کی سزا؟"

سر جارج: "میں اجازت نامے کے بغیر تمہارے ملک میں آگیا ہوں۔"

چنگ سن: "تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے، یہاں تمہیں کوئی خطرہ نہیں۔"

جارج: "لیکن تم نے انگریزی کہاں سے سیکھی اور میرے متعلق اتنی معلومات کہاں سے حاصل کیں؟ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں ایک خواب دیکھ رہا ہوں۔"

چنگ سن: "میں نے انگلستان میں پورے چار برس تعلیم حاصل کی ہے۔"

جارج: "کیا مریخ پر بھی کوئی انگلستان ہے؟"

چنگ سن: (ہنستے ہوئے) "ارے تمہارا خیال ہے کہ تم مریخ پر پہنچ چکے ہو؟"

جارج: (پریشان ہو کر) "آپ کا کیا خیال ہے؟"

چنگ سن: "تم اس وقت سفید جزیرے کے دارالحکومت میں ہو اور تمہارے نیچے سفید جزیرے کے بادشاہ کی کرسی ہے اور تمہارے سر پر سفید جزیرے کے بادشاہ کا تاج ہے۔"

جارج: "سفید جزیرہ کون سے سیارے میں واقع ہے؟"

چنگ سن: (مسکرا کر) "سفید جزیرہ زمین پر واقع ہے۔"

جارج: "کون سی زمین پر؟"

چنگ سن: "معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے متعلق اس ڈاکٹر کی رائے بالکل درست تھی۔"

جارج: "کون سے ڈاکٹر کی رائے؟"

چنگ سن: "وہی جس نے تمہارے دماغ کا اپریشن کیا تھا۔"

جارج :۔ "خدا کے لیے میرے ساتھ صاف صاف بات کرو۔"

چنگ سن :۔ "میں نے کوئی بات غلط نہیں کہی۔ اب اگر تم چاہتے ہو تو میں پوری تشریح کر دیتا ہوں۔ تمہارا راکٹ کوئی ایک مہینہ دس دن لاپتہ رہنے کے بعد دوبارہ زمین پر آگیا ہے۔ یہ ملک بحرالکاہل کا ایک جزیرہ ہے میں تمہیں اس شاندار کارنامے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور تمہارا شکر گذار ہوں۔"

جارج :۔ "وہ کس لیے؟"

چنگ سن :۔ "تم نے میری جان بچائی ہے۔"

جارج :۔ "تمہارا مطلب ہے کہ یہ چھت تمہارے سر پر نہیں گری۔ دیکھیے میں اس معاملے میں بالکل بے بس تھا۔ نیچے اترتے وقت راکٹ کی رفتار زیادہ نہ تھی۔ اس کے پیراشوٹ کافی مضبوط تھے، لیکن اس کمرے کی چھت اتنا بوجھ برداشت نہ کر سکی۔ خدا کا شکر ہے کہ راکٹ کا زیادہ وزنی حصّہ راستے میں علیحدہ ہو گیا تھا۔ لیکن مجھے ابھی تک یقین نہیں آتا کہ میں دوبارہ زمین پر پہنچ گیا ہوں۔"

چنگ سن :۔ "تم نے جان بوجھ کر راکٹ کو تباہ کرنے کی کوشش کیوں کی تھی؟"

جارج :۔ "مجھے کچھ معلوم نہیں کہ میں نے کیا کیا تھا۔ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ میں راکٹ کو توڑ کر باہر نکلنا چاہتا تھا۔ اس کے بعد مجھے کوئی ہوش نہ تھا۔ پھر نہ معلوم کتنی دیر بے ہوش رہنے کے بعد جب میں نے ٹرانسمیٹر کے ذریعہ راکٹ اسٹیشن سے بات کرنے کی کوشش کی تھی تو وہاں سے کوئی جواب نہیں آتا تھا۔ ٹرانسمیٹر کے کئی پرزے ٹوٹے ہوئے تھے اور ان کی مرمت کرنا میرے بس کی بات نہ تھی۔"

چنگ سن :۔ "ٹرانسمیٹر کے پرزے کس نے توڑے؟"

جارج :۔ "مجھے معلوم نہیں۔"

چنگ سن :۔ "اب میں تمہارے ساتھ چند ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ میری جان خطرے میں ہے، لیکن اگر تم چاہو تو مجھے بچا سکتے ہو۔"

جارج :۔ "اس وقت میں صرف اپنی زندگی کے متعلق فکر مند ہوں۔ بہرحال اگر میں اپنے لیے کوئی خطرہ مول لیے بغیر تمہاری کوئی مدد کر سکا تو مجھے خوشی ہوگی۔"

چنگ سن ایک کرسی اُٹھا کر جارج کے قریب بیٹھ گیا اور اس نے کسی توقف کے بغیر اپنا قصّہ شروع کر دیا۔

(۴)

جب چنگ سن نے اپنی سرگذشت ختم کی تو مسٹر جارج نے کہا "تمہیں ایک بے بس انسان سے مذاق نہیں کرنا چاہیے۔"

چنگ سن :۔ "میں مذاق نہیں کرتا۔"

جارج :۔ "لیکن مجھے یہ تمام باتیں ناقابلِ یقین معلوم ہوتی ہیں۔ میں یہ کیسے مان سکتا ہوں کہ مجھے بادشاہ بنایا جا رہا ہے؟"

چنگ سن :۔ "آپ کے ماننے یا نہ ماننے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مجھے یقین ہے کہ جو تاج ہمارے مذہبی پیشوا نے آپ کے سر پر رکھ دیا ہے، اسے بادشاہت کا کوئی دعوےدار اتارنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ قبائلی سردار جس قدر اقتدار کے بھوکے ہیں اسی قدر توہم پرست ہیں اور ہمارے مذہبی پیشوا کو انہیں اس بات کا یقین دلانے میں دقّت پیش نہیں آئے گی کہ آپ مریخ سے آئے ہیں۔ ذاتی طور پر میری خواہش تھی کہ اس ملک کی زمام کار کسی اچھے آدمی کو سونپی جائے، لیکن اب میں اس قوم کی تقدیر کے خلاف لڑنے کی کوشش

نہیں کروں گا۔ مجھے صرف اس بات کا افسوس ہے کہ آپ کی ذاتی حالت
پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔"

جارج: "براہ کرم آپ بار بار میری دماغی حالت کے متعلق تبصرہ نہ کریں اور میں نے
ابھی تک آپ سے یہ وعدہ بھی نہیں کیا کہ میں اس ملک کی حکومت کا بوجھ اٹھانے
پر آمادہ ہو جاؤں گا۔"

چنگ سن: "مجھے یقین ہے کہ آپ خوشی سے یہ ذمہ داری قبول کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔"

جارج: "اگر میں یہ ذمہ داری قبول کرنے کے لیے تیار ہو جاؤں تو بھی یہ کیسے ممکن
ہو سکتا ہے کہ آپ کے امراء اور عوام ایک ایسے اجنبی کو اپنا حکمران تسلیم
کر لیں، جس کے حسب و نسب اور عادات و خصائل کے متعلق انہیں قطعاً
کوئی علم نہیں۔"

چنگ سن: "یہ لوگ عجوبہ پسند ہیں اگر انھیں یقین ہو گیا کہ آپ مریخ سے آئے ہیں تو
وہ آپ کو دیکھنے، آپ کے ساتھ بات کرنے یا آپ کو چھو لینے میں بھی فخر
محسوس کریں گے۔"

جارج: "اگر کسی کو یہ پتہ چل گیا کہ میں مریخ کی بجائے انگلستان سے آیا ہوں تو میرا
انجام کیا ہوگا؟"

چنگ سن: "آپ مطمئن رہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس جزیرے میں میرے علاوہ صرف
چند اور آدمیوں کو آپ کے حدود اربعہ کا علم ہوگا۔ اور ہمارے عجوبہ پسند عوام ان
کی بات پر کان نہیں دھریں گے۔ پھر اس سلسلے میں چند احتیاطی تدابیر بھی اختیار
کی جائیں گی۔ مثلاً آپ کا نام بدلا جا سکتا ہے۔ میں آپ کا نام جارج کی بجائے
سائمن تجویز کرتا ہوں۔ یعنی سائمن قہر اللہ۔ لیکن نہیں قہر اللہ ٹھیک نہیں یہاں کے
لوگوں کو اس کے معنی معلوم ہوں گے اس لیے آپ کو صرف کنگ سائمن

کہا جائے گا۔

جارج: "مجھے اس نام پر کوئی اعتراض نہیں، لیکن میں یہاں کونسی زبان میں بات
کروں گا۔"

چنگ سن: "انگریزی میں — میرے لیے لوگوں کو یہ یقین دلانا مشکل نہیں ہوگا کہ
مریخ کے ذہین اور ترقی یافتہ باشندے اپنی عجیب و غریب ایجادات کی مدد
سے اہل زمین کی باتیں سن سکتے ہیں اور وہ دنیا کے تمام مہذب ممالک کی زبانیں
سیکھ چکے ہیں۔"

سر جارج: "میں اپنی ادنےٰ حیثیت میں بھی انسانیت کی خدمت کرنا ایک فرض
سمجھتا ہوں، لیکن اتنی بڑی ذمہ داری قبول کرنے سے پہلے میرے لیے یہ
جاننا ضروری ہے کہ آپ کے ملک کے مسائل کیا ہیں؟"

چنگ سن: "ہمارے ملک کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں، جو ایک انصاف پسند اور
نیک دل حکمران کے لیے کسی پریشانی کا باعث ہو۔ یہاں کے لوگ بہت
امن پسند ہیں اور اس کا ایک واضح ثبوت یہ ہے کہ ملک میں خانہ جنگی کے پیش نظر
وہ آپ کو اپنا محافظ تسلیم کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ اقتصادی لحاظ سے
ہماری حالت بہت اچھی ہے۔ زمین بہت زرخیز ہے اور غلہ اور پھل ہر سال
ہماری ضرورت کے لیے وافر پیدا ہوتا ہے۔ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے
کہ پڑوس کا جزیرہ، جسے ہم کالا جزیرہ کہتے ہیں، اپنے رقبے اور آبادی کے لحاظ
سے ہمارے ملک کی نسبت بہت بڑا ہے اور اس کے باشندے ہماری
آزادی اور بقا کے بدترین دشمن ہیں اور ہمیں اپنی مدافعت کے لیے ہر
وقت چوکس رہنا پڑتا ہے۔ چار سال قبل ہمارے ملک میں ان کے جاسوسوں
کی ایک جماعت پکڑی گئی تھی اور تحقیقات کرنے پر یہ معلوم ہوا تھا کہ ہمارے

Scanned by iqbalmt

ملک کے بعض لوگ بھی ہمارے دشمنوں کے ساتھ ساز باز کر رہے ہیں۔ ہم کوئی سو آدمی گرفتار کر کے قید خانے میں بھیج چکے ہیں، لیکن ابھی تک کئی ایسے غدار حکومت کی نگاہوں سے روپوش ہیں، جو کسی خطرے کے وقت ہماری پیٹھ میں چھرا گھونپنے سے دریغ نہیں کریں گے۔ آپ کا اہم ترین فرض یہ ہوگا کہ آپ سفید جزیرے کو دفاعی لحاظ سے ناقابلِ تسخیر بنا دیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہاں کے لوگوں کو آپ ناشکر گزار نہیں پائیں گے۔"

سر جارج: "میں اس ملک کی حکومت کی ذمہ داری صرف خدمتِ خلق کے جذبہ کے تحت قبول کروں گا۔ لیکن اس میدان میں کسی اہم کارنامے کے لیے تین سال کی مدت ناکافی ہوگی۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر تین سال گزرنے پر آپ کے سردار اور عوام مزید چند سال کے لیے میری خدمات کی ضرورت محسوس کریں تو یہ تین سال والی شرط اڑائی جا سکے گی یا نہیں؟"

چنگ سن: "بظاہر یہ آسان بات نہیں، لیکن اگر آپ تین سال کے عرصہ میں عوام کو یہ احساس دلا دیں کہ مزید عرصہ کے لیے بھی انہیں آپ کی خدمات کی ضرورت ہے تو ممکن ہے کہ امراء کی اسمبلی اس شرط میں ترمیم کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ اب مجھے تھوڑی دیر کے لیے اجازت دیجیے۔ میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ باہر کیا ہو رہا ہے۔"

سر جارج: "مجھے کچھ دیر آرام کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ آپ زیادہ دیر نہ لگائیں۔"

چنگ سن باہر نکل گیا اور جارج نے اٹھ کر ٹہلنا شروع کر دیا۔ اس نے اپنا تاج اتارا اور اسے دیکھنے کے بعد دوبارہ سر پر رکھتے ہوئے کہا: "سائمن ۔۔۔ کنگ سائمن ۔۔۔ ہز میجسٹی کنگ سائمن ۔۔۔ سفید جزیرے کا بادشاہ ۔۔۔

صرف تین سال کے لیے ۔۔۔ مجھے یہ رواج بدلنا پڑے گا ۔۔۔ لیکن یہ سب ایک مذاق معلوم ہوتا ہے۔"

سر جارج کوئی آدھ گھنٹہ ٹہلنے کے بعد دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ ہال سے باہر ہجوم کے شور کی بجائے لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ کسی کی تقریر سنائی دے رہی تھی۔ اور تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد ہزاروں انسانوں کے نعرے سنائی دے رہے تھے۔ سر جارج کے لیے تقریر کرنے والے کی زبان ناقابلِ فہم تھی اور پرجوش نعروں سے وہ صرف یہ اندازہ لگا سکتا تھا کہ سننے والے کسی بات پر انتہائی مسرت کا اظہار کر رہے ہیں۔

(۵)

قریباً چالیس منٹ اور گزر گئے اور سر جارج نے اضطراب کی حالت میں اٹھ کر دوبارہ ٹہلنا شروع کر دیا۔ اسٹیج سے نیچے ہال کی دیواروں میں چند دریچے دکھائی دے رہے تھے۔ لیکن سر جارج کو آگے بڑھ کر باہر جھانکنے کی جرأت نہ ہوئی۔ بالآخر چنگ سن ہال میں داخل ہوا اور اس نے آگے بڑھ کر کہا: "میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اب تمام معاملات ٹھیک ہو چکے ہیں۔ مذہبی پیشوا نے عوام اور سرداروں کو یقین دلا دیا ہے کہ آپ مریخ سے تشریف لاتے ہیں اور مجھے ان کے سامنے جھوٹ بولنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ عوام کے جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ اگر میں سچ بولنے کی کوشش کرتا تو وہ مجھے قابلِ توجہ نہ سمجھتے۔ سرداروں نے آپ کا خیر مقدم کرنے کے لیے شامیانوں کا انتظام کیا تھا، لیکن اب سارا شہر محل کے اندر جمع ہو چکا ہے اور ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سردار اسی ہال میں آپ کے سامنے حلف وفاداری اٹھائیں۔ اس کے بعد آپ باہر نکل کر تھوڑی دیر کے لیے عوام کو

اپنے دیدار کا موقع دیں گے۔ میرے خیال میں آپ کو چند منٹ اور یہاں ٹھہرانے میں کوئی خطرہ نہیں چھت اس سے زیادہ نہیں گرے گی۔ مذہبی پیشوا نے سوچے سمجھے بغیر آپ کے سر پر تاج رکھ کر ہمیں کئی گھنٹے غیر ضروری رسومات ادا کرنے کی کوفت سے بچا لیا ہے اب میں صرف ایک مختصر سی تقریر کروں گا۔ اس کے بعد آپ کچھ ارشاد فرمائیں گے اور پھر وفاداری کے حلف اٹھائے جائیں گے۔ میں نے انھیں بتا دیا ہے کہ آپ انگریزی جانتے ہیں۔ اور آج یہ لوگ ہر جھوٹی سچی بات تسلیم کرنے کے موڈ میں ہیں۔ لیجیے وہ آ رہے ہیں۔ آپ اپنی کرسی پر بیٹھ جائیے اور یاد رکھیے آپ کا نام سائمن ہے جارج نہیں۔"

قبائلی سردار پھولوں کے ہار لیے کمرے میں داخل ہونے لگے۔

وہ کرسیوں پر بیٹھ گئے اور چنگ سن نے مقامی زبان میں ان کے ساتھ چند باتیں کرنے کے بعد انگریزی زبان میں مریخ سے آنے والے مہمان کی طرف متوجہ ہو کر کہا "عالی جاہ! اگر آپ کی اجازت ہو تو اس اجلاس کی کارروائی شروع کی جائے۔"

سر جارج نے اثبات میں سر ہلایا اور چنگ سن نے حاضرین مجلس سے مخاطب ہو کر کہا "معزز حضرات! یہ ہمارے ملک کی تاریخ کا اہم ترین دن ہے آج قدرت نے ہمارے حال پر رحم کھا کر مریخ کے ایک باکمال انسان کو ہماری حکومت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے لیے بھیج دیا ہے۔"

حاضرین نے زور زور سے تالیاں بجائیں اور چنگ سن نے دوبارہ اپنی تقریر شروع کرتے ہوئے کہا "ہمارے سابق حکمران اپنی وصیت میں مجھے ایک بہت بڑی ذمہ داری سونپ گئے تھے۔ اور میں نے صدق دل سے یہ دعا کی تھی کہ میری نگاہِ انتخاب کسی ایسے شخص پر پڑے جو آپ کی بلند ترین توقعات پوری کر سکے۔ میری نگاہ میں آپ

سب حضرات یکساں طور پر اس عظیم ذمہ داری کا بوجھ اٹھانے کی اہلیت رکھتے تھے اور میرے لیے کسی ایک آدمی کے حق میں فیصلہ دینا مشکل تھا لیکن میرے تذبذب کی اصل وجہ غالباً یہ تھی کہ قدرت پہلے ہی ایک باکمال انسان کو منتخب کر چکی تھی۔ میں نے ابھی ابھی آپ کی خدمت میں یہ عرض کیا تھا کہ مریخ کی زبان میں ہمارے معزز مہمان کا اسم گرامی بے حد پیچیدہ ہے اور انھوں نے ہماری سہولت کے لیے سر سائمن کا نام پسند فرمایا ہے۔ آپ کو ان کے نام کے ساتھ "سر" کے لفظ سے پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ ہمارے معزز مہمان فرماتے ہیں کہ یہ ان بے شمار خطابات کا نعم البدل ہے جو مریخ کی حکومت نے انھیں عطا کیے ہیں۔ اب یہ تاج اپنے سر پر رکھنے کے بعد سر سائمن، اعلیٰ حضرت کنگ سائمن بن چکے ہیں اور میں آپ سب کی طرف سے انھیں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔"

حاضرین نے زیادہ جوش و خروش کے ساتھ تالیاں بجائیں۔ چنگ سن نے کہا "آپ کو تعجب ہوگا کہ یہاں سے کروڑوں میل دور مریخ کے انتہائی ترقی یافتہ باشندے ہمارے پسماندہ ملک کے حالات سے پوری طرح باخبر تھے۔ ہز میجسٹی اگر روس امریکہ یا یورپ کے کسی ترقی یافتہ ملک میں تشریف لے جاتے تو وہاں بھی انھیں صدر یا وزیر اعظم کی کرسی پیش کی جاتی لیکن ہم ان کے شکر گزار ہیں کہ انھوں نے ہمارے ملک کو اپنی توجہ کا مستحق سمجھا۔ میں آپ کو یہ بتا چکا ہوں کہ ہز میجسٹی مریخ کی بہت سی زبانوں کے علاوہ انگریزی زبان بھی جانتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مدتوں مغرب کے ترقی یافتہ ممالک کی ریڈیائی نشریات سنتے رہے ہیں۔ اور زندگی کے مختلف شعبوں میں اہل مریخ کی ترقی کے متعلق اعلیٰ حضرت نے جو باتیں مجھے بتائی ہیں وہ میری سمجھ سے بالاتر ہیں۔

سابق بادشاہ کی وصیت کے مطابق ہز میجسٹی صرف تین سال کے لیے

سفید جزیرے کی حکومت کا کاروبار چلائیں گے اور مجھے امید ہے کہ یہ تین سال کا عرصہ ہماری تاریخ کا سنہری زمانہ ہوگا۔ اور ہم اپنے محبوب حکمراں کی قابلیت سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں گے۔ جس طرح آسمان پر مریخ کی شہرت ہے اسی طرح زمین پر ہمارے ملک کی شہرت ہوگی۔ میں نے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ ہمیں اپنے بیرونی دشمنوں اور اندرونی غداروں سے ہر وقت خطرہ رہتا ہے اور آپ نے ہمیں یہ اطمینان دلایا ہے کہ آپ غداروں پر کڑی نظر رکھیں گے اور باہر سے کسی بڑی سے بڑی طاقت کو بھی ہماری طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہیں ہوگی۔ اگر کالے جزیرے کی حکومت نے کوئی شرارت کی تو مریخ کے سائنس دان اپنی عجیب وغریب ایجادات کی مدد سے چشم زدن میں کالے جزیرے کو تباہ و برباد کر دیں گے۔"

حاضرین کھڑے ہو کر قریباً دو منٹ تک تالیاں بجاتے رہے اور اس کے بعد چنگ سن نے کہا "اب میں یہ چاہتا ہوں کہ ہم کسی تاخیر کے بغیر اپنے نئے حکمران کی اطاعت قبول کر لیں اور انھیں حکومت کے مکمل اختیارات سونپ دیں۔ سب سے پہلے میں اپنے نئے بادشاہ کے سامنے وفاداری کا حلف اٹھانے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

چنگ سن نے آگے بڑھ کر پھولوں کا ہار اعلیٰ حضرت کنگ سائمن کے گلے میں ڈال دیا۔ اس کے بعد دوزانو ہو کر حلف وفاداری اٹھایا۔ پھر قبائلی سرداروں نے یکے بعد دیگرے چنگ سن کی تقلید کی اور اعلیٰ حضرت کو پھولوں سے لاد دیا۔ جب یہ رسم ختم ہوئی تو چنگ سن نے کنگ سائمن کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ "عالی جاہ تین سال کے لیے آپ ہماری جان و مال اور ہماری عزت اور آزادی کے محافظ ہیں آپ کو اپنی مرضی کے مطابق نئے وزرا نامزد کرنے کا پورا اختیار ہے۔ صرف رسمی طور

پر نیشنل اسمبلی سے مشورہ کرنا ضروری ہوگا۔ میں صرف اس وقت تک کے لیے وزیراعظم ہوں جب تک کہ حضور پُرنور کسی نئے آدمی کو یہ ذمہ داری نہیں سونپ دیتے۔ اب نیشنل اسمبلی کے ارکان آپ کے ارشادات سننے کے لیے بے تاب ہیں۔ اور یہاں مختصر سی تقریر کرنے کے بعد آپ باہر نکل کر عوام کو اپنے دیدار سے مشرف فرمائیں گے۔"

کنگ سائمن پھٹی پھٹی آنکھوں سے یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ وہ اٹھا اور اپنی پیشانی پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ حاضرین کچھ دیر خاموش بیٹھے رہے اور پھر آہستہ آہستہ سرگوشیاں کرنے لگے۔

چنگ سن نے آگے بڑھ کر دبی زبان میں کہا "عالی جاہ! کیا بات ہے حضور کی طبیعت ٹھیک ہے نا؟"

سر سائمن نے جواب دیا "مجھے نیند آ رہی ہے اور میں نے ابھی تک ناشتا بھی نہیں کھایا۔"

چنگ سن نے کہا "عالی جاہ! آپ انگریزی زبان میں مختصر سی تقریر کر دیں میں اس کا ترجمہ سنا دوں گا۔ اس کے بعد ہم آپ کو آپ کے محل میں لے جائیں گے باہر لوگوں کے سامنے آپ کو تقریر کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ اور آپ کھانا کھانے کے بعد اطمینان سے سو سکیں گے۔"

سر سائمن نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے تقریر شروع کی اور چنگ سن اس کے قریب کھڑے ہو کر مترجم کے فرائض انجام دینے لگا۔

"مجھے ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آپ کس حد تک سنجیدہ ہیں اور کس حد تک میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں لیکن اگر یہ درست ہے کہ آپ نے اس ملک کی حکومت مجھے سونپ دی ہے تو میں یہ دعا کرتا ہوں کہ انسانیت کی خدمت کا وہ ولولہ جس نے مجھے یہ ذمہ داری قبول کرنے پر آمادہ کر دیا ہے، آپ میں کم از کم اس قدر

توانائی ضرور پیدا کرے کہ آپ اپنے ناتواں کندھوں پر میرا بوجھ اٹھا سکیں۔"

مجلس میں بعض انگریزی خواندہ لوگوں کو پریشان دیکھ کر چنگ سن نے کہا۔

"معزز حضرات ہمارے محبوب حکمراں یہ فرماتے ہیں کہ انھوں نے خدمتِ خلق کے جذبے سے سرشار ہو کر اپنے ناتواں کندھوں پر اس ملک کی حکومت کا بوجھ اٹھایا ہے اور وہ یہ دعا کرتے ہیں کہ اس ملک کا ہر آدمی قوم کی اجتماعی بھلائی کے لیے پورے صدق و خلوص کے ساتھ ان سے ـــــ تعاون کرے۔ یعنی جو بوجھ ان کے حصے آیا ہے اس کے اٹھانے کے لیے آپ سب حضرات یکساں بے تاب ہوں۔"

اس پر حاضرین کی اکثریت نے تالیاں بجانی شروع کر دیں اور انگریزی خواندہ حضرات اور زیادہ پریشانی کی حالت میں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔

سر جارج نے کہا۔ "میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرا دورِ حکومت نہ صرف آپ کے ملک کی تاریخ میں بلکہ ساری دنیا کی تاریخ میں یادگار رہے گا۔ میں حتی المقدور کوئی ایسا کام نہیں کروں گا جو اس ملک کے سابق حکمران کرتے رہے ہیں۔ اور ہر ایسا کام کروں گا جو اس ملک کے کسی حکمران کے حصے میں نہیں آیا۔ آپ کی بہت سی باتیں میری سمجھ سے بالاتر ہیں لیکن آگے چل کر اگر آپ کی قوتِ برداشت جواب نہ دے گئی تو میری ہر بات آپ کی سمجھ سے بالاتر ہو گی۔ آپ نے مجھے اس لیے پسند کیا ہے کہ میں مریخ سے آیا ہوں اور میں اپنے قول اور فعل سے یہ ثابت کروں گا کہ میں روئے زمین کے ہر انسان سے مختلف ہوں۔"

چنگ سن نے انگریزی خواندہ حضرات کو اور زیادہ پریشان دیکھ کر ان فقروں کا یہ مفہوم بیان کیا۔ "حضورِ پُرنور یہ فرماتے ہیں کہ آپ اپنے دورِ حکومت کو ساری دنیا کے لیے ایک یادگار بنانے کی خاطر عام حکمرانوں کی روش پر چلنا پسند نہیں

کریں گے بلکہ وہ ایسے عظیم کام کریں گے جو اس ملک کے کسی سابق حکمران کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ آپ اپنی محدود سمجھ کے باعث ان کی تمام باتیں نہ سمجھ سکیں۔ لیکن آہستہ آہستہ آپ کو اس بات کا احساس ہوتا جائے گا کہ آپ کی محدود ذہانت اس حکمران کی مصلحتوں اور حکمتوں کا احاطہ نہیں کر سکتی جسے خدا نے مریخ سے یہاں بھیجا ہے۔"

یہ کہہ کر چنگ سن سر جارج کی طرف متوجہ ہوا اور آگے جھک کر سرگوشی کے انداز میں بولا۔ "خدا کے لیے ان لوگوں کے سامنے کوئی معقول کی بات کیجیے میں نے غلط ترجمے سے انگریزی نہ جاننے والوں کو تو مطمئن کر دیا ہے۔ لیکن جو انگریزی جانتے ہیں وہ بے حد پریشان ہو رہے ہیں۔ اگر آپ انگریزی میں کوئی معقول بات نہیں کر سکتے تو کسی ایسی زبان میں بات کیجیے جو ان سب لوگوں کی سمجھ سے بالاتر ہو۔ تاکہ میں اپنی مرضی کے مطابق کچھ بکتا رہوں۔"

سر جارج نے کہا۔ "میں ابھی تک یہ محسوس کرتا ہوں کہ یہ سب ایک مذاق ہے۔"

چنگ سن۔ "خدا کی قسم یہ ایک مذاق نہیں مجھے آپ لوگوں کے سامنے ایک احمق ثابت کرنے کی کوشش نہ کریں۔ مجھے ڈر ہے کہ ہم دونوں کو پاگل خانے نہ بھیج دیا جائے۔"

"اگر تمھارے ملک میں کوئی پاگل خانہ ہے تو یہ بیوقوف یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

"کون بیوقوف؟"

"یہی جنھوں نے مجھے راکٹ سے نکال کر حکومت کی گدی پر بٹھا دیا ہے۔"

چنگ سن نے جھنجھلا کر کہا۔ "خدا تمھیں غارت کرے۔ میرے ساتھ باتیں کرنے کی بجائے ان کی طرف توجہ دینے کی کوشش کرو۔ کچھ نہ کچھ بکتے رہو ورنہ ہم دونوں کی خیر نہیں۔"

سرجارج نے کہا "تم بدزبانی سے کام لے رہے ہو اور میں تمھیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر اس ملک کے حکمران کو کسی بدزبان آدمی کی زبان نوچ لینے کا اختیار ہے تو میں اس اختیار سے فائدہ اٹھانے کی پوری کوشش کروں گا لیکن اس مرتبہ میں تمھیں معاف کرتا ہوں۔ اب میں کچھ دیر بے معنی آوازیں نکالتا رہوں گا اور تم ان گدھوں سے کہہ سکتے ہو کہ میں مریخ کی زبان میں باتیں کر رہا ہوں۔"

چنگ سن نے حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر کہا "حضرات ہمارے قابلِ صد احترام حکمران نے انگریزی زبان مریخ پر رہ کر سیکھی ہے لیکن زمین پر پہلی بار اس زبان میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے انھیں اس بات کا احساس ہوا ہے کہ وہ اس زبان میں صحیح طور پر اپنے خیالات کا اظہار نہیں کر سکتے اس لیے اب وہ مریخ کی زبان میں آپ کے ساتھ ہم کلام ہوں گے۔ مغرب کے سائنس دانوں نے مریخ کے ترقی یافتہ انسانوں کی نشریات سننے کے بعد وہاں کی زبان کی ایک ڈکشنری تیار کی ہے۔ جب میں یورپ گیا تھا تو مجھے اس ڈکشنری سے استفادہ کا موقع ملا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ اگر حضورِ پرنور نے زیادہ فصاحت و بلاغت سے کام نہ لیا تو میں آپ کے سامنے ان کی باتوں کا مفہوم پیش کر سکوں گا۔"

حاضرین نے پھر تالیاں بجائیں اور اس کے بعد کنگ سائمن کوئی دس منٹ تک اپنے منہ سے ایسی آوازیں اور ایسے الفاظ نکالتا رہا جو اہلِ زمین کے کانوں کے لیے غیر مانوس تھے۔ سامعین کی یہ حالت تھی کہ جب وہ کبھی کبھی زیادہ جوش و خروش کے ساتھ بولتا تھا تو تالیاں بجانا شروع کر دیتے۔ جب اس نے اپنی تقریر ختم کی تو چنگ سن نے کہا۔

"معزز حضرات! میری ناقص عقل کے مطابق حضور والا یہ ارشاد فرماتے ہیں "ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے مریخ کے ایک مسافر کو اپنی خدمت

کا موقع دیا ہے اور ہم صدقِ دل کے ساتھ یہ وعدہ کرتے ہیں کہ اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے ہم آپ کی فلاح و ترقی کے منصوبے سوچتے رہیں گے۔ آج سے اعلیٰحضرت کنگ سائمن کے حصے کی تمام خوشیاں تمھارے لیے ہوں گی اور تمھارے حصے کا ہر غم ان کے لیے ہو گا۔ ملک کی ہر بستی اور ہر شہر میں اسکول، کالج اور ہسپتال کھولے جائیں گے۔ اشیائے خوردنی اس قدر ارزاں کر دی جائیں گی کہ ملک کا غریب ترین آدمی بھی اپنے آپ کو خوشحال سمجھے گا۔ فاضل پیداوار کے لیے دریاؤں پہ بند باندھے جائیں، نہریں کھودی جائیں گی۔ اور چند سال کے اندر اندر ملک میں اتنے باغات ہو جائیں گے کہ پانی پینے والے لوگ پھلوں کے رس سے اپنی پیاس بجھایا کریں گے۔ نااہل اور بددیانت عمال کی گوشمالی کی جائے گی۔ سماج دشمن عناصر کی بیخ کنی کی جائے گی۔ ملک کی آزادی کے دشمن اور غداروں کو برسرِعام پھانسیاں دی جائیں گی۔ کالے جزیرے کی حکومت کی جارحیت کا منہ توڑ جواب دیا جائے گا۔ مختصراً یہ کہ تین سال بعد جب ہمارے محسن ہمیں خیرباد کہیں گے تو اس ملک کا ہر بچہ ہر جوان اور ہر بوڑھا تشکر کے آنسوؤں سے انھیں خدا حافظ کہے گا۔ اب ہمارے قابلِ صد احترام مہمان کو آرام کی ضرورت ہے اس لیے دربار برخاست ہوتا ہے۔ مجھے اس بات کا احساس ہے کہ محل سے باہر ہمارے عوام ان کے دیدار کے لیے بے چین ہیں لیکن آپ باہر نکل کر انھیں سمجھائیں کہ انھیں معزز مہمان کو دیکھنے اور ان کی تقریر سننے پر اصرار نہیں کرنا چاہیے۔ مریخ کی زبان میں جو تقریر انھوں نے فرمائی ہے وہ تھوڑی دیر تک ریڈیو پر نشر کر دی جائے گی۔"

اعلیٰحضرت کنگ سائمن اور مادام وائٹ روز

اعلیٰ حضرت کنگ سائمن نیشنل اسمبلی کے ارکان کی جلو میں ہال سے باہر نکلا اور تھوڑی دیر کے لیے ٹھٹک کر رہ گیا۔ اس کے سامنے ایک وسیع باغ تھا اور کوئی ڈیڑھ سو گز کے فاصلے پر ایک عالی شان محل دکھائی دے رہا تھا۔ ہال کے برآمدے کی سیڑھیوں سے لے کر محل کے دروازے تک جگہ جگہ خوشنما پھاٹک بنے ہوئے تھے اور ایک کشادہ گزرگاہ پر زنگار رنگ کے قالین اور چٹائیاں بچھی ہوئی تھیں۔ مسلح سپاہیوں کے دستے اس گزرگاہ کے دونوں کناروں پر صفیں باندھے کھڑے تھے اور ان کے پیچھے ہزاروں مرد، عورتیں بچے اور بوڑھے زنگار رنگ کی جھنڈیاں اٹھائے دکھائی دے رہے تھے۔

کنگ سائمن کو دیکھتے ہی سپاہیوں نے اپنی چمکدار تلواروں سے سلامی دی اور اس کے ساتھ ہی فضا توپوں کی دھنا دھن سے گونج اٹھی۔

چنگ سن نے فخریہ لہجے میں کہا "حضور آپ کو ایک سو تیس گولوں کی سلامی دی جا رہی ہے۔"

"ایک سو تیس گولوں کی سلامی!"

"جی ہاں۔"

"اور یہ پھاٹک بھی میرے لیے بنائے گئے ہیں؟"

"جی ہاں، یہ گیارہ پھاٹک ابھی لگائے گئے ہیں۔"

"اور یہ چٹائیاں اور یہ جھنڈیاں، اور یہ تمام انتظامات آپ نے ابھی کیے ہیں؟"

"جی ہاں!"

"آپ کا مطلب ہے کہ آپ نے چند منٹ کے اندر اندر یہ انتظامات کر لیے ہیں؟"

"جی ہاں لیکن یہ کوئی قابلِ فخر کارنامہ نہیں۔ میری قوم استقبالیہ پھاٹک تیار کرنے، چٹائیاں بچھانے، جھنڈیاں لہرانے میں کافی مہارت پیدا کر چکی ہے۔ ایسے موقعوں کے لیے ہمارے پاس بنے بنائے پھاٹک موجود ہوتے ہیں۔ مجھے صرف اس بات کا افسوس ہے کہ یہاں سے محل تک زیادہ فاصلہ نہیں ورنہ ہم آدھ گھنٹے کے اندر اندر تین سو پھاٹک کھڑا کر سکتے تھے۔"

"میں آپ کے حسنِ انتظام کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتا۔"

"جناب اگر وقت ہوتا تو یہ استقبال ہماری تاریخ کا ایک اہم ترین واقعہ ہوتا۔ جب ہمارے سابق حکمران نے وفات پائی تھی تو ہم نے مسلسل تین دن اس کا جنازہ نکالنے کے انتظامات میں صرف کیے تھے۔ ہم نے شاہی محل سے شاہی قبرستان تک دو سو بائیس پھاٹک نصب کیے تھے۔ قبرستان شاہی محل کے ساتھ ملا ہوا ہے لیکن ہم نے زیادہ سے زیادہ پھاٹکوں کے لیے گنجائش پیدا کرنے کے لیے ایک لمبا راستہ اختیار کیا تھا۔ راستے میں چٹائیوں پر پھولوں کی سیج بچھانے کے لیے ہم نے اتنے پھول جمع کیے تھے کہ ان کا وزن عام اندازے کے مطابق کوئی ایک ہزار من تھا۔ ہم نے شاہی تابوت کو تین سو پچیس گولوں کی سلامی دی تھی، باقی تفصیلات میں بعد میں عرض کروں گا۔"

توپوں کی سلامی ختم ہوئی۔ بینڈ بجنے لگا اور اعلیحضرت آگے بڑھے۔ اب عوام کی باری تھی۔ وہ جھنڈیاں لہرا رہے تھے۔ پرجوش نعرے لگا رہے تھے اور اچھل اچھل کر اپنے محبوب حکمران کو دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ پولیس کے سپاہی بڑی مشکل سے انھیں گزرگاہ سے دور رکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ محل کے دروازے پر شاہی نوکروں، بیروں اور خانساموں کی ایک جماعت کھڑی تھی۔ چنگ سن اور نیشنل اسمبلی کے ارکان نے اعلیحضرت سے رخصت کی اجازت لی اور محل کا ناظم کنگ سائمن کو کھانے کے کمرے میں لے گیا۔ میز پر انواع و اقسام کے کھانے اور پھل سجے ہوئے تھے۔ سر سائمن کو پیٹ بھرتے ہی نیند نے آدبوچا اور انھوں نے کرسی کے ساتھ ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ چند منٹ بعد وہ گہری نیند میں خراٹے لے رہا تھا۔ نوکر کچھ دیر تذبذب کی حالت میں اس کی طرف دیکھتے رہے۔ بالآخر ایک سانولے رنگ کی شوخ اور طرحدار لڑکی ڈائننگ ہال میں داخل ہوئی اور اس نے صورت حال کا جائزہ لینے کے بعد نوکروں سے مخاطب ہو کر کہا "انھیں آرام سے اٹھا کر سونے کے کمرے میں لے جاؤ۔"

نوکروں نے حکم کی تعمیل کی اور تھوڑی دیر بعد کنگ سائمن ایک آرام دہ بستر پر خراٹے لے رہے تھے۔

سفید جزیرے کے دارالحکومت میں رات بھر جشنِ چراغاں منایا گیا۔ گلیوں اور بازاروں میں لوگوں کی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں گھوم رہی تھیں اور بعض زندہ دل اپنے نئے حکمران کی آمد پر مسرت کے گیت گا رہے تھے۔ ہر محلے کے متمول لوگ غریبوں میں روپیہ پیسہ اور کھانا تقسیم کر رہے تھے۔ شہر کی عبادت گاہوں میں کنگ سائمن کی کامیابی کے لیے دعائیں مانگی جا رہی تھیں۔

ریڈیو اسٹیشن سے تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد کنگ سائمن کی اس تقریر کا ترجمہ نشر کیا جا رہا تھا جو انھوں نے نیشنل اسمبلی کے سامنے کی تھی۔

لیکن اعلیحضرت ان تمام واقعات سے بے خبر سو رہے تھے۔

(۲)

علی الصباح کنگ سائمن کی آنکھ کھلی تو باہر انسانوں کا شور سنائی دے رہا تھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شہر کی ساری آبادی محل کے اندر داخل ہو چکی ہے۔ کنگ سائمن نے اپنے دل میں ناخوشگوار دھڑکنیں محسوس کیں اور دیر تک بے حس و حرکت پڑا رہا۔

تھوڑی دیر بعد یہ شور آہستہ آہستہ کم ہونے لگا اور اعلیحضرت کچھ دیر کروٹیں بدلنے کے بعد دوبارہ سو گئے۔ کوئی دس بجے کنگ سائمن دوبارہ بیدار ہوا تو اس کے دماغ میں پہلا سوال یہ تھا کہ میں کہاں ہوں۔ چند ثانیے وہ پریشانی اور اضطراب کی حالت میں بستر پر لیٹے لیٹے ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر اچانک گزشتہ واقعات کی یاد اس کے دماغ کی سطح پر ابھرنے لگی اور وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ دروازے پر دستک سنائی دی اور اس نے اپنے دل میں ناخوشگوار دھڑکنیں محسوس کرتے ہوئے کہا "کون ہے؟"

محل کا معمر داروغہ کمرے میں داخل ہوا اور اس نے تین بار فرشی سلام کرنے کے بعد ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں کہا "یور میجسٹی آپ نے بہت دیر آرام فرمایا ہے میں دوبار ناشتا تیار کروا چکا ہوں۔ اب آپ غسل فرما لیں۔ اتنی دیر میں تازہ ناشتا تیار ہو جائے گا۔ شاہی حجام دوسرے کمرے میں حضور کے حکم کا منتظر ہے۔"

کنگ سائمن نے کہا "پہلے ہمیں یہ بتاؤ رات کو اس محل سے باہر شور مچانے والے کون تھے؟"

داروغہ نے جواب دیا "عالی جاہ! شہر کے لوگ زبردستی محل کے اندر گھس آئے تھے۔ انھیں کسی نے اس وہم میں مبتلا کر دیا تھا کہ حضور پُرنور زیادہ عرصہ یہاں

ٹھہرنا پسند نہیں فرمائیں گے اور کسی دن اچانک اپنی اڑن طشتری پر سوار ہو کر واپس چلے جائیں گے۔ اب ان کا یہ خدشہ دور ہو چکا ہے۔"

"وہ کیسے؟"

"عالی جاہ! وہ آپ کی اڑن طشتری محل سے باہر لے گئے۔"

"کہاں لے گئے ہیں؟"

"عالی جاہ سمندر کی طرف۔ وہ اسے گہرے پانی میں غرق کرنا چاہتے ہیں تاکہ آپ اپنی حکومت کی مدت ختم ہونے سے پہلے یہاں سے کوچ نہ کر سکیں۔"

کنگ سائمن نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا "مجھے صرف اس بات کا افسوس ہے کہ میرے تمام فالتو لباس راکٹ کے اندر پڑے ہوئے تھے۔"

داروغہ نے جواب دیا "عالی جاہ آپ کپڑوں کی فکر نہ کریں۔ ڈریسنگ روم میں آپ کے لیے نصف درجن نئے سوٹ رکھوا دیے گئے ہیں۔"

کچھ دیر بعد کنگ سائمن غسلخانے سے فارغ ہو کر ڈریسنگ روم میں داخل ہوا تو وہاں ایک الماری میں کوئی نصف درجن رنگا رنگ کے سوٹ سجے ہوئے تھے سر سائمن نے بڑے غور و فکر کے بعد ایک نیلے رنگ کا سوٹ پسند کیا۔ پھر دوسری الماری کھول کر اسی رنگ کی ایک مرصع قبا نکالی۔ پھر ایک شلف سے جرابوں اور اور دوسرے شلف سے جوتوں کا ایک نفیس جوڑا نکال لیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تیار ہو کر دوبارہ اپنے کمرے میں داخل ہوا تو وہاں داروغہ کے علاوہ ایک خادم اور دو نوکر کھڑے تھے۔

کنگ سائمن نے داروغہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا "ہم تمہاری فرض شناسی اور مستعدی کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ڈریسنگ روم میں جو جوتے اور سوٹ پڑے ہوئے ہیں وہ بالکل میرے سائز کے ہیں۔"

داروغہ نے کہا "عالی جاہ! جب آپ سو رہے تھے تو آپ کا ناپ لے لیا گیا تھا۔ اور شہر کے بہترین موچی اور درزی ساری رات مصروف رہے ہیں۔"

سر سائمن نے کچھ سوچ کر کہا "یہ عجیب بات ہے کہ رات کو میں لباس تبدیل کیے بغیر سو گیا تھا لیکن جب میں بیدار ہوا تو اپنے لباس کی بجائے سلیپنگ سوٹ پہنے ہوئے تھا۔"

"عالی جاہ اس میں پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں۔ نوکروں کو یہ ہدایت کر دی گئی تھی کہ وہ آپ کا لباس تبدیل کرتے وقت انتہائی احتیاط سے کام لیں۔"

"ہم تم سب کو انعام کا مستحق سمجھتے ہیں۔"

داروغہ نے کہا "عالی جاہ! آپ کی خوشی ہمارا سب سے بڑا انعام ہے۔ چلیے اب آپ کا ناشتا تیار ہے۔"

سائمن اس کے ساتھ چل دیا۔

(۳)

راستے میں جگہ جگہ محل کے نوکر اور پہرے دار جھک جھک کر سلام کر رہے تھے اعلیٰحضرت کشادہ ڈائننگ ہال میں داخل ہوئے اور کھانے کی میز پر بیٹھ گئے۔ میز کے ارد گرد کوئی ایک درجن بیرے اور خانسامے ادب سے سر جھکائے کھڑے تھے۔ داروغہ کنگ سائمن کو سلام کرنے کے بعد باہر نکل گیا اور ایک منٹ بعد ایک شوخ اور چنچل لڑکی جس کے ایک ہاتھ میں نوٹ بک اور دوسرے ہاتھ میں چند اخبارات کا بنڈل تھا ڈائننگ ہال میں داخل ہوئی۔ بیروں اور خانساموں نے اسے جھک کر سلام کیا اور وہ انہیں ہاتھ کے اشارے سے جواب دیتی ہوئی آگے بڑھی اور کنگ سائمن کے آگے اخبارات کا بنڈل رکھ کر انتہائی بے تکلفی کے ساتھ میز

کی دوسری طرف ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ سر سائمن نے یکے بعد دیگرے تمام اخبارات کھول کر دیکھے۔ اخبارات کی تحریر ان کی سمجھ سے بالاتر تھی۔

لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا، "آپ ہماری زبان سمجھ سکتے ہیں؟"

"نہیں۔ مریخ پر میرے لیے صرف انگریزی جاننا ممکن تھا۔ آپ کا ریڈیو اسٹیشن اس قدر کمزور ہے کہ اس کی نشریات وہاں نہیں سنی جا سکتیں۔"

"آپ بجا فرماتے ہیں۔" لڑکی نے اپنے ہونٹوں پر ایک شرارت آمیز تبسم لاتے ہوئے کہا۔

سائمن ایک ثانیہ سے زیادہ اس کی بے باک نگاہوں کی تاب نہ لا سکا۔ کچھ دیر ڈائننگ ہال میں خاموشی طاری رہی بالآخر اس نے ہمت سے کام لیتے ہوئے لڑکی کی طرف دیکھا اور کہا۔ "تم کون ہو؟"

لڑکی نے اس کے چہرے پر نگاہیں گاڑتے ہوئے جواب دیا۔ "میں آپ کی پرائیویٹ سیکرٹری ہوں۔"

"مجھے معلوم نہ تھا کہ مشرق کے دور افتادہ ملک میں اتنی بیداری آ چکی ہے۔ میرا خیال تھا یہاں مردوں اور عورتوں کے درمیان ابھی تک ناقابلِ عبور دیواریں حائل ہوں گی۔"

"دیواریں موجود ہیں جناب۔ لیکن جو لوگ انھیں پھاندنے کی جرأت کرتے ہیں ان سے تعرض نہیں کیا جاتا۔ پھر میرا معاملہ اس ملک کی عام عورتوں سے مختلف ہے۔ میرا دادا اسی جزیرے کا باشندہ تھا۔ دادی انگریز تھی۔ نانا آسٹریلین تھا اور نانی جاپانی تھی۔"

"میری سیکرٹری بننے سے پہلے تم کیا کرتی تھیں؟"

"میں محکمۂ اطلاعات میں اسسٹنٹ سیکرٹری تھی۔ گذشتہ شام وزیرِ اعظم

چنگ سن نے مجھے بلا کر آپ کی خدمت سونپ دی ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ آپ ہمارے ملک کی زبان نہیں جانتے اس لیے آپ کو ایک انگریزی خواندہ پرائیویٹ سیکرٹری کی ضرورت ہے —"

"آپ ناشتا نہیں کھائیں گی۔"

"نہیں میں صبح سویرے ناشتا کر لیا کرتی ہوں۔"

کنگ سائمن نے قدرے توقف کے بعد کہا۔ "معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک میں حکمران کی سیکرٹری کو خاص مراعات حاصل ہوتی ہیں۔"

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھی؟"

"میرا مطلب یہ ہے کہ اب تک میں نے جن لوگوں کو دیکھا ہے وہ سب مجھے جھک کر سلام کرتے ہیں لیکن تم جس بے تکلفی کا مظاہرہ کر رہی ہو وہ میری توقع کے سراسر خلاف ہے۔ یہ بات تو مجھے بھی پسند نہیں کہ میری سیکرٹری جب میرے سامنے آئے تو وہ محل کے ملازموں کی طرح تین بار جھک جھک کر مجھے سلام کرے لیکن تمھیں کم از کم ایک بار تو ضرور جھکنا چاہیے۔ پھر تم نے ہم سے مخاطب ہوتے وقت یور مجسٹی کہنے کی تکلیف بھی گوارا نہیں۔"

لڑکی نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔ "دیکھیے صاحب ان نوکروں میں سے دو آدمی تھوڑی بہت انگریزی جانتے ہیں۔ اس لیے میں ان کے سامنے بے تکلفی سے باتیں کرنا پسند نہیں کرتی۔ آپ ناشتا ختم کر لیجیے پھر میں آپ کی تسلی کر دوں گی۔"

سر سائمن نے چائے کی پیالی سے آخری گھونٹ پیتے ہوئے کہا۔ "میں ناشتا ختم کر چکا ہوں۔"

لڑکی نے نوکروں کی طرف دیکھ کر مقامی زبان میں کچھ کہا اور وہ کمرے سے باہر نکل گئے پھر وہ سر سائمن کی طرف متوجہ ہوئی۔ "مجھے کسی کو خواہ مخواہ بے وقوف بنانا

پسند نہیں اگر آپ مریخ سے تشریف لاتے تو میں آپ کو سات بار جھک جھک کر سلام کرنے میں بھی فخر محسوس کرتی۔"

سر سائمن نے مضطرب ہو کر کہا "معلوم ہوتا ہے کہ چینگ سن نے تم کو میرے متعلق بہت کچھ بتا دیا ہے۔"

"انھوں نے مجھے کچھ نہیں بتایا ہے جناب۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ آپ مریخ سے نہیں بلکہ انگلستان سے تشریف لائے ہیں۔ اور آپ کا اسم گرامی سر سائمن نہیں بلکہ سر جارج ہے۔ یہ ایک اتفاق ہے کہ مجھے آپ کے متعلق صحیح معلومات حاصل ہو گئی ہیں۔ گزشتہ رات جب درزی آپ کے کپڑوں کا ناپ لینے آیا تھا تو میں نے محض تجسس کی وجہ سے آپ کے کوٹ کی جیبیں دیکھی تھیں اور آپ کا شناختی کارڈ میرے ہاتھ آ گیا تھا۔ پھر میں نے آپ کے کپڑے غور سے دیکھے تو ان پر انگلستان کے کسی درزی خانے کے لیبل لگے ہوئے تھے۔ آپ کے جوتوں پر بھی میڈ اِن انگلینڈ لکھا ہوا تھا آپ کے سگرٹ کیس سے جو سگرٹ برآمد ہوئے وہ بھی انگریزی تھے میں نے اسی وقت مسٹر چینگ سن سے ملاقات کی تھی اور انھیں مجبوراً مجھے اپنا راز دار بنانا پڑا۔"

سر سائمن نے کچھ دیر سر جھکا کر سوچنے کے بعد کہا "اب میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میرے یہاں سے زندہ بچ نکلنے کے امکانات کیا ہیں؟"

"آپ کو یہاں کوئی خطرہ نہیں ہے جناب!"

"آپ کا مطلب ہے کہ آپ میرا راز افشا نہیں کریں گی۔"

"نہیں میں بے وقوف نہیں ہوں۔ اگر آپ کو اس ملک کے باشندوں کی حماقت کے طفیل بادشاہت ملی ہے تو مجھے ایک بادشاہ کی سکرٹری کا عہدہ ملا ہے پھر اگر مجھے آپ کے ساتھ کوئی ہمدردی نہ ہوتی تو بھی میں کوئی ایسی حماقت نہیں کر سکتی۔

جس کے نتائج چینگ سن کے لیے خطرناک ہوں۔ انھوں نے اپنی جان چھڑانے کے لیے آپ کو اس ملک کی حکومت سونپی ہے۔"

سائمن نے کہا "اور اگر میں اس خدمت سے جان چھڑانا چاہوں تو اس کی آسان ترین صورت کیا ہے؟"

لڑکی نے غور سے سائمن کی طرف دیکھا اور اپنے ہونٹوں پر ایک معنی خیز تبسم لاتے ہوئے کہا "اگر آپ کے حسب و نسب کے متعلق چینگ سن کی معلومات سو فیصدی غلط نہیں تو مجھے یقین ہے کہ آپ قیامت تک اس خدمت سے جان چھڑانا پسند نہیں کریں گے۔"

"چینگ سن نے میرے ساتھ سخت بد عہدی کی ہے۔ اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ میرا کوئی راز افشا نہیں کرے گا۔"

"میں آپ کے متعلق اتنی معلومات حاصل کر چکی تھی کہ وہ مجھے اعتماد میں لینے پر مجبور تھے۔"

سائمن نے کہا "اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ مجھے اس قدر ہوشیار اور خطرناک سیکرٹری سے واسطہ پڑے گا تو میں اس ملک کی حکومت کی ذمہ داری قبول نہ کرتا۔"

"جناب میں صرف ہوشیار ہوں خطرناک نہیں ہوں۔"

"تمھارا نام کیا ہے؟"

"میرا نام نیلوفر یاسمین الزبتھ براؤننگ رڈاسٹار ایورگرین شوسرنگ مرنگ وائٹ روز ہے۔ اپنے نام سے میں نے قومی زبان کے چند الفاظ حذف کر دیے ہیں۔ تاہم اگر آپ مزید اختصار کی ضرورت محسوس کریں تو آپ مجھے نیلوفر، ایورگرین، رڈاسٹار یا وائٹ روز کہہ سکتے ہیں۔"

سائمن نے کہا: "اگر آپ اسے اپنی حق تلفی نہ سمجھیں تو مجھے صرف روز کہنے میں آسانی ہوگی۔"

"مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ کا حافظہ اس قدر کمزور ہے بہرحال مجھے روز کہلانے میں کوئی اعتراض نہیں۔"

"میں شکرگزار ہوں کہ تم میری مشکلات کا اس قدر خیال رکھتی ہو مجھے یقین ہے کہ اگر تم اس طرح تعاون کرتی رہی تو مجھے یہاں قیام کے دوران میں کسی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔"

"اگر آپ نے سمجھ سے کام لیا تو آپ کو میرا تعاون حاصل کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔"

"دیکھو اگر تم نے ہر معاملے میں میری سمجھ کا امتحان لینے کی کوشش کی تو تمہیں مایوسی ہوگی۔ مجھے اس بات کا اعتراف کرنے میں کوئی تامل نہیں کہ میں ایک معمولی دماغ کا انسان ہوں اور مجھے جس چیز پر ناز ہے وہ میری قسمت ہے۔ انگلستان کے سائنس دانوں نے مجھے اپنے راکٹ میں اس لیے سوار نہیں کیا تھا کہ مجھے خلا میں پرواز کرنے کا کوئی تجربہ تھا بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ لاٹری کا ٹکٹ، جس کی قیمت بھی میں نے اپنی جیب سے ادا نہیں کی تھی میرے نام نکل آیا تھا۔ اس کے بعد راکٹ کو مریخ کی بجائے یہاں پہنچانے کے ساتھ میری ذہانت کا کوئی تعلق نہیں یہ محض ایک حادثہ تھا۔ پھر یہ بھی ایک اتفاق ہے کہ اس جزیرے کے باشندے اس قدر احمق ہیں کہ انھوں نے میرے متعلق کوئی تحقیقات کیے بغیر مجھے اپنا حکمران مان لیا ہے۔ چنگ سن میرے متعلق جانتے تھے اور انہیں میری مخالفت کرنی چاہیے تھی لیکن یہاں بھی قسمت میرا ساتھ دیتی ہے اور وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ اپنی ذمہ داری کا بوجھ میری گردن پر لاد کر وہ اس ملک کے بے شعور لوگوں سے اپنی جان چھڑا سکتے ہیں۔

پھر اگر میں قسمت کا دھنی نہ ہوتا تو تمہیں میرا شناختی کارڈ دیکھتے ہی شور مچانا چاہیے تھا لیکن قدرت یہاں بھی میری مدد کر رہی ہے۔ مجھے اب اس بات کا سو فیصدی یقین ہو چکا ہے کہ اس ملک پر حکومت کرنا میرے مقدر میں ہے۔ اب میں اپنی تقدیر سے بھاگنے کی کوشش نہیں کروں گا۔ اور مجھے یہ بھی یقین ہو چکا ہے کہ قدرت نے مجھے جس مشن کے لیے منتخب کیا ہے تم اس کی تکمیل کا ایک ذریعہ ہو۔ اب میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ آج کے لیے میرا پروگرام کیا ہے؟"

"آج آپ سب سے پہلے شہزادی لیکا میکا سے ملاقات کریں گے اور اس کے بعد نیشنل اسمبلی کے اجلاس میں آپ اپنی شادی کی تاریخ کا اعلان کریں گے۔"

"شادی کی تاریخ کا اعلان؟"

"جی ہاں۔ ہمارے ملک کے رواج کے مطابق اگر کوئی حکمران تخت نشینی سے پہلے شادی شدہ نہ ہو تو اسے چالیس دن کے اندر اندر شادی کرنی پڑتی ہے۔"

"اور اگر کوئی حکمران شادی نہ کرے تو؟"

"شادی نہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بادشاہوں کے لیے ملک کے رواج کی پابندی ضروری ہے۔"

"یہ شہزادی لیکا میکا کون ہے؟"

"شہزادی لیکا میکا ہمارے سابق بادشاہ کی نواسی ہے۔ اگر وہ لڑکا ہوتی تو تخت پر اسے بٹھایا جاتا لیکن یہ آپ کی خوش قسمتی ہے کہ ملک کے رواج کے مطابق عورت حکمران نہیں بن سکتی۔"

سائمن نے کہا: "تو اس بات کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ میری شادی لیکا میکا کے ساتھ ہوگی؟"

"جی ہاں آدھی رات کے وقت جب آپ سو رہے تھے چنگ سن نے

Scanned by iqbalmt

نیشنل اسمبلی کے ارکان کا ایک ہنگامی اجلاس بلایا تھا اور اس اجلاس میں آپ کی شادی کا فیصلہ کیا گیا تھا۔"

یہ کہہ کر روز نے اپنی نوٹ بک کھول کر ایک تصویر نکالی اور ہاتھ آگے بڑھا کر سائمن کے سامنے رکھ دی۔

"یہ کیا ہے؟" سائمن نے پوچھا۔

"یہ شہزادی لیکامیکا کی تصویر ہے"

سائمن نے تصویر اٹھا کر دیکھی اور ایک ثانیہ کے لیے آنکھیں بند کرلیں۔ پھر وہ روز کی طرف متوجہ ہو کر بولا "مجھے ایسا مذاق پسند نہیں۔"

"کیوں جناب آپ کو یہ تصویر پسند نہیں آئی؟"

"میں عمر بھر کی بادشاہت کے لیے بھی ایسی بدصورت لڑکی کے ساتھ شادی کرنا پسند نہیں کروں گا۔"

روز نے کہا "مجھے یقین ہے کہ عمر بھر کی بادشاہت کے لیے آپ ہمارے ملک کی انتہائی بدصورت لڑکی کے ساتھ شادی کرنے پر بھی آمادہ ہو جائیں گے۔"

سائمن نے کہا "میں یہ عہد کر چکا ہوں کہ میں اپنی ذاتی خواہشات کو اپنے فرائض کی راہ میں حائل نہیں ہونے دوں گا۔ لیکن اس لڑکی کے ساتھ شادی کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں حسن پرست نہیں ہوں لیکن اس تصویر میں مجھے انسانی خدوخال کی کوئی ہلکی سی جھلک بھی نظر نہیں آتی۔ خدا کے لیے مجھے ٹھیک ٹھیک بتاؤ اگر میں اس لڑکی کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کردوں تو اس ملک کے عوام اور نیشنل اسمبلی کے ارکان کا ردعمل کیا ہوگا؟"

"وہ پریشان ضرور ہوں گے لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ پر دباؤ ڈالنے کی کوشش نہیں کی جائے گی۔ ہمارے ملک کے باشندے ایک مرتبہ جب کسی کو اپنا بادشاہ تسلیم

کرلیتے ہیں تو اسے کوئی مطالبہ ماننے پر مجبور نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک ایک بادشاہ عام انسانوں سے زیادہ دانشمند ہوتا ہے اور وہ بادشاہ کے ہر اقدام کو صحیح سمجھتے ہیں۔"

"فرض کرو اگر بادشاہ کسی شاہزادی کی بجائے ایک عام لڑکی کے ساتھ شادی کرنا پسند کرے تو رعایا کا ردِعمل کیا ہوگا؟"

"بادشاہ عام طور پر اس ملک کے رسم و رواج کے خلاف نہیں جاتے اور اس ملک کی یہ پرانی رسم ہے کہ بادشاہ ہمیشہ کسی شاہزادی کے ساتھ ہی شادی کرتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کوئی رواج بدلنا چاہیں تو رعایا رسمی احتجاج سے آگے نہیں جائے گی۔ آپ کہ ان لوگوں نے تین سال کے لیے اپنا بادشاہ تسلیم کیا ہے اور اس عرصہ میں وہ آپ کے اشاروں پر چلتے رہیں گے۔ آپ کی ہر جائز و ناجائز بات تسلیم کی جائے گی۔ اگر کسی کے دل میں کوئی رنجش ہوگی تو بھی اسے اپنے غم و غصہ کے اظہار کے لیے آپ کے دورِ حکومت کے اختتام کا انتظار کرنا پڑے گا۔ اگر آپ کے اعمال ان کی خواہشات کے مطابق ہوں گے تو وہ آپ کو تشکر کے آنسوؤں کے ساتھ رخصت کریں گے۔ ورنہ وہ آپ کو دھکے دے کر شہر سے باہر نکال دیں گے۔"

سائمن نے کہا۔ "اگر کوئی بڑا خطرہ نہ ہو تو چند دھکے میرے لیے پریشانی کا باعث نہیں ہوسکتے۔ میں تین سال ختم ہونے سے دو چار دن قبل ہی یہاں سے رفوچکر ہو جاؤں گا۔ اس وقت ہمارے سامنے یہ مسئلہ ہے کہ ہم ان تین سالوں کو ایک دوسرے کے لیے زیادہ سے زیادہ خوشگوار بنانے کے لیے کیا کرسکتے ہیں؟"

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھی۔"

"روز میرا مطلب یہ ہے کہ مجھے قدم قدم پر تمھاری ضرورت پڑے گی۔ اگر تمھیں تین سال کی بادشاہت میں میری رفاقت قبول ہے تو میں تمھیں اپنی ملکہ بنانے

Scanned by iqbalmt

کے لیے تیار ہوں۔"

روز نے جواب دیا "میں آپ کی شکر گذار ہوں۔ لیکن میں صرف تین سال ملکہ کہلانے کے لیے اپنی تمام زندگی کا سودا نہیں کروں گی۔ مجھے یقین ہے کہ اس جزیرے کے حکمران کی سکرٹری کی حیثیت میں میری ملازمت مستقل ہو جائے گی۔ آپ کے بعد جو نیا حکمران آئے گا وہ بھی مجھے ملازمت سے جواب نہیں دے گا۔ لیکن آپ کی ملکہ بن کر تین سال کے بعد اس ملک میں میرے لیے کوئی جگہ نہیں ہو گی۔ آپ عزت کے ساتھ رخصت ہوں یا بے عزت کر کے نکالے جائیں، دونوں صورتوں میں مجھے آپ کا ساتھ دینا پڑے گا۔ شہزادی لیکا میکا پرلے درجے کی کند ذہن ہے۔ وہ صرف حال کے متعلق سوچ سکتی ہے لیکن میں مستقبل کو نظر انداز نہیں کر سکتی۔ اگر آپ مجھے اپنی رفیقۂ حیات بنانا چاہتے ہیں تو آپ کو اقتدار کی مدت میں اضافے کی کوئی تجویز سوچنی پڑے گی۔"

سائمن کچھ دیر غور سے روز کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اچانک کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ اس کے قہقہے بتدریج بلند ہوتے گئے اور روز بدحواس ہو کر ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔ بالآخر اس نے پریشان ہو کر کہا "میں آپ کے قہقہوں کی وجہ نہیں سمجھ سکی۔"

"روز تم کتنی نادان ہو۔" سائمن نے سنجیدہ ہو کر کہا "میں کوئی سادھو یا درویش نہیں ہوں کہ تین سال بعد خوشی سے اقتدار کی مسند کو چھوڑ دوں گا۔ میرے خاندان کی تاریخ یہ ہے کہ دو سو سال قبل ہمارا ایک بزرگ نہایت معمولی حیثیت سے ترقی کرتے کرتے وزیر بن گیا تھا۔ پھر اس نے ایک کامیاب سازش کے بعد حکومت کا تختہ اُلٹ کر تخت و تاج پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد اس کے چند نامور بیٹوں اور پوتوں نے اپنے بزرگوار کی روایات زندہ رکھیں اور ان کی سازشوں کے باعث کوئی نصف صدی کے اندر اندر کم از کم چار سلطنتوں کو عبرتناک تباہی کا سامنا کرنا

پڑا۔ تاریخ گواہ ہے کہ اقتدار کے حصول کے لیے میرے خاندان کے حقیر ترین افراد بھی انتہائی کامیاب سازشیں کر چکے ہیں اور مجھے تو بن مانگے بادشاہت مل گئی ہے۔ تمھیں میرے متعلق یہ غلط فہمی کیسے ہوئی کہ میں ان لوگوں کی سادگی اور حماقت سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کروں گا اور جیتے جی بادشاہت سے دستبردار ہو جاؤں گا۔ ابھی تک مجھے اطمینان سے سوچنے کا موقع نہیں ملا لیکن اگر میرے دل و دماغ نے میرے عزائم کا ساتھ دیا تو میں تمھیں یقین دلا سکتا ہوں کہ یہ لوگ تین سال بعد آج سے کہیں زیادہ شدت کے ساتھ میری ضرورت محسوس کریں گے۔ میں ان کے لیے ایسے مسائل پیدا کر دوں گا جو اس وقت ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہیں۔ تین سال بعد یہ لوگ آلام و مصائب کے مہیب طوفانوں میں مجھے اپنا آخری سہارا سمجھیں گے۔ میں سفید جزیرے کے ہر باشعور انسان پر یہ ثابت کر دوں گا کہ اس ملک کا کوئی سیاستدان حکومت کا کاروبار سنبھالنے کا اہل نہیں۔"

روز کی آنکھیں مسرت سے چمک اٹھیں اور اس نے کہا "سائمن ڈارلنگ مجھے افسوس ہے کہ میں تمھاری صلاحیتوں کا صحیح اندازہ نہ لگا سکی۔ میں تمھاری ہوں اور تم آنے والے کٹھن مراحل میں مجھے اپنا بہترین معاون پاؤ گے۔"

"میں تمھارا شکر گزار ہوں روز۔ لیکن اس وقت شہزادی لیکا میکا کے ساتھ ملاقات کا تصور میرے لیے انتہائی پریشان کن ہے۔ اس کے لیے مجھے اپنی شادی کے متعلق نیشنل اسمبلی کے ارکان کو بھی کوئی جواب دینا پڑے گا۔"

"آپ کو شہزادی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔ اس طرح معاملات پیچیدہ ہو جائیں گے۔ اب بہترین صورت یہ ہے کہ آپ کسی تاخیر کے بغیر نیشنل اسمبلی کا اجلاس طلب کریں اور بلا توقف اس بات کا اعلان کر دیں کہ آپ نے

اس ملک کے عوام کے مسائل سمجھنے کے لیے ایک معمولی لڑکی کو اپنی رفیقۂ حیات بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔"

"تم معمولی لڑکی نہیں ہو روز!"

"شکریہ! لیکن نیشنل اسمبلی کے ارکان کو مطمئن کرنے کے لیے آپ کو یہ کہنا پڑے گا۔ وہ لوگ پریشان ضرور ہوں گے لیکن کسی کو آپ کے فیصلے پر اعتراض کرنے کی جرأت نہیں ہوگی۔ میں ابھی آپ کی طرف سے مسٹر چنگ سن کو اسمبلی کا اجلاس بلانے کا حکم بھیجتی ہوں۔"

سائمن نے کہا "یہ چنگ سن بہت ہوشیار آدمی معلوم ہوتا ہے۔"

روز نے کہا "وہ جس قدر ہوشیار ہے اسی قدر شریف ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ہماری شادی کی مخالفت نہیں کرے گا۔"

"میں اس کی ہوشیاری سے زیادہ اس کی شرافت کو اپنے مستقبل کے لیے خطرناک سمجھتا ہوں۔ مجھے ڈر ہے کہ میں اس کی موجودگی میں آزادی کے ساتھ حکومت نہیں کرسکوں گا۔"

روز نے پوچھا "تو آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟"

"میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ کم ازکم تین سال اس جزیرے سے باہر رہے۔"

روز نے کہا "آپ اسے وزارت سے نکال سکتے ہیں لیکن ملک بدر نہیں کرسکتے وہ عوام میں بہت مقبول ہے۔"

سائمن مسکرایا "میں عوام کو یہ بتاچکا ہوں کہ مجھے مغرب کے ترقی یافتہ ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرنے کے لیے ایک ہوشیار سفیر کی ضرورت ہے اور چنگ سن اس عہدے کے لیے موزوں ترین آدمی ہے۔ میں اسے ایک ہفتہ کے اندر اندر امریکہ روانہ کردوں گا اور اگر شہزادی لیکا میکا نے بھی سفیر بنا پسند

کیا تو اسے برطانیہ یا یورپ کے کسی اور ملک میں سفارت دی جائے گی۔"

روز نے کہا "لیکن چنگ سن چند مہینوں میں اپنا دورہ ختم کرکے واپس آجائے گا تو پھر آپ کیا کریں گے؟"

سائمن نے جواب دیا "میں نے اس کے لیے ایسے کام سوچ لیے ہیں کہ اس کا دورہ ختم نہ ہو۔ جب وہ امریکہ سے فارغ ہوگا تو اسے یورپ کے ممالک کا دورہ کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ پھر جب یورپ کا دورہ ختم ہوگا تو ہم یہ حکم دے دیں گے کہ تم دوبارہ امریکہ جاکر وہاں کے تازہ ترین حالات معلوم کرو۔"

Scanned by iqbalmt

جاپانی اخبار نویس کے مشاہدات

ہز میجسٹی کنگ سائمن کی مسند نشینی کے زمانے میں جاپان کے ایک مشہور اخبار کا رپورٹر شنکو منکو سفید جزیرے کے دارالحکومت میں مقیم تھا۔ اسے دو ماہ کے عرصہ میں جزیرے کے حالات پر ایک مفصّل رپورٹ تیار کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا شنکو منکو کوئی آٹھ ہفتے مختلف مقامات کی سیر و سیاحت کرنے کے بعد دوبارہ جزیرے کے دارالحکومت میں پہنچا تو وہاں کنگ سائمن کی آمد پر خوشیاں منائی جا رہی تھیں۔ شنکو منکو نے کسی توقّف کے بغیر اپنے اخبار کے ایڈیٹر کے نام اس مضمون کا تار بھیجا:۔

”جزیرے کے طول و عرض کا دورہ مکمل کرنے کے بعد میرا ارادہ تھا کہ دو دن دارالحکومت میں آرام کروں اور اس کے بعد آپ کی خدمت میں پہنچ جاؤں لیکن اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھے کچھ دن اور یہاں ٹھہرنا پڑے گا۔ یہاں ایک ناقابلِ یقین واقعہ پیش آچکا ہے۔ کل شاہی قلعے کی چار دیواری کے اندر آسمان سے ایک راکٹ گرا تھا۔ اس راکٹ سے ایک زندہ انسان جس کے

متعلق مشہور ہے کہ وہ مریخ کا باشندہ ہے، برآمد ہوا اور لوگوں نے اسے اپنا بادشاہ بنا لیا ہے۔ اس کا نام سائمن ہے۔ بر وقت میں وثوق کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ کہاں سے آیا ہے۔ ممکن ہے کہ انگلستان کا وہ راکٹ جو مریخ کی طرف روانہ ہوا تھا یہاں آ گرا ہو۔ لیکن یہاں کے عجوبہ پسند لوگ راکٹ سے برآمد ہونے والے مسافر کے متعلق یہ بات سننا تک گوارا نہیں کرتے کہ وہ مریخ کے سوا کسی اور جگہ سے آیا ہے۔ اس کے متعلق یہ خبر بھی مشہور ہے کہ اس نے ایک بااثر شہزادی کی بجائے ایک عام لڑکی کو اپنی ملکہ بنانے کا فیصلہ کیا ہے اور اس مہینے کی ۲۰ تاریخ کو ان کی شادی ہو جائے گی۔ مجھے یقین ہے کہ اس جزیرے میں عنقریب کئی اور دلچسپ واقعات پیش آئیں گے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ مجھے کچھ عرصہ مزید یہاں ٹھہرنے کی اجازت دی جائے۔“

چند گھنٹے بعد شنکو منکو کو اس تار کا یہ جواب ملا کہ تمھاری اطلاع بہت دلچسپ ہے اور تمھیں ہدایت کی جاتی ہے کہ جب تک مریخ کے مسافر کے متعلق تمام معلومات حاصل نہیں ہوتیں تم وہیں ٹھہرو۔ سفید جزیرے کے نئے بادشاہ کے متعلق تمھاری طرف سے جو خبریں آئیں گی وہ سب صفحہ اوّل پر شائع کی جائیں گی۔ تمھاری تنخواہ میں پچاس فی صدی اضافہ کر دیا گیا ہے۔

اس کے بعد شنکو منکو ایک سال وہاں ٹھہرا رہا۔ چونکہ کنگ سائمن نے اپنی مسند نشینی سے ۴۸ گھنٹے بعد بیرونی ممالک کی ڈاک اور تار پر سنسر بٹھا دیا تھا اور غیر ملکی اخبارات کے نامہ نگاروں کو ایک سرکاری اعلان کے ذریعے سختی کے ساتھ یہ ہدایت کر دی گئی تھی کہ وہ بادشاہ سلامت کے متعلق کوئی ایسی اطلاع نہ بھیجیں

جس سے ان کی وفادار رعایا کے جذبات مجروح ہوں۔ اس لیے شنکو منکو اپنے قیام کے دوران میں انتہائی محتاط رپورٹیں بھیجنے پر اکتفا کرتا رہا۔ اپنے اخبار کے ایڈیٹر کو وہ ایک خفیہ پیغام کے ذریعے یہ بتا چکا تھا کہ جب تک میں یہاں ہوں میرے لیے لنگ سائمن کی تمام کارگزاریوں کی تفصیلات لکھنا ممکن نہیں کیونکہ اس صورت میں مجھے ایک منٹ کے لیے بھی یہاں ٹھہرنے کی اجازت نہیں ملے گی۔ سفید جزیرے کے حالات کے متعلق میں اپنی صحیح اور مفصل رپورٹ اس وقت پیش کروں گا جب آپ مجھے یہاں سے بلالیں گے۔ میرے سوا تمام غیر ملکی نامہ نگار یہاں سے نکالے جا چکے ہیں۔ اور اب تک میرے یہاں قیام کی وجہ صرف یہ ہے کہ میں نے لنگ سائمن کو ناراض کرنے کی کوشش نہیں کی۔ مجھے یہاں غیر ملکی سفیروں سے کہیں زیادہ مراعات حاصل ہیں۔ میں بلا روک ٹوک شاہی محل میں آجا سکتا ہوں۔ لنگ سائمن اور ان کی ملکہ ہر ہفتے دو ایک بار مجھے کھانے پر بلاتے ہیں۔ میں ایسی باتیں معلوم کر چکا ہوں جو ساری دنیا کو حیرت میں ڈال دیں گی۔ مجھے یقین ہے کہ جب میری اصل رپورٹ شائع ہوگی تو ہمارے اخبار کی اشاعت دگنی ہو جائے گی لیکن یہاں رہتے ہوئے میں لنگ سائمن کی ناراضگی کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔

ایک سال بعد شنکو منکو نے ایک اور خفیہ پیغام کے ذریعے اپنے ایڈیٹر کو مطلع کیا کہ اب اس جزیرے میں میرا پیمانۂ صبر لبریز ہو چکا ہے۔ میرے پاس اخبار کے لیے اتنا مواد جمع ہو چکا ہے کہ ہم کم از کم تین مہینے ساری دنیا کی توجہ اپنی طرف مرکوز رکھ سکیں گے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر مجھے کوئی حادثہ پیش آگیا اور وہ رپورٹ جو میں نے تیار کی ہے ضائع ہو گئی۔ تو ہمارے اخبار کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچے گا۔ میں نے یہاں جو کچھ دیکھا ہے وہ نہ صرف جاپان بلکہ ساری دنیا کے

لوگوں کو حیرت میں ڈال دے گا۔ اس لیے میں انتہائی عجز و انکسار کے ساتھ یہ درخواست کرتا ہوں کہ مجھے کسی تاخیر کے بغیر واپس بلا لیا جائے۔

اور اخبار کے ایڈیٹر نے یہ اطلاع ملتے ہی شنکو منکو کو یہ پیغام بھیجا کہ تم فوراً واپس چلے آؤ۔

روانگی سے قبل شنکو منکو کو مقامی اخبار نویسوں نے ایک شاندار الوداعی پارٹی دی اور سفید جزیرے کی حکومت نے یونیورسٹی کے ارباب اختیار کو یہ حکم دیا کہ ایک غیر جانبدار اور محتاط صحافی کی حیثیت سے شنکو منکو کی خدمات کے صلے میں اسے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری دی جائے۔

شنکو منکو کے ٹوکیو واپس پہنچنے سے چند دن بعد جزیرۂ سفید کے چشم دید حالات کے متعلق اس کی نئی رپورٹ بالاقساط شائع ہونے لگی۔ دنیا کے ہر قابلِ ذکر اخبار میں اس رپورٹ کے تراجم شائع ہونے لگے۔ اعلیحضرت کی حکومت نے فوراً جوابی کارروائی کی ضرورت محسوس کی اور تمام غیر ملکی اخبارات کا داخلہ بند کر دیا۔

(۲)

ہم یہاں پر شنکو منکو کی رپورٹ کا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔ وہ لکھتا ہے:۔

ہز میجسٹی لنگ سائمن اس دنیا کا آٹھواں عجوبہ ہیں۔ مجھے اس بات کا سو فیصدی یقین ہے کہ وہ مریخ کے باشندے نہیں۔ ان کی تخریبی صلاحیتوں کا جائزہ لینے کے بعد میں پورے وثوق کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر مریخ پر ان کے دل و دماغ کے چند اور انسان آباد ہیں تو نظام شمسی میں ایک دن کے لیے بھی توازن نہیں رہنا چاہیے۔ یہ سعادت ہماری زمین کے سوا کسی اور سیارے کے حصے میں نہیں آئی

کہ وہ صدیوں سے غیر معمولی حوادث کے تھپیڑے کھانے کے باوجود قائم ودائم ہے
میں اپنے وہ تمام الفاظ واپس لیتا ہوں جو میں نے اپنی گذشتہ رپورٹ میں
کنگ سائمن اور ان کی رعایا کے متعلق لکھے تھے اور قارئین کو حلف اٹھا کر اس بات
کا یقین دلاتا ہوں کہ میں نے دوسری رپورٹ میں مبالغہ آرائی سے کام نہیں لیا
ہے ۔ میری یہ رپورٹ سُنی سنائی باتوں کی بجائے ذاتی معلومات اور عینی مشاہدات
پر مبنی ہے ۔

سابق حکمران کی وصیت کے مطابق سفید جزیرے کے لوگوں نے سر سائمن
کو صرف تین سال کے لیے اپنا بادشاہ بنایا تھا ۔ تین سال کی مدت کے لیے کسی
جمہوری ملک کی صدارت یا وزارت کا مسئلہ تو سمجھ میں آسکتا ہے لیکن تین سالہ
بادشاہت کا تصور عجیب معلوم ہوتا ہے ۔ قارئین کی حیرت دور کرنے کے لیے
میں اس مرحلہ پر یہ کہنا ضروری خیال کرتا ہوں کہ سفید جزیرے کے باشندے اپنی جدت پسندی کے
لحاظ سے تمام دنیا کے انسانوں سے مختلف ہیں اور ان کی جدت پسندی کا اس سے بڑا ثبوت اور
کیا ہو سکتا ہے کہ آسمان سے ایک راکٹ گرتا ہے ۔ راکٹ سے ایک انسان برآمد ہوتا ہے
— بالکل ہماری طرح کا ایک انسان لیکن وہ اسے مریخ کا باشندہ سمجھ کر تخت و تاج کا مالک بنا دیتے
ہیں ۔ کوئی یہ پوچھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا کہ اگر وہ مریخ سے آیا ہے تو وہ انگریزی
زبان کیونکر جانتا ہے ۔ بلکہ ابتدائی چند دن ان کے جوش و خروش کا یہ عالم ہوتا ہے کہ
اس کے متعلق اگر کوئی صرف اتنا کہہ دیتا ہے کہ اس کی بات عام انسانوں سے
مختلف نہیں تو اُسے سرِ بازار پیٹ دیا جاتا ہے ۔

میں واحد اخبار نویس ہوں جسے کئی بار تنہائی میں کنگ سائمن کے ساتھ
ملاقات کا موقع ملا ہے ۔ اور میں نے ان سے مریخ کی آب و ہوا ، مریخ کا جغرافیہ
مریخ کے باشندوں کی تاریخ ، ان کے عادات و خصائل اور ان کے رسم و رواج کے

متعلق کئی سوالات کیے لیکن انھوں نے میرے کسی سوال کا تسلی بخش جواب نہیں
دیا ۔ میں نے کئی بار یہ بات نوٹ کی کہ مریخ کے متعلق کوئی سوال کرتے ہی وہ پریشان
ہو جاتے ہیں ۔

اپنی پہلی رپورٹ میں میں نے یہ لکھا تھا کہ شہزادی لیکامیکا کی بجائے مادام
وائٹ روز کے ساتھ کنگ سائمن کی شادی کی وجہ یہ تھی کہ وہ عوام سے زیادہ قریب
آنا چاہتے تھے ۔ لیکن اصل بات یہ نہ تھی ۔ کنگ سائمن اپنی رعایا بالخصوص عام رعایا
سے اسی قدر نفرت کرتے ہیں جتنی کہ نوآبادیاتی دور کے یورپین اپنے مفتوحہ ممالک
کے لوگوں سے کیا کرتے تھے ۔ مادام وائٹ روز کے ساتھ کنگ سائمن کی شادی
ایک اہم سیاسی ضرورت کا نتیجہ تھی ۔ اس ذہین اور ہوشیار لیڈی نے غالباً پہلی
ملاقات میں ہی کنگ سائمن کو اپنی اہمیت کا احساس دلا دیا تھا اور اب حالت یہ ہے
کہ ہز میجسٹی اس کے اشاروں پر چلتے ہیں ۔ چند ملاقاتوں کے بعد مجھے بادشاہ اور ملکہ میں
جو خصوصیت مشترک نظر آئی وہ یہ ہے کہ ان دونوں کو اپنی بے بس اور مجبور رعایا کے
ساتھ غایت درجے کی نفرت ہے اور ان کے سامنے سب سے اہم مسئلہ یہی ہے کہ وہ
قیامت تک اس جزیرے پر اپنا تسلط قائم رکھیں ۔

بادشاہ اور ملکہ دو افراد سے بہت زیادہ خطرہ محسوس کرتے تھے ۔ ان میں سے
ایک مسٹر ملچنگ سن تھا جو اپنی ذہانت اور سیاسی اثر و رسوخ کی بدولت کنگ سائمن
کے لیے کسی پریشانی کا باعث ہو سکتا تھا اور دوسری شہزادی لیکامیکا تھی جس کی
ہر دلعزیزی اس کے لیے کسی وقت بھی مشکلات پیدا کر سکتی تھی ۔ چنانچہ کنگ سائمن
نے ان دونوں کو سفیر بنا کر ملک سے باہر بھیج دیا ۔

اس کے بعد بادشاہ اور ملکہ نے فرداً فرداً نیشنل اسمبلی کے تمام ارکان سے
ملاقاتیں کیں ۔ ملک کے باشعور لوگ ان ملاقاتوں کی نوعیت معلوم کرنے کے لیے

بیقرار تھے۔ اخبار نویس شاہی محل کے دروازے پر کھڑے رہتے تھے اور جب نیشنل اسمبلی کا کوئی رکن بادشاہ یا ملکہ کے ساتھ صبح یا شام کا کھانا کھا کر نکلتا تھا تو وہ بڑی بیقراری کے ساتھ یہ پوچھتے تھے کہ بادشاہ یا ملکہ کے ساتھ آپ نے کیا باتیں کی ہیں۔ کوئی یہ جواب دیتا کہ بادشاہ اور ملکہ رعایا کی اقتصادی اور تعلیمی حالت سدھارنے کے لیے بے چین ہیں اور انھوں نے ایک اہم منصوبے کے متعلق میری رائے دریافت فرمائی تھی۔ کوئی یہ کہہ کر پیچھا چھڑانے کی کوشش کرتا کہ میری گفتگو کا موضوع کالے جزیرے کی جنگی تیاریاں تھیں۔ اور کوئی یہ کہتا کہ میں نے بادشاہ اور ملکہ کے سامنے وطن دشمن عناصر کی تخریبی سرگرمیوں کے انسداد کے لیے چند اہم تجاویز پیش کی ہیں۔ لیکن میں نے جو بات خاص طور پر نوٹ کی وہ یہ تھی کہ بادشاہ اور ملکہ سے ملاقات کے بعد نیشنل اسمبلی کا ہر رکن انتہائی مطمئن اور مسرور دکھائی دیتا تھا۔ محل کے اندر داخل ہوتے وقت ان کے چہروں پر غایت درجہ کا عجز و انکسار نظر آتا تھا۔ لیکن ملاقات کے بعد محل سے باہر نکلتے وقت ان کی چال ڈھال اور گفتار میں ایک غایت درجہ کی رعونت پائی جاتی تھی۔

ایک اور بات جو میں نے نوٹ کی وہ یہ تھی کہ جو لوگ اپنی مخصوص محفلوں میں بادشاہ اور ملکہ پر شدید ترین نکتہ چینی کے عادی تھے وہ ملاقات کے بعد ان کی شرافت ان کے تدبر اور ان کی دیانتداری کے قصیدے پڑھنے لگ جاتے تھے۔ نیشنل اسمبلی کا ایک رکن گاؤشنک اسمبلی کے ارکان کے اس چھوٹے سے گروہ کا لیڈر تھا جو علی الاعلان یہ کہا کرتے تھے کہ ہم نے ایک اجنبی کو اپنی تقدیر کا مالک بنا کر انتہائی بے تدبیری اور نادانی کا ثبوت دیا ہے۔ وہ میرے ساتھ بہت بے تکلف تھا۔ جب کنگ سائمن نے اُسے ملاقات کے لیے بلایا تو شہر میں یہ افواہ پھیل گئی کہ اُسے باغیانہ خیالات کے اظہار کے جرم میں گرفتار کر لیا جائے گا۔ جب بادشاہ

کی طرف سے بلاوا آیا تو اُس نے فوراً مجھے ٹیلیفون کیا کہ تم فوراً چلے آؤ۔ میں وہاں پہنچا تو وہ بہت آزردہ تھا۔ اس نے کہا تمھیں معلوم ہے کہ مجھے بادشاہ اور ملکہ کی طرف سے بلاوا آیا ہے۔ میں نے جواب دیا ہاں مجھے مقامی اخبار کے ایک ایڈیٹر نے ابھی یہ خبر دی ہے۔ گاؤشنک نے اپنی گرفتاری کا خدشہ ظاہر کر کے مجھ سے یہ وعدہ لیا کہ اگر اس کے ساتھ کوئی بدسلوکی کی گئی تو میں تمام مہذب ممالک کے اخباروں کی توجہ سفید جزیرے کی مظلومیت کی طرف مبذول کرنے کی کوشش کروں گا۔ ہم باتیں کر رہے تھے کہ گاؤشنک کی پارٹی کے چار ارکان بھی وہاں پہنچ گئے۔ وہ بھی بہت پریشان تھے اور ایک کی تو یہ رائے تھی کہ گاؤشنک کو کہیں روپوش ہو جانا چاہیے۔ لیکن گاؤشنک نے جواب دیا کہ میں بزدلوں کا راستہ اختیار نہیں کروں گا۔ جب وہ اپنے مکان سے باہر نکلا تو اس کے چاروں ساتھی باری باری اس کے ساتھ بغلگیر ہوئے۔ اور مجھے بھی اس کے ساتھ بغلگیر ہونا پڑا۔ اُسے رخصت کرنے کے بعد ہم نے فیصلہ کیا کہ ہم وہیں بیٹھ کر اس کی واپسی کا انتظار کریں گے۔ تین گھنٹے انتظار کرنے کے بعد ہمیں اس بات کا یقین ہو چکا تھا کہ گاؤشنک کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ مجھے یقین تھا کہ اب پولیس اس کے ساتھیوں کی تلاش کے لیے آئے گی اور میرا ان کے ساتھ بیٹھنا مناسب نہیں چنانچہ میں وہاں سے کھسکنا چاہتا تھا۔ لیکن ساڑھے تین گھنٹے کے بعد گاؤشنک کی کار مکان کے صحن میں داخل ہوئی۔ ہم جلدی سے اس کے استقبال کے لیے باہر نکلے گاؤشنک کار سے نیچے اترا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ اس کے ایک دوست نے آگے بڑھ کر اس کے ساتھ بغلگیر ہونے کی کوشش کی لیکن اس نے ایک قدم پیچھے ہٹ کر اپنا ہاتھ بڑھا دیا۔ ہم نے اتنی دیر سے آنے کی وجہ پوچھی تو اُس نے جواب دیا کہ بادشاہ اور ملکہ نے مجھے دوپہر کے کھانے کے لیے روک لیا تھا۔ ہم نے ملاقات کی روئداد پوچھی تو اس نے کہا۔ بادشاہ سلامت کے ساتھ میری ملاقات

انتہائی دوستانہ تھی اور اس وقت مجھے اپنے وہم پر ہنسی آ رہی ہے۔ گاؤشنک کے ساتھی بادشاہ اور ملکہ کے ساتھ اس کی طویل ملاقات کی تفصیلات سننے کے لیے بیقرار تھے لیکن اس نے انھیں یہ کہہ کر ٹال دیا کہ میرے دل میں چند شکوک تھے وہ بادشاہ سلامت نے دور کر دیے۔ اب میں بہت تھک گیا ہوں اور مجھے آرام کی ضرورت ہے۔ گاؤشنک کے دوست اضطراب اور پریشانی کی حالت میں وہاں سے چلے گئے۔ لیکن میں کچھ دیر تذبذب کی حالت میں کھڑا رہا۔ گاؤشنک نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور کہا تم تھوڑی دیر تشریف رکھو میں تمھارے ساتھ چند باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ میں اس کے قریب بیٹھ گیا تو اس نے قدرے توقف کے بعد کہا میں ایک دوست سے کوئی بات چھپانے کی کوشش نہیں کروں گا لیکن پہلے میں تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر میں گرفتار کر لیا جاتا تو تم کیا کرتے۔ میں نے جواب دیا کہ آپ کو رہا کروانا میرے بس کی بات نہ تھی لیکن میں اپنے دل میں یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ اگر آپ گرفتار ہو گئے تو میں جاپان سے لے کر امریکہ تک ہر مہذب ملک کے اخبارات میں کنگ سائمن کے خلاف ایک طوفان کھڑا کر دوں گا اور مجھے اس بات کی قطعاً پروا نہ ہوتی کہ اس ملک کی حکومت میرے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے۔

یہ میری ایک چال تھی میں گاؤشنک کو اعتماد میں لینا چاہتا تھا ورنہ سفید جزیرے کے مزید حالات معلوم کرنے کے لیے وہاں میرا ٹھہرنا اس قدر ضروری تھا کہ اگر گاؤشنک جیسے ایک ہزار آدمیوں کو پھانسی دے دی جاتی تو بھی میں وہاں سے نہ ہلتا۔ لیکن گاؤشنک میری وفاداری سے بہت متاثر ہوا اور اس نے کہا "ہمارے ملک کے اخبارات بہت گھٹیا ہیں۔ میں تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک بہترین اخبار نکالنے کے لیے کتنے سرمایہ کی ضرورت ہو گی۔"

مجھے معلوم تھا کہ گاؤشنک کوئی دولتمند آدمی نہیں چنانچہ میں نے جواب دیا۔

"ایک اچھا اخبار نکالنے کے لیے جتنے سرمایہ کی ضرورت ہے وہ آپ کے ملک کا امیر ترین آدمی بھی فراہم نہیں کر سکتا۔ اس لیے یہ خیال اپنے دل سے نکال دیجیے۔"

لیکن گاؤشنک نے انتہائی خود اعتمادی کے ساتھ یہ جواب دیا "میں اپنے ملک میں ایک معیاری اخبار نکالنے کا فیصلہ کر چکا ہوں اور روپیہ فراہم کرنے کے متعلق مجھے کوئی پریشانی نہیں ہو گی۔ لیکن ایک شرط ہے اور وہ یہ کہ تم اس اخبار کی ادارت قبول کر لو۔"

میں نے کہا "آپ مذاق کرتے ہیں۔"

وہ بولا "میں مذاق نہیں کرتا۔ تین سال کے بعد اس ملک کی حکومت میرے ہاتھ میں ہو گی۔ ہز میجسٹی کنگ سائمن نے حلف اٹھا کر میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ وہ اپنا دور ختم ہونے کے بعد بادشاہت کے لیے میرا نام پیش کریں گے۔ اور میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں اپنے دورِ حکومت میں اگر کچھ اور نہ کر سکا تو کم از کم قوم کو ایک معیاری اخبار ضرور دے جاؤں گا۔"

میں نے کہا "جب آپ بادشاہ کی حیثیت میں مجھے بلائیں گے تو میں حاضر ہو جاؤں گا۔"

رخصت ہوتے وقت گاؤشنک نے مجھ سے یہ حلف لیا کہ میں یہ بات کسی اور پر ظاہر نہیں کروں گا۔

اس ملاقات کے بعد میرے لیے یہ سمجھنا مشکل نہ تھا کہ نیشنل اسمبلی کے ارکان بادشاہ اور ملکہ کے ساتھ ملاقات کے بعد اس قدر مسرور کیوں دکھائی دیتے ہیں۔ چنانچہ اگلے دن نیشنل اسمبلی کا ایک اور رکن ملاقات کے بعد واپس آیا تو میں نے اس کے گھر جا کر ملاقات کی اور کہا "حضور والا میری طرف سے قبل از وقت مبارکباد قبول فرمائیے۔"

"کیسی مبارکباد؟" اس نے پریشان ہو کر کہا۔

میں نے جواب دیا۔ "مجھے معلوم ہوا ہے کہ کنگ سائمن آپ کو اپنا جانشین منتخب کر چکے ہیں۔"

چند ثانیے اس کے منہ سے کوئی بات نہ نکل سکی۔ بالآخر اس نے کہا "تمہیں یہ بات کس نے بتائی؟"

میں نے جواب دیا۔ "میں اپنی معلومات کے ذرائع ظاہر نہیں کر سکتا۔ لیکن آپ مطمئن رہیں بادشاہ اور ملکہ نے جو باتیں آپ کے ساتھ کی ہیں وہ میرے سوا باہر کے کسی اور آدمی کو معلوم نہیں اور میں آپ کے ساتھ یہ وعدہ کرتا ہوں کہ میں یہ قیمتی راز کسی اور پر ظاہر نہیں کروں گا۔"

اس نے کہا۔ "تم بہت خطرناک آدمی ہو اور اگر یہ راز تم اپنے دل میں رکھ سکو تو میں تمہارے ساتھ یہ وعدہ کرتا ہوں کہ میں بادشاہ بننے کے بعد تمہیں اپنے محکمہ سراغ رسانی کا انچارج بناؤں گا۔"

اس کے بعد میں یکے بعد دیگرے نیشنل اسمبلی کے تمام ارکان سے ملا اور مجھے اس بارے میں کوئی شبہ نہ رہا کہ کنگ سائمن اور ان کی ملکہ نیشنل اسمبلی کے ہر رکن کو اس بات کا یقین دلا چکے ہیں کہ ہمارے بعد سفید جزیرے کی حکومت کے واحد حقدار تمہیں ہو۔

نیشنل اسمبلی کے تمام ارکان کو فرداً فرداً بادشاہت کے خواب دکھانے کے بعد کنگ سائمن نے اچانک یہ اعلان کیا کہ نیشنل اسمبلی کے ارکان جن میں ایک شخص کو بادشاہت کے لیے نامزد کیا جائے گا ملک کے طبقۂ اعلیٰ سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے ہماری یہ خواہش ہے کہ وزیر اعظم اور ان کی کابینہ کے ارکان عوام سے لیے جائیں۔ اور سابق حکمران کی بھی یہی خواہش تھی۔

چونکہ نیشنل اسمبلی کے ہر رکن کو بادشاہت کا خواب دکھایا جا چکا تھا اس لیے ان میں سے کسی نے وزیر بننے کے لیے بے تابی ظاہر نہ کی اور متفقہ طور پر کنگ سائمن کو اس بات کا اختیار دے دیا کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق وزیر اعظم اور اس کی کابینہ نامزد کر دیں۔ کنگ سائمن نے دوسرے سرکاری اعلان میں نیشنل اسمبلی کی اس متفقہ قرارداد پر اظہار اطمینان کرتے ہوئے کہا "میں نیشنل اسمبلی کے ارکان کا شکرگذار ہوں کہ وہ وزارتی عہدوں کے لیے عوام کے حق میں دستبردار ہو گئے ہیں۔ عوام کا خادم ہونے کی حیثیت سے میرا یہ فرض ہے کہ میں ایسے لوگوں کو تلاش کروں جو ان کی بلند ترین توقعات پوری کر سکیں۔ میں ایک ایسی وزارت تشکیل کروں گا جو ہر لحاظ سے مثالی ہو گی۔ میری حکومت موزوں امیدواروں کو تلاش کرنے کے لیے اپنے تمام وسائل استعمال کرنے کا تہیہ کر چکی ہے۔"

(۳)

قریباً تین ہفتے سوچ بچار کے بعد کنگ سائمن نے اٹھائیس وزیر تلاش کیے جن میں سے بیس مرد اور آٹھ عورتیں تھیں۔ ملکہ وائٹ روز کا یہ مطالبہ تھا کہ وزارت میں عورتوں کی تعداد مردوں کے برابر ہونی چاہیے لیکن کنگ سائمن نے نیشنل اسمبلی اور عوام کی مخالفت کے باعث آٹھ سے زیادہ عورتوں کو وزارت کے عہدے دینا قبول نہ کیا۔ جس دن وزیروں کی فہرست شائع ہوئی تھی اسی دن ملکہ وائٹ روز نے ملک کی عورتوں کے نام ایک اہم پیغام نشر کیا تھا۔ اور وہ پیغام یہ تھا:

"میری عزیز بہنو! سفید جزیرے کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ اس ملک کی خواتین کو سلطنت کے معاملات میں دخل دینے کا سنہری موقع ملا ہے۔ مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ مردوں کی مخالفت کے

Scanned by iqbalmt

باعث خواتین کو ان کے مساوی نمائندگی نہیں ملی۔ بادشاہ سلامت ذاتی طور پر عورتوں کو مساوی نمایندگی دینا چاہتے تھے لیکن ملک کے مردوں کی تنگ نظری کے باعث انھیں اپنا ارادہ تبدیل کرنا پڑا لیکن میں آپ کے ساتھ وعدہ کرتی ہوں کہ جب تک وزارت میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ نہیں ہو جاتی میں چین سے نہیں بیٹھوں گی۔ ہمارے ملک کے مردوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ عورتیں سیاست کے میدان میں ان کے دوش بدوش نہیں چل سکتیں لیکن مجھے یقین ہے کہ میری آٹھ بہنیں جنھیں ملک کی تاریخ میں پہلی بار وزرا کی حیثیت سے اپنے جوہر دکھانے کا موقع ملا ہے ان کی یہ غلط فہمی دور کر دیں گی۔ اگر ان عورتوں نے میری توقعات پوری کیں تو وہ دن دور نہیں جب مرد عورتوں کے حق میں دستبردار ہونے پر مجبور ہو جائیں گے۔"

جزیرے کی خواتین نے ملکہ کے اس پیغام کا غیر معمولی جوش و خروش کے ساتھ خیر مقدم کیا۔ دارالحکومت میں کوئی پچاس ہزار عورتوں نے جلوس نکالا۔ وہ انتہائی جوش و خروش کے ساتھ "کنگ سائمن زندہ باد۔ ملکہ وائٹ روز پائندہ باد۔ اور خواتین کی حق تلفی کرنے والے مرد مردہ باد" کے نعرے لگا رہی تھیں۔ بازار سے گزرتے وقت انھوں نے اپنی عملی قوت کے مظاہرے کی ضرورت محسوس کی اور چند مردوں کو دوکانوں سے گھسیٹ کر بازار میں لے آئیں۔ ان میں سے بعض دور اندیش تھے اور انھوں نے عورتوں کی حمایت میں نعرے لگانے شروع کر دیے۔ لیکن پندرہ بیس آدمیوں نے خواتین کے جلوس میں شرکت سے انکار کر دیا اور انھیں بہت بری طرح زدوکوب کیا گیا۔ شام کے وقت ہمیں شہر کے مختلف

پولیس اسٹیشنوں سے یہ اطلاعات ملیں کہ قریباً پچاس لاغر اور نحیف آدمی اپنی بیویوں کی جارحیت کے خلاف رپٹ لکھوا چکے ہیں۔ اور اگلے دن ایک اسکول ماسٹر نے ایک مجسٹریٹ کی عدالت میں یہ دعویٰ دائر کیا کہ کل جب عورتوں کا جلوس ہمارے مکان کے سامنے سے گزرا تو چند اشتعال انگیز نعرے میری تنومند بیوی کے کانوں تک پہنچ گئے۔ میری بیوی نے جلوس میں شرکت کا ارادہ ظاہر کیا لیکن میں نے اسے منع کر دیا۔ ابھی ہم بحث کر رہے تھے کہ محلے کی چند عورتیں ہمارے مکان میں گھس آئیں اور انھوں نے میری بیوی کو اس قدر بھڑکایا کہ وہ ہاتھا پائی پر اتر آئی۔ محلے کی عورتوں نے اس کا ساتھ دیا اور مجھے زبردستی پکڑ کر ایک غسل خانے میں بند کر دیا۔ اور پورے چودہ گھنٹے کے بعد مجھے وہاں سے نکالا گیا۔

(۴)

عورتوں اور مردوں کی اس نزاع کے باعث عوام کو یہ سوچنے کا موقع نہ ملا کہ جن لوگوں کو وزیر نامزد کیا گیا ہے ان کا حدود اربعہ کیا ہے۔ چند دن بعد جب یہ ہنگامہ فرو ہوا تو یہ معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت نے قوم کا بدترین عنصر عوام پر مسلط کر دیا ہے۔ بیشتر وزرا ایسے تھے کہ جن کے اسمائے گرامی پولیس کے روزنامچوں میں درج تھے۔ ایک نامی گرامی اسمگلر تھا جس کی جوانی کے بیشتر ایام قید خانوں میں گزرے تھے۔ ایک تاجر تھا جو چوربازاری کے جرم میں تین مرتبہ قید اور جرمانے کی سزا پا چکا تھا۔ دو مشہور و معروف جیب تراش تھے جنھیں جیل میں یہ خوشخبری ملی تھی کہ انھیں وزیر بنا دیا گیا ہے۔ دو سرکاری ملازم تھے جن میں ایک نااہلیت کی بنا پر معطل کیا جا چکا تھا اور دوسرا رشوت ستانی کے چالیس مقدمات میں ماخوذ تھا۔ دو سیاست باز تھے جو ملک کی سالمیت کے خلاف سازش کرنے کے الزام میں عمر قید کی سزائیں بھگت

رہے تھے۔ ان کا جرم یہ تھا کہ وہ کالے جزیرے کی حکومت کے اشارے پر ملک میں خانہ جنگی کی صورت پیدا کرنے کے لیے مختلف قبائل کو ایک دوسرے کے خلاف اکسا رہے تھے۔ بادشاہ سلامت نے خود جیل کے اندر جا کر ان سے ملاقات کی تھی اور انھیں یہ خوشخبری سنائی تھی کہ تمھیں آج غروب آفتاب سے پہلے پہلے جیل سے نکال کر وزیر بنا دیا جائے گا۔ باقی وزراء کے متعلق بھی مجھے یہی معلوم ہوا کہ ان میں سے اکثر کی زندگی بے داغ نہیں۔ کوئی غنڈہ گردی، کوئی چوری، کوئی قمار بازی اور کوئی ڈاکہ زنی کے جرم میں سزا یافتہ ہے۔ خواتین وزراء میں سے ایک کے متعلق مجھے یہ معلوم ہوا تھا کہ وہ شہر کے ایک مشہور نائٹ کلب کی رقاصہ تھی، اور اسے عریانی اور بے حیائی کا مظاہرہ کرنے کے جرم میں تین مرتبہ شہر بدر کیا جا چکا ہے۔ دوسری خاتون وزیر کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ بردہ فروشوں کے ایک گروہ کی سرغنہ رہ چکی ہے۔ تیسری کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے پانچویں شوہر کو دن میں ایک بار ضرور پیٹتی ہے۔ باقی خواتین کی شہرت بری نہیں۔ دو کے متعلق تو میں نے یہ سنا ہے کہ وہ معزز گھرانوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ لیکن ان سب کو یہ خطرہ رہتا ہے کہ کسی دن ان کی ہوشیار بہنیں ان کے بال نوچ ڈالیں گی۔

اس انتخاب کے متعلق ملک کا ہر باشعور آدمی بے چین تھا۔ تاہم عوام کے دو طبقوں کا ردِ عمل ایک دوسرے سے مختلف تھا۔ بعض کھلے بندوں کنگ سائمن پر نکتہ چینی کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ ہم نے اپنا مستقبل ایک پاگل کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ اور بعض یہ کہتے تھے کہ ہمیں اس انتخاب کے متعلق کوئی رائے قائم کرنے سے پہلے ان وزراء کو اپنی کارگزاری دکھانے کا موقع دینا چاہیے۔ مردوں کے مقابلے میں خواتین کی اکثریت کو اس انتخاب کے متعلق زیادہ پریشانی نہ تھی۔ انھیں اس بات

کی خوشی تھی کہ ملک کی تاریخ میں پہلی بار آٹھ عورتوں کے لیے ایوانِ حکومت کا دروازہ کھولا گیا ہے۔ وہ دبی زبان سے مرد وزراء کے انتخاب پر نکتہ چینی کرتی تھیں لیکن خواتین کے متعلق کوئی بات سننے کیلئے تیار نہ تھیں۔ صرف چند تعلیم یافتہ اور سیاسی شعور رکھنے والی خواتین ایسی تھیں جو اس انتخاب کی مذمت میں مردوں کا ساتھ دے رہی تھیں۔ رات کے وقت شہر کی گلیوں اور بازاروں میں ان وزراء کے خلاف عجیب و غریب پوسٹر لگائے جاتے تھے۔ ایک رات کوئی زندہ دل میرے کمرے کے دروازے پر ایک قدِ آدم پوسٹر چسپاں کر گیا۔ میں نے ایک دوست سے اس پوسٹر کی عبارت کا ترجمہ کروایا۔ اس کا مضمون یہ تھا:

"ہز میجسٹی کنگ سائمن کو وزیروں کی ضرورت ہے

اگر آپ بیکار ہیں اور آپ عزت کی روٹی کمانے کا کوئی ڈھنگ نہیں جانتے ہیں تو کنگ سائمن کی خدمت میں یہ درخواست بھیجیے کہ آپ کو وزیر بنا دیا جائے۔ آپ کو وزارت کا عہدہ حاصل کرنے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط پوری کرنی پڑیں گی:

(۱) ملک کے کسی پولیس اسٹیشن میں آپ کے جرائم کا ریکارڈ موجود ہو۔

(۲) آپ کم از کم تین سال ملک کے کسی جیل یا پاگل خانے میں رہ چکے ہوں۔

(۳) آپ کی تعلیم صرف اس قدر ہو کہ آپ اپنا نام پڑھ سکیں۔

(۴) آپ کے محلے یا کم از کم آپ کے گھر کے تمام افراد اس بات کی گواہی دیں کہ آپ نے اپنی زندگی میں کوئی نیک کام نہیں کیا۔"

اگلے دن میرے کمرے کے دروازے پر ایک اور پوسٹر چسپاں تھا اور اس کا مضمون یہ تھا:

"ہمارے نیک دل حکمران ہز میجسٹی کنگ سائمن کو اس بات کا افسوس

ہے کہ وزراء نے اپنے عہدے قبول کرتے وقت جو حلف نامہ پڑھا
تھا اس کی عبارت بہت ناقص تھی۔ ہم کنگ سائمن کی پریشانی دور
کرنے کے لیے حلف نامے کے مضمون میں کچھ ترمیم کرنا چاہتے ہیں اور [illegible]
وہ یہ ہے:۔

میں خدا کو حاضر ناظر جان کر اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ میں
ملک کے رسم و رواج کی مٹی پلید کرنے کے لیے اپنی تمام تخریبی صلاحیتوں
سے پورا کام لوں گا۔

میں اپنے غیر آئینی حکمران ہز مجسٹی کنگ سائمن کے احکام کی
خلاف ورزی نہیں کروں گا۔

میں ایک ایسے معاشرے کی داغ بیل ڈالنے کے لیے کنگ
سائمن کے ساتھ ہر ممکن تعاون کروں گا جو ملک کے جرائم پیشہ
لوگوں کو زیادہ سے زیادہ مراعات دیتا ہو۔

میں بقائمی ہوش و حواس کوئی ایسا کام نہیں کروں گا جسے ملک
کے لوگ اچھا سمجھتے ہوں۔

میں ان اخلاقی اور روحانی قدروں کی بیخ کنی میں کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہیں کروں گا جو صدیوں سے میرے قماش کے لوگوں
کی فلاح و ترقی کے راستے میں رکاوٹ بنی ہوئی ہیں۔

میں ملک کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لیے نسلی اور علاقائی
منافرتیں زندہ کروں گا۔ اور عوام کو لامرکزیت، انتشار، مایوسی اور بددلی
کی نعمتوں سے مالا مال کردوں گا۔

غرض میں ملک کا کوئی الجھا ہوا مسئلہ حل کرنے کی بجائے اس بات

کے لیے کوشاں رہوں گا کہ کنگ سائمن کی بادشاہت اور میری وزارت
اس ملک کا سب سے اہم مسئلہ بن جائے۔"

دوسرے پوسٹروں کی طرح یہ اشتہار بھی بحق سرکار ضبط کرلیا گیا اور حکومت
کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا کہ ملک کے تمام پریس تین ہفتے کے لیے بند کردیے
گئے ہیں لیکن عوام کے جوش و خروش میں کوئی فرق نہ آیا۔ کنگ سائمن نے اپنے وزراء
کا ایک ہنگامی اجلاس بلایا اور انھیں یہ مشورہ دیا کہ وہ اس صورت حالات سے
نپٹنے کے لیے حکومت کے حق میں مظاہرے کریں۔ چنانچہ وزراء اپنے اپنے علاقوں
میں جاکر جلسوں اور جلوسوں کا اہتمام کرنے لگے۔ اسکولوں کے طلبا اور سرکاری ملازمین
کو حکماً ان جلسوں میں شریک ہونا پڑتا تھا لیکن عوام ان میں حصہ لینے سے اجتناب
کرتے تھے۔ ملک کے جرائم پیشہ لوگ جو اس وزارت کی تشکیل کے بعد کنگ سائمن
کو ایک دیوتا سمجھنے لگ گئے تھے لوگوں کو گھروں سے کھینچ کھینچ کر لاتے تھے۔

لیکن آئے دن لوگوں کی بڑھتی ہوئی بے چینی اور اضطراب کے باعث
کنگ سائمن کی یہ اسکیم کامیاب نہ ہوئی۔ چنانچہ ایک دن ریڈیو پر یہ اعلان سنایا گیا کہ اگلے
ہفتے وزراء کے انتخاب کے متعلق نیشنل اسمبلی کی رائے معلوم کی جائے گی۔ اگر نیشنل اسمبلی
کے ارکان نے کسی وزیر کے خلاف رائے دی تو اسے سبکدوش کردیا جائے گا۔ عوام
مطمئن ہوگئے اور کنگ سائمن کی جمہوریت پسندی کا چرچا ہونے لگا۔ لیکن اگلے ہفتے
نیشنل اسمبلی نے جس کے ہر رکن کے ساتھ کنگ سائمن اور ملکہ وائٹ روز فرداً
فرداً علیحدگی میں ملاقات کرچکے تھے متفقہ طور پر یہ اعلان کردیا کہ وزراء کا انتخاب
سو فیصدی ملک کی موجودہ ضروریات کے مطابق ہے۔

عوام اس اعلان پر ششدر رہ گئے۔ میں نے نیشنل اسمبلی کے اجلاس کے
فوراً بعد گاوشنک سے ملاقات کی اور مجھے یہ معلوم ہوا کہ بادشاہت کے شوق

وزراء کی نامزدگی پر بلاوجہ اس قدر رے دے کی ہے۔ ہم اس ملک میں مریخ کے تجربات سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ لیکن ہمیں یہ دیکھ کر بہت دکھ ہوا کہ اس ملک کے باشندے سیاسی لحاظ سے اس قدر پس ماندہ ہیں کہ وہ اپنے نقصان کو فائدہ اور فائدہ کو نقصان سمجھ لیتے ہیں۔ ہم اس ملک کو رشوت ستانی، بے حیائی، بدکاری اور طرح طرح کے جرائم سے پاک کرنا چاہتے ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے تمام عمر ان برائیوں سے اجتناب کیا ہو اس مہم کا بیڑا نہیں اٹھا سکتے۔ مثلاً ہمیں اسمگلنگ کی روک تھام کے لیے ایک ایسے وزیر کی ضرورت تھی جو اسمگلروں کے طور طریقوں سے پوری واقفیت رکھتا ہو۔ اسی طرح ٹھگوں، چوروں اور ڈاکوؤں کی بیخ کنی کے لیے ہمیں اس ملک کے کسی ہوشیار ترین ٹھگ، چور یا ڈاکو کی خدمات کی ضرورت تھی۔ ہم اسے علاج بالمثل کہتے ہیں۔ لیکن تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکو گے۔ ہم اب یہ چاہتے ہیں کہ عوام کو مطمئن کرنے کے لیے وزیر اعظم کا انتخاب تمہاری صواب دید پر چھوڑ دیا جائے۔ ہم اس ملک کو جمہوریت کی راہ پر ڈالنا چاہتے ہیں۔ اس لیے ہم تمہیں یہ مشورہ دیتے ہیں کہ تم اپنا وزیر اعظم منتخب کرتے وقت اس بات کا خاص طور پر لحاظ رکھو کہ وہ ملک کی جمہوری ترقی میں کہاں تک مفید ہے۔

ایک جمہوری نظام میں وزیر اعظم کی سب سے پہلی خصوصیت یہ ہونی چاہیے کہ وہ ہر سیاسی پارٹی کا تعاون حاصل کرنا جانتا ہو۔ بدقسمتی سے یہاں ابھی سیاسی پارٹیاں نہیں بنی ہیں۔ لیکن اگر تم لوگ وزیر اعظم

کے انتخاب میں عقلمندی کا ثبوت دو تو آئندہ کے لیے بہت سی الجھنوں سے بچ جاؤ گے۔ وزیر اعظم کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے کہ پارلیمنٹ میں اس کی پارٹی سب سے بڑی ہو اور پارلیمنٹ کے ارکان کی اکثریت کو اپنے ساتھ رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ سودے بازی اور جوڑ توڑ میں غیر معمولی مہارت رکھتا ہو۔ اگر پارلیمنٹ میں اس کے حامی ناراض ہو جائیں تو اس کے لیے مستعفی ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا، اس لیے یہ بھی بہت ضروری ہے کہ وہ اپنے حامیوں کو ہر وقت خوش رکھے۔ ان کی ہاں میں ہاں ملاتا رہے۔ ان کی نکتہ چینی کا خندہ پیشانی سے جواب دے۔ اپنے مخالفین کے ساتھ بھی سودا بازی کرتا رہے اور ان کی تعداد کم رکھنے کے لیے ہر مہینے دو چار ممبروں کو کوئی نہ کوئی لالچ دے کر توڑتا رہے۔ اس لیے وزیر اعظم کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہونی چاہیے کہ وہ ذکاوتِ حس سے قطعاً محروم ہو۔ وہ کسی عنایطہ اخلاق کی بجائے صرف اپنی کرسی سے محبت رکھتا ہو اور اپنی کرسی پر قبضہ رکھنے کے شوق میں گالیاں تک برداشت کرنے کا عادی ہو۔ وہ صرف اچھے کاموں پر خوش ہونے کا عادی ہی نہ ہو بلکہ برائیوں کے ساتھ بھی تعاون کر سکتا ہو۔ ایک عام وزیر ذہین ہوشیار یا چالاک ہو تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن ایک وزیر اعظم کی بہتری اس بات میں ہے کہ وہ پہلے درجے کا بھی ہو اور اپنے قول و فعل سے اپنے ہر ساتھی کو اس بات کا احساس دلا سکے کہ میری ناراضگی تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ سفید جزیرے میں سرپرست قبائلی سرداروں کی مجلس یا نیشنل اسمبلی کو وہی درجہ حاصل ہے جو کسی جمہوری ملک میں پارلیمنٹ کو حاصل ہوتا ہے

اس لیے مجھے توقع ہے کہ تم وزیرِ اعظم کے انتخاب میں پوری فرمہ داری کا ثبوت دو گے۔

میں تمھیں یہ مشورہ دیتا ہوں کہ اگر تم ایک کامیاب یا ایک ایسا وزیرِ اعظم منتخب کرنا چاہتے ہو جو اپنی کابینہ اور نیشنل اسمبلی کے ہر رکن کی تمام اچھی یا بُری خواہشات پوری کر سکے تو تمھیں اس کی قوتِ برداشت کا امتحان لے لینا چاہیے۔ میں تمھیں اس کام کے لیے سات دن کی مہلت دیتا ہوں۔"

نیشنل اسمبلی اور مجلس وزراء کا مشترکہ اجلاس سات دن جاری رہا۔ اس عرصہ میں وزیرِ اعظم کے عہدہ کے لیے کئی امیدواروں کے نام پیش کیے گئے۔ کوئی ڈیڑھ سو نام کسی نہ کسی کوتاہی کے باعث رد کر دیے گئے۔ چھ امیدواروں کے متعلق یہ بات تسلیم کی گئی کہ وہ کنگ سائمن کی پیش کردہ شرائط کو کسی حد تک پورا کرتے ہیں۔ لیکن اس بات کا فیصلہ نہ ہو سکا کہ ان چھ میں سے وزارتِ عظمیٰ کے عہدے کا بہترین حقدار کون ہے۔

نیشنل اسمبلی اور مجلس وزراء کے ارکان مختلف امیدواروں کی حمایت کے جوش میں چھ ٹولیوں میں تقسیم ہو چکے تھے اور ہر ٹولی اپنے امیدوار کے حق میں فیصلہ لینا چاہتی تھی۔ جب کوئی فیصلہ نہ ہو سکا تو انھوں نے چند سرکردہ آدمیوں کو اعلیٰحضرت کی خدمت میں بھیجا اور یہ درخواست کی کہ ہمیں تین دن اور دیے جائیں۔

(۲)

مزید تین دن گرما گرم بحث کے بعد تمام ٹولیوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ یہ چھ امیدوار یکساں بے ضمیر، یکساں غبی، بے حس، مفاد پرست اور ابن الوقت ہیں۔

اس لیے ان میں سے ایک ایسا آدمی چن لیا جائے جس کی قوت برداشت سب سے زیادہ ہو۔ اس کے لیے ایک شخص نے یہ تجویز پیش کی کہ ان امیدواروں کو ایک ٹانگ پر کھڑا رکھا جائے اور جو زیادہ دیر کھڑا رہ جائے اُسے وزیرِ اعظم بنا دیا جائے۔ دوسرے نے اعتراض کیا کہ یہ طریقِ کار غلط ہے۔ اس سے صرف ایسا امیدوار کامیاب ہو سکتا ہے جو زیادہ سے زیادہ جسمانی اذیت برداشت کر سکتا ہے۔ لیکن ہمیں ذہنی لحاظ سے بھی اس کی قوتِ برداشت کا امتحان لینا چاہیے۔ میرے خیال میں اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ یہ امیدوار باری باری ہمارے سامنے کھڑے ہوں اور ہر گروہ کے ارکان باری باری اٹھ کر پہلے انھیں گالیاں دیں اور پھر انھیں جوتے رسید کریں۔ اس کے بعد جو امیدوار انتہائی خندہ پیشانی کا ثبوت دے اسے وزیرِ اعظم بنا دیا جائے۔

تمام ٹولیوں نے یہ تجویز پیش کرنے والے رکن کی دانش مندی کی جی کھول کر داد دی اور تجویز بااتفاق رائے پاس ہوئی۔ لیکن تین امیدواروں نے اس تجویز کے خلاف سخت احتجاج کیا اور اپنے نام واپس لے لیے۔ ایک امیدوار چند گالیاں سننے کے بعد اپنا ضبط و سکون کھو بیٹھا اور اسے رد کر دیا گیا۔ پانچواں گالیوں کے مرحلے سے مسکراتا ہوا گزر گیا لیکن جب جوتے کھانے کی نوبت آئی تو اس کی ہمت جواب دے گئی۔ چھٹے امیدوار کا نام شوشلنگ تھا۔ وہ گالیاں سنتے وقت ہنس رہا تھا اور جوتے کھاتے وقت مسکرا رہا تھا۔ باری باری ہر ٹولی کے ایک نمائندے نے اُسے فصیح و بلیغ گالیوں سے نوازنے کے بعد اس کے سر پر پانچ پانچ جوتے رسید کیے اور پھر اس کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈال کر بینڈ باجے کے ساتھ ہز میجسٹی کنگ سائمن اور ہر میجسٹی کوئن وائٹ روز کی رہائش گاہ کی طرف لے گئے۔ ملکہ اور بادشاہ نے ایک کمرے سے نکل کر یکے بعد دیگرے شوشلنگ کے ساتھ مصافحہ کیا اور اُسے وزیرِ اعظم منتخب ہونے پر مبارک باد دی۔

اگلے دن محکمۂ اطلاعات کے ایک بڑے افسر کی ہدایت پر ملک کے اخبارات نے اس کارروائی کا ذکر کرتے ہوئے وزیر اعظم شوشلنگ کی بے نفسی، تدبر، موقع شناسی اور بردباری کی تعریف میں مقالات لکھے۔ شہر کے بعض سیاسی حلقوں میں خوشیاں منائی گئیں۔ لیکن تیسرے دن اخبارات میں شہر کے ایک تمباکو فروش کا یہ بیان شائع ہوا کہ شوشلنگ بچپن سے میرا دوست ہے اور مجھے اس بات کا دعویٰ ہے کہ میری قوتِ برداشت اس سے کہیں زیادہ ہے۔ مجھے اس بات کا دلی صدمہ ہے کہ شوشلنگ کی قوت برداشت کا امتحان لینے کے لیے جو جوتے استعمال کیے گئے ہیں وہ جاپانی تھے اور اُن کا وزن ایک پاؤنڈ سے بھی کم تھا۔ غالباً ان کے تلے بھی ربڑ کے تھے۔ لیکن میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ اگر مجھے وزیر اعظم بنا دیا جائے تو میں دیسی چمڑے کے بھاری بھرکم جوتوں کی ضربیں سہہ کر بھی مسکرا سکتا ہوں۔ پھر شوشلنگ کے سر پر بال بھی تھے جن کے باعث جوتوں کی ضرب زیادہ محسوس نہیں ہوتی ہو گی۔ لیکن میں استرے سے سر منڈوا کر میدان میں آنے کے لیے تیار ہوں۔ ہز میجسٹی کی خدمت میں مودبانہ گزارش ہے کہ وہ مجھے اپنی قوتِ برداشت کے مظاہرہ کا موقع دیں۔ اگر جوتے فوجی قسم کے ہوں اور ان کے تلوں میں آہنی میخ لگے ہوں تو بھی میں خوشی کے ساتھ برداشت کر لوں گا۔

بادشاہ سلامت نے اس مطالبے کا کوئی جواب دینے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ اور شوشلنگ نے وزیر اعظم کی حیثیت میں اپنے اختیارات سے کام لیتے ہوئے پولیس کو یہ حکم دیا کہ اس پاگل آدمی کے گلے میں جوتوں کا ہار ڈال کر اس کا جلوس نکالا جائے اور شہر کے ہر چوراہے میں ایک ایک درجن جوتے رسید کیے جائیں۔

میں نے اپنی آنکھوں سے اس شخص کا جلوس دیکھا تھا اور وہ جوتے کھاتے وقت واقعی مسکرا رہا تھا۔ اور میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب دوسرے دن میں نے

یہ سنا کہ بادشاہ سلامت نے اسے دوپہر کے کھانے پر بلا لیا ہے۔ اس شخص کو سلطنت میں کوئی عہدہ نہیں دیا گیا لیکن اسے محل میں آنے جانے کی اجازت تھی اور بادشاہ سلامت نے ایک خاص حکمنامے کے ذریعے پولیس کو یہ ہدایت کر دی تھی کہ اسے کوئی تکلیف نہ دی جائے۔ ہز میجسٹی اس شخص پر اس لیے مہربان تھے کہ اگر کسی دن شوشلنگ کا دماغ پھر جائے تو اسے یہ بتایا جا سکے کہ وزارتِ عظمیٰ کے لیے تم سے بہتر امیدوار موجود ہے۔

لیکن شوشلنگ کو قریب سے دیکھنے کے بعد مجھے اس بات کا یقین ہو چکا تھا کہ وقت کے عظیم ترین حادثات بھی اس کی دماغی حالت میں تبدیلی نہیں لا سکتے اپنی کرسی کے تحفظ کے لیے بادشاہ بلکہ نیشنل اسمبلی اور اس کی کابینہ کے ارکان اسے ہر ذلت اور رسوائی برداشت کرنے پر آمادہ پائیں گے۔

مسٹر شوشلنگ کے وزیر اعظم بننے سے ایک ہفتہ بعد نیشنل اسمبلی کے چودہ تعلیم یافتہ ارکان مختلف ممالک کی سیاحت پر روانہ ہو چکے تھے اور اُن کے دوستوں اور رشتہ داروں سے تبادلۂ خیال کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ وہ ہز میجسٹی کنگ سائمن کی بادشاہت اور مسٹر شوشلنگ کے عہدِ وزارت میں واپس آنا پسند نہیں کریں گے۔

(۴)

کنگ سائمن کی آمد سے قبل پہلی بار اس ملک کا دورہ کرنے کے بعد میں کئی باتوں سے بے حد متاثر ہوا تھا۔ عوام اپنے ماضی پر فخر کرتے تھے حال سے مطمئن تھے اور مستقبل کے متعلق پُر امید تھے۔ وہ اپنے محدود وسائل کے باوجود فراغت اور اطمینان کی زندگی بسر کرتے تھے۔ امیر اور غریب کے درمیان وہ بُعد نہ تھا جو ترقی یافتہ ممالک کے لیے ایک پریشان کن مسئلہ بن چکا ہے۔ مختلف قبیلوں اور برادریوں کے سردار دل

اور عوام کی بود و باش میں کوئی زیادہ فرق نہ تھا۔ کاشتکار خوشحال تھے۔ چھوٹی چھوٹی گھریلو صنعتیں ترقی پر تھیں۔ ٹیکس بہت معمولی تھے، جو عوام خوشی خوشی ادا کرتے تھے رشوت ستانی کو بدترین عیب سمجھا جاتا تھا اور عوام بڑی سختی کے ساتھ بددیانت افسروں کا محاسبہ کرتے تھے۔ بیرونی ممالک سے صرف وہ اشیاء درآمد کی جاتی تھیں جو اشد ضروری سمجھی جاتی تھیں۔ کالی بھیڑیں ہر معاشرے میں موجود ہوتی ہیں۔ بعض لوگ ایسے بھی تھے جو چوری چھپے ممنوعہ اشیاء کی تجاوت کرتے تھے۔ کہیں کہیں بعض نایاب اشیاء کی چور بازاری کا ذکر بھی آتا تھا لیکن عوام کی قوتِ محاسبہ اس قدر بیدار تھی کہ سماج دشمن عناصر کے لیے سر چھپانے کی کوئی جگہ نہ تھی۔ کھانے پینے کی اشیاء میں ملاوٹ کو ایک بدترین جرم تصور کیا جاتا تھا اور اگر کوئی دوکاندار اس جرم میں پکڑا جاتا تھا تو اُسے بدترین سزا دی جاتی تھی۔ لوگ اپنے وطن کے ساتھ محبت رکھتے تھے اور اپنے وطن کے رسم و رواج، آب و ہوا، حکومت، اور یہاں تک کہ اپنے وطن کی خاک تک کی تعریف سن کر خوش ہوتے تھے۔ ہر کسان، ہر چرواہا، ہر ماہی گیر، ہر تاجر، ہر صنعت کار اور حکومت کا ہر ملازم اپنا اپنا کام کرتے وقت یہ محسوس کرتا تھا کہ وہ اپنے ملک اور اپنی قوم کی ترقی اور خوشحالی میں اضافہ کر رہا ہے۔ مجھے جس چیز نے بہت زیادہ متاثر کیا وہ ان لوگوں کی مہمان نوازی تھی۔ آپ کسی گاؤں، کسی شہر یا کسی بستی میں چلے جائیں وہاں آپ کا خیر مقدم کرنے والے لوگ موجود ہوں گے۔

قارئین کے لیے یہ بات حیرانی کا باعث ہوگی کہ سفید جزیرے کے معاشرے میں اتنی مساوات کے باوجود کنگ سائمن کی آمد سے پہلے ہر قبائلی سردار بادشاہ بننے کے لیے بیقرار تھا۔ ایسی سوسائٹی کے چند افراد میں اقتدار کی ہوس ایک اچنبھا معلوم ہوتی ہے۔ لیکن مجھے انتہائی غور و خوض کے بعد یہ معلوم ہوا کہ نیشنل اسمبلی کے ارکان میں بادشاہت کی خواہش کی وجہ یہ نہ تھی کہ وہ عوام پر مسلط ہونا چاہتے تھے بلکہ

اس کی وجہ یہ تھی کہ یہاں ہر قبیلہ کسی نہ کسی بھلائی میں دوسرے قبیلے سے سبقت لے جانے کا خواہش مند تھا اور ان لوگوں کا یہ خیال تھا کہ ایک عام آدمی کی نسبت ایک قبیلے کے سردار اور ایک سردار کی نسبت ایک بادشاہ کو خلقِ خدا کی بھلائی کے زیادہ مواقع ملتے ہیں۔ چنانچہ ہر قبیلے کو یہ احساس تھا کہ میں خدمت کے میدان میں کسی دوسرے قبیلے سے پیچھے نہ رہ جاؤں۔

سفید جزیرے میں بسنے والوں کے لیے سب سے بڑا مسئلہ اپنی آزادی کا تحفظ تھا۔ کالے جزیرے کے باشندے ان کے بدترین دشمن تھے اور وہاں کی حکومت ایسے لوگوں کے ہاتھ میں تھی جو اپنے عوام کو ہر وقت سفید جزیرے کے امن پسند لوگوں کے خلاف بھڑکاتے رہتے تھے۔ کالا جزیرہ اپنے رقبے اور آبادی کے لحاظ سے بڑا تھا اور اس کے وسائل بھی سفید جزیرے کی نسبت بہت زیادہ تھے۔ لیکن سفید جزیرے کے عوام کی حب الوطنی اور شجاعت کے باعث کالے جزیرے کی حکومت کو کوئی تیس چالیس برس کی مسلسل تیاریوں کے باوجود سفید جزیرے پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ چنانچہ کالے جزیرے کے حکمران یہ ضروری سمجھتے تھے کہ حملہ کرنے سے پہلے سفید جزیرے کے عوام کو ایک اندرونی خلفشار میں مبتلا کر دیا جائے۔ یہاں میری آمد سے چند ہفتے قبل سفید جزیرے کی پولیس نے کالے جزیرے کے تیس جاسوسوں کا ایک گروہ گرفتار کیا تھا۔ ان جاسوسوں سے بازپرس کے دوران میں یہ انکشاف ہوا تھا کہ وہ روپیہ خرچ کر کے سفید جزیرے میں چند غدار پیدا کر چکے ہیں یہ غدار ملک کی حکومت کا تختہ اُلٹنے کے بعد کالے جزیرے کے ساتھ الحاق کی تحریک چلائیں گے۔ ایک جاسوس کے قبضے سے کالے جزیرے کے وزیر اعظم کی ایک تحریر برآمد ہوئی جس میں سفید جزیرے کے ایک مشہور پروفیسر کا نچو مانچ کے ساتھ یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ اگر تم ہمارے ساتھ الحاق کرنے کی کوشش میں کامیاب ہو گئے تو

تمھیں عمر بھر کے لیے سفید جزیرے کی گورنری عطا کی جائے گی اور تمھارے ساتھیوں کی خدمات کا بھی لحاظ رکھا جائے گا۔ کا نچو ما نچو ایک ہردلعزیز آدمی تھا اور سفید جزیرے کے عوام اس کے متعلق یہ ماننے کے لیے تیار نہ تھے کہ وہ کالے جزیرے کے وزیر اعظم کے ساتھ اپنے جزیرے کی آزادی کا سودا کر سکتا ہے۔ لیکن اس کے ایک شاگرد نے استاد اور اس کے ساتھیوں کی تخریبی سرگرمیوں کا بھانڈا پھوڑ دیا اور ان سب کو جیل میں ٹھونس دیا گیا۔

قارئین یہ واقعات پہلے بھی سن چکے ہوں گے۔ میں نے ان کا سرسری ذکر صرف اس لیے کیا ہے کہ انھیں ماضی اور حال کا موازنہ کرنے میں آسانی رہے +

(۴)

کنگ سائمن کی آمد سے قبل سفید جزیرے کا دورہ کرنے کے بعد میں یہ محسوس کرتا تھا کہ یہ ملک دنیا کے ترقی یافتہ ممالک سے قریباً نصف صدی پیچھے ہے اور اب میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ چھ مہینے کے عرصہ میں یہ ملک چھ صدیاں پیچھے جا چکا ہے۔ کنگ سائمن نے جن لوگوں کو وزیر بنایا ہے ان کی اہم ترین خصوصیّت یہ ہے کہ وہ انتہائی نااہل اور بددیانت ہیں اور ان کی کارگزاری کے باعث زندگی کا ہر شعبہ زہر آلود ہو رہا ہے۔ اس وزارت کا کام ملک کے موجودہ مسائل حل کرنا نہیں بلکہ ملک کے لیے نئے نئے مسائل تلاش کرنا ہے۔ اور میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر ہز میجسٹی یہ بدنام وزارت نامزد کرنے کی تکلیف گوارا نہ کرتے تو بھی وہ تنہا اپنی دماغی صلاحیتوں سے کام لے کر اس بے بس قوم کے لیے اتنے مسائل پیدا کر سکتے تھے جنھیں شاید دنیا بھر کی اقوام متحد ہو کر بھی حل نہ کر سکتیں۔

سفید جزیرے میں غلّے کی فراوانی تھی اور کنگ سائمن نے جس شخص کو وزیر خوراک

بنایا ہے وہ ایک نامی گرامی اسمگلر تھا۔ اب اگر خوراک کے محکمے کو اسمگلنگ کا محکمہ کہا جائے تو مبالغہ نہیں ہوگا۔ اسمگلر اس محکمے کے وزیر کی سرپرستی میں ملک کا سستا غلہ باہر بھیج دیتے ہیں اور جب قحط کے آثار پیدا ہوتے ہیں تو باہر سے مہنگا غلہ منگوایا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کاروبار میں سفید جزیرے کے اسمگلر کالے جزیرے کے اسمگلروں کی پوری اعانت کرتے ہیں۔

وزیر خوراک پہلے سائیکل پر سوار ہو کر اپنے دفتر جایا کرتے تھے اور اب ان کے پاس چار ایسی کاریں ہیں جن کی درآمد کنگ سائمن کی مسند نشینی سے قبل ممنوع سمجھی جاتی تھی۔ اس کے برعکس عوام کی یہ حالت ہے کہ وہ پہلے اپنے گھر کا راشن بوریوں میں لاتے تھے اب جیبوں میں ڈال کر لاتے ہیں۔

بازار میں کوئی چیز خالص نہیں ملتی۔ پہلے دودھ کے متعلق یہ پوچھا جاتا تھا کہ وہ تازہ ہے یا باسی۔ گرم ہے یا ٹھنڈا۔ اب اس کے متعلق یہ پوچھا جاتا ہے کہ اس میں جو پانی ملایا گیا ہے وہ کنوئیں کا ہے یا جوہڑ کا۔ ملاوٹ کا کاروبار بتدریج ترقی کر رہا ہے۔ پہلے گھی میں تیل ملایا جاتا تھا اب تیل میں صرف گھی کی خوشبو ڈالی جاتی ہے۔

وزیر صنعت کو ہز میجسٹی نے یہ ہدایت کی تھی کہ اس ملک کی ترقی کے لیے ایک عظیم صنعتی انقلاب کی ضرورت ہے چنانچہ وزیر صنعت نے ہز میجسٹی سے انقلاب کے اصل معنی معلوم کرنے کے بعد چھوٹی صنعتیں بند کر دی ہیں اور بڑی صنعتیں اپنے قبضے میں لے لی ہیں۔ وزیر صحت نے ملک کی ضرورت کے مطابق ادویات تیار کرنے کے لیے اپنے ذاتی وسائل سے ایک کارخانہ تعمیر کیا ہے اور ادویات کے چھوٹے چھوٹے کارخانے جو پہلے سے قائم تھے وہ یہ کہہ کر بند کروا دیے ہیں کہ اب ہمیں ملک کی ضرورت سے زیادہ ادویات تیار کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دوائیوں کی قیمتیں تین گنا زیادہ ہو گئی ہیں اور بدستور چڑھ رہی ہیں۔

وزیر صحت جب یہ دیکھتے ہیں کہ کوئی دوسرا وزیر ان سے زیادہ کما رہا ہے تو وہ چند دن کے لیے اپنا کارخانہ بند کر کے دوائیوں کا ایک مصنوعی قحط پیدا کر دیتے ہیں اور پھر قیمت میں مزید اضافہ کر دیتے ہیں۔

وزیر ترقیات نے ایک سیمنٹ کا کارخانہ کھول لیا ہے اور صرف ان ٹھیکیداروں کے ٹنڈر منظور کیے جاتے ہیں جو کم از کم دوگنی قیمت پر اس کارخانے کا تیار کردہ سیمنٹ استعمال کرنے کے لیے آمادہ ہوں۔ وزیر زراعت نے سرکاری خزانے سے ایک بہت بڑی رقم قرض لے کر کسی بیرونی ملک سے ٹریکٹر منگوائے تھے اور اب کسانوں کو یہ حکم مل چکا ہے کہ وہ کاشتکاری کو ترقی دینے کے لیے ہل کی بجائے ٹریکٹر استعمال کریں۔ یہ ٹریکٹر انھیں کرائے پر دیے جاتے ہیں اور کرائے کی شرح ایسی ہے کہ فصل تیار ہونے پر کسی کسان کے گھر ایک پیسہ بھی نہیں بچتا۔ وزیر مالیات نے اپنی گرہ سے سرکاری خزانے میں کچھ رقم داخل کرنے کے عوض عوام سے تمام واجبات وصول کرنے کا ٹھیکہ لے لیا ہے۔ غرض سلطنت کی آمدنی کے تمام ذرائع ان وزراء کے ہاتھ میں آچکے ہیں جنھیں کنگ سائمن کی آمد سے پہلے اس ملک کی کالی بھیڑیں سمجھا جاتا تھا۔

بادشاہ سلامت کسی خاص مقصد کے تحت ہر مہینے وزارت میں کوئی ردوبدل کرتے رہتے ہیں۔ ایک جرائم پیشہ وزیر کو سبکدوش کر دیا جاتا ہے اور اس کی جگہ دو یا تین نئے آدمی کابینہ میں بھرتی کر لیے جاتے ہیں۔ چونکہ ریٹائر ہونے والے وزراء عوام کے سامنے نہیں جا سکتے اس لیے انھیں نیشنل اسمبلی کے ممبر نامزد کر دیا جاتا ہے۔ میرے قیام کے دوران میں وزراء کی تعداد ساٹھ تک پہنچ چکی تھی اور ابھی یہ سلسلہ بند نہیں ہوا تھا۔ خواتین وزراء کی تعداد سترہ تک پہنچ چکی ہے اور ان میں سے اکثر مرد وزراء کے ساتھ شادیاں کر چکی ہیں۔ اگر ہز میجسٹی وزراء کی تعداد

بڑھانے میں اسی طرح دلچسپی لیتے رہے۔ تو تمام وزراء صاحبان کی بیگمات بھی کابینہ میں شامل ہو جائیں گی اور ان کی تعداد نیشنل اسمبلی کے ارکان کی تعداد سے زیادہ ہو جائے گی۔ وزیروں کے اس لشکر کے لیے محکمے تلاش کرنا مسٹر ٹشو شلنگ کے لیے ایک پیچیدہ مسئلہ تھا لیکن ہز میجسٹی نے اس کا یہ حل نکالا ہے کہ ہر محکمے میں ایک سینئر وزیر ہوتا ہے جو کام کرتا ہے۔ اور پانچ چھ جونیئر وزیر ہوتے ہیں جو کوئی کام نہیں کرتے کام کرنے والے سینئر وزیروں اور کام نہ کرنے والے جونیئر وزیروں کی تنخواہیں ایک دوسرے کے برابر ہوتی ہیں لیکن بالائی آمدنی کی تقسیم میں سینئر وزیروں کو ایک حصہ زائد ملتا ہے۔

(۵)

بعض وزیر ایسے ہیں جن کی ذاتی آمدنی کے ذرائع اپنے دوسرے رفقاء کی نسبت محدود ہیں۔ اور وہ اس بات پر بہت رنجیدہ ہیں۔ مثلاً وزیر تعلیم تمام اسکولوں اور کالجوں کے لیے درسی کتابیں چھاپنے اور فروخت کرنے کے باوجود یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ وزیر خوراک، وزیر صنعت یا وزیر ترقیات کے مقابلے میں قابل رحم حد تک غریب ہے۔ چنانچہ اس نے وزیر اعظم سے شکایت کی اور وزیر اعظم نے اپنی کابینہ میں پھوٹ کا خطرہ محسوس کرتے ہوئے یہ معاملہ کنگ سائمن کے سپرد کر دیا۔ ہز میجسٹی نے بڑے غور و فکر کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ وزیر تعلیم کا معیارِ زندگی اونچا کرنے کے لیے ہم اسے وزیر تعمیرات کی بے پناہ آمدنی کا کچھ حصہ دلوانا چاہتے ہیں۔ لہٰذا آئندہ تمام اسکولوں اور کالجوں کی تعمیر یا مرمت کا جو کام محکمہ تعمیرات کی نگرانی میں ہوتا ہے اس کے تمام ٹھیکے وزیر تعلیم کو دے دیے جائیں۔

اسی طرح وزیر صحت نے یہ شکایت کی کہ صحت اور خوراک کا نہایت قریبی

Scanned by iqbalmt

تعلق ہے لیکن دوائیوں کے کارخانے سے میری آمدنی وزیرِ خوراک کی اس آمدنی کا عشرِ عشیر بھی نہیں جو اسے اسمگلنگ کی بدولت حاصل ہوتی ہے اور جب تک ملک میں کوئی خطرناک وبا نہیں پھوٹتی میں اس کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ ہز میجسٹی نے اس کی پریشانی کا جو علاج سوچا وہ یہ تھا۔

عوام کو ایک سرکاری اعلان کے ذریعہ مطلع کیا گیا کہ وزارتِ صحت نے عوام کے ہاضمے کے لیے خاص گولیاں تیار کروائی ہیں اور سرکاری ڈپوؤں سے راشن کے ساتھ لوگوں کے لیے ہر مہینے ان گولیوں کی ایک ایک شیشی خریدنی بھی ضروری ہو گی۔

نیشنل اسمبلی کے ارکان پہلے وزراء کے انتخاب پر پریشان تھے اور اب وہ یہ دیکھ رہے تھے کہ ملک کی تمام دولت سمٹ کر چوروں اور ڈاکوؤں کے قبضے میں جا رہی ہے۔ شروع شروع میں وہ اس لوٹ کھسوٹ کو نفرت کے ساتھ دیکھتے رہے لیکن پھر آہستہ آہستہ ان میں سے بعض کو وزیروں کے مقابلے میں اپنی غربت تکلیف دہ محسوس ہونے لگی۔ ایک دن یہ لوگ ہز میجسٹی کی خدمت میں حاضر ہوئے ــــ پہلے عوام کی غربت اور افلاس کا رونا رویا۔ پھر دبی زبان سے اپنی تکالیف بیان کیں لیکن اس کے بعد جب وزراء کی عیاشیوں پر نکتہ چینی شروع ہوئی تو ہز میجسٹی نے ہاتھ بلند کر کے ان سب کو خاموش کر دیا۔ نیشنل اسمبلی کے ہر رکن کے دل میں یہ خیال پیدا ہونا ایک قدرتی امر تھا کہ اگر ہز میجسٹی اس سے ناراض ہو گئے تو شاید بادشاہت کے امیدواروں کی فہرست سے اس کا نام خارج کر دیا جائے۔ چنانچہ اعلیحضرت کے ماتھے پر شکن دیکھ کر وہ گھبرا گئے۔

ہز میجسٹی نے فرمایا۔ "ہمیں آپ لوگوں کی تکالیف کا حال سن کر بہت دکھ ہوا ہے۔ ہمیں یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ نالائق وزیر جن کا اولین فرض اس ملک کی دولت کی

منصفانہ تقسیم ہے آپ کے معاملے میں اس قدر بے حس ثابت ہوں گے۔ عوام کے مسائل شاید فوراً حل نہ ہو سکیں لیکن ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ آئندہ آپ کو کسی اقتصادی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ کل تک آپ میں سے ہر ایک کو یہ اطلاع مل جائے گی کہ ہم نے اس سلسلے میں کیا کیا ہے۔

میں اگلے روز اپنے پرانے دوست گاؤشنک کے پاس پہنچا اور انھوں نے مجھے یہ بتایا کہ اعلیحضرت نے اپنا وعدہ پورا کیا ہے۔ نیشنل اسمبلی کے پریشان حال ارکان کو وزیروں کی ناجائز آمدنی میں حصہ دار بنا دیا گیا ہے۔ بعض کو وزیرِ صنعت کے کارخانوں میں تیار ہونے والے کپڑے کے ڈپو الاٹ کر دیے گئے ہیں۔ بعض کو وزیرِ تعمیرات نے یہ یقین دلایا ہے کہ وہ اینٹوں کے بھٹے چالو کر دیں اور محکمہ تعمیرات ان کے بھٹوں میں تیار ہونے والی اینٹیں خریدنے اور ان پر سو فی صدی منافع دینے کا ذمہ لیتا ہے۔ بعض کو سامانِ تعیش درآمد کرنے کے لائسنس دے دیے گئے ہیں۔ اور جو باقی رہ گئے تھے انھیں یہ کہا گیا ہے کہ وہ وزیرِ خوراک کی آمدنی میں حصہ دار بننے کے لیے تندور کھول لیں۔ آئندہ عوام کو اناج کی بجائے پکی پکائی روٹیاں مہیا کی جائیں گی۔

میں نے حیران ہو کر پوچھا۔ "آخر یہ لوگ روٹیاں بیچ کر کتنا کما لیں گے۔ یہ تو بہت گھٹیا کاروبار ہے۔"

"تم کچھ نہیں جانتے۔" گاؤشنک نے جواب دیا۔ "روٹیاں بیچنے کا دھندا انتہائی نفع بخش ثابت ہوگا۔ روٹیوں کی کنٹرول قیمت موجودہ قیمت سے سو فیصد زیادہ ہو گی۔ اس کے علاوہ ہمیں پچاس فیصد سے لے کر سو فیصد تک ملاوٹ کی اجازت ہو گی۔"

میں نے کہا۔ "لیکن عوام کا کیا بنے گا؟"

گاؤشنک نے برہم سا ہو کر جواب دیا۔ "عوام کے متعلق میں اس وقت سوچوں گا

Scanned by iqbalmt

جب میرے ہاتھ میں حکومت آجائے گی۔ سرِدست میرا مقابلہ ان وزیروں کے ساتھ ہے جو کل تک بھوکے مرتے تھے اور اب ملک کے تمام وسائل پر قابض ہو گئے ہیں۔ خدا کی قسم اس جزیرے کے کسی حکمران نے وہ عیش و آرام نہیں دیکھا جو ان جرائم پیشہ وزیروں کو میسّر ہے۔

میں نے پوچھا: "آپ کا مطلب ہے کہ کنگ سائمن کو بھی ان جیسا آرام میسّر نہیں؟"

وہ بولا: "کنگ سائمن کی اور بات ہے۔"

میں نے کہا: "اگر آپ بُرا نہ مانیں تو میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ ہز میجسٹی وزیروں کی ناجائز آمدنی سے ایک معقول حصّہ خود بھی وصول کرتے ہیں۔"

اُس نے جواب دیا: "ہز میجسٹی کوئی حصّہ وصول نہیں کرتے۔ وزیر ان کے ساتھ شرط لگا کر شطرنج کھیلتے ہیں اور انھیں خوش کرنے کے لیے ہر وزیر زیادہ سے زیادہ روپیہ ہارنے کی کوشش کرتا ہے۔"

جب میں نے پوچھا کہ کنگ سائمن اس روپے سے کیا کرتے ہیں تو اس نے جواب دیا: "کچھ نہیں۔ میرا خیال ہے کہ جب قوم کی ساری دولت ان کے پاس جمع ہو جائے گی تو وہ ملک کی اقتصادی حالت سدھارنے کی کوشش کریں گے۔"

میرے ایک اور سوال کے جواب میں مسٹر گاؤشنک نے اس بات کا اعتراف کیا کہ چند ممبر ایسے بھی ہیں جنہوں نے ملک کی اقتصادی لوٹ کھسوٹ میں حصّہ لینے سے انکار کر دیا ہے۔ تاہم ان ممبروں کے متعلق گاؤشنک کی رائے یہ تھی کہ وہ انتہائی سادہ دل یا بیوقوف ہیں۔ اور ان کی تعداد اتنی قلیل ہے کہ وہ حکومت کے کام میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈال سکتے۔ جس طرح وزیروں کی بے پناہ آمدنیوں نے ہمیں موجودہ

حالات سے فائدہ اٹھانے پر آمادہ کر دیا اسی طرح کسی دن ہمیں خوشحال دیکھ کر یہ لوگ بھی اپنی سابقہ حماقتوں پر پشیمان ہوں گے۔

(۶)

اب کنگ سائمن کو مسند نشین ہوئے گیارہ مہینے ہو چکے ہیں اور مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سفید جزیرے پر بسنے والی قوم گیارہ صدیاں پیچھے جا چکی ہے۔ گزشتہ چند ماہ سے میں نے اس جزیرے کے خوش باش لوگوں میں سے کسی کو ہنستے نہیں دیکھا۔ پہلے عوام کی یہ حالت تھی کہ وہ اپنی حکومت کی معمولی کوتاہیوں پر بھی طوفان اٹھا دیتے تھے۔ شہر کے پارکوں اور چوراہوں میں جمع ہو کر اپنے قومی مسائل پر تبصرہ کیا کرتے تھے۔ حکومت کے اچھے کاموں کی تعریف کی جاتی تھی اور کوتاہیوں پر نکتہ چینی ہوتی تھی۔ ہر شخص اپنی سمجھ کے مطابق ملک کے مسائل میں دلچسپی لینے کی کوشش کرتا تھا۔ کالے جزیرے کے جارحانہ عزائم ان کا مدافعانہ شعور بیدار رکھتے تھے۔ کنگ سائمن کے نزول سے چند ہفتے قبل کالے جزیرے کے وزیر اعظم نے جنگ کی دھمکی دی تھی۔ میں ان دنوں وہیں تھا۔ اور میں نے اس دھمکی کے خلاف سفید جزیرے کے عوام کا جو ردِّ عمل دیکھا وہ انتہائی حوصلہ افزا تھا۔ جگہ جگہ جلوس نکالے جا رہے تھے۔ باقاعدہ فوج کے علاوہ ملک بھر کے کسان، مزدور، ماہی گیر اور طلباء فوجی وردیوں میں ملبوس ہو کر پریڈیں کر رہے تھے۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ کہیں سفید جزیرے کے لوگ کالے جزیرے کے حملے کا انتظار کرنے کی بجائے خود ہی اس پر دھاوا بول دیں۔

لیکن اب کنگ سائمن کی گیارہ ماہ کی حکومت کے بعد ان لوگوں کو اپنے اندرونی مسائل اور بیرونی خطرات سے کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ اب ان کے لیے ہز میجسٹی کنگ سائمن

ملک کا سب سے بڑا اور سب سے پیچیدہ مسئلہ بن چکے ہیں۔ میں کسی گلی کسی بازار کسی ہوٹل یا ریسٹورنٹ میں دو آدمیوں کو سرگوشیاں کرتے دیکھتا ہوں تو مجھے یقین ہو جاتا ہے کہ ان کی گفتگو کا موضوع کنگ سائمن کے سوا اور کوئی نہیں۔ شروع شروع میں بعض لوگوں کو شبہ تھا کہ شاید کنگ سائمن مریخ کی بجائے اسی کرۂ ارض کے کسی ترقی یافتہ ملک کا باشندہ ہو لیکن اب انھیں کوئی شبہ نہیں رہا۔ اب وہ محسوس کرتے ہیں کہ اتنی بڑی لعنت مریخ کے سوا کسی اور جگہ سے نازل نہیں ہو سکتی۔ جب ان پر کنگ سائمن کے جوہر نہیں کھلے تھے تو مریخ کے ساتھ بعض سادہ دل لوگوں کی عقیدت اور محبت کا یہ عالم تھا کہ وہ اس کی پوجا کرنے پر آمادہ تھے اور اب ان کی نفرت کا یہ عالم ہے کہ مریخ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتے ہوئے بھی تکلیف محسوس کرتے ہیں۔

کنگ سائمن نے سفید جزیرے میں اپنی جڑیں مضبوط کرنے کے لیے جو پالیسی اختیار کی تھی وہ انتہائی کامیاب ثابت ہو رہی ہے۔ جرائم پیشہ وزراء میں سے کسی کو اس کے سامنے دم مارنے کی جرأت نہیں۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ کنگ سائمن جب چاہے ان کا عہدہ چھین سکتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ کنگ سائمن کا عتاب مول لینے کے بعد اس جزیرے میں ان کے لیے سانس تک لینا مشکل ہو جائے گا۔ عوام انھیں اپنا بدترین دشمن سمجھتے ہیں۔ پھر کنگ سائمن ان لوگوں کا دماغ درست رکھنے کے لیے وزارت کے ڈھانچے میں کوئی نہ کوئی ردوبدل کرتے رہتے ہیں۔ ایک جرائم پیشہ وزیر کو اچانک چھٹی مل جاتی ہے اور اس سے زیادہ جرائم پیشہ کو وزارت میں شمولیت کی دعوت مل جاتی ہے۔ نیا وزیر خوشی خوشی اپنے عہدے کا حلف اٹھانے کے لیے شاہی محل میں داخل ہوتا ہے تو اس کی زبان پر ہز میجسٹی کنگ سائمن زندہ باد۔ ہز میجسٹی کوئین وائٹ روز زندہ باد۔ اور مریخ زندہ باد کے نعرے ہوتے ہیں۔ محروم القسمت وزیر

اپنی کرسی چھوڑ کر باہر آتا ہے تو وہ بھی اپنی سسکیاں ضبط کر کے یہی نعرے لگانے کی کوشش کرتا ہے۔ اوّل الذکر یہ محسوس کرتا ہے کہ کنگ سائمن نے اسے خلاظت کے انبار سے نکال کر ساتویں آسمان پر پہنچا دیا ہے اور ثانی الذکر وزارت سے محروم ہونے کے باوجود یہ محسوس کرتا ہے کہ اس نے چند مہینوں میں عوام کا جو خون جمع کیا ہے وہ اس کی آیندہ کئی نسلوں کے لیے کافی ہوگا اور باقی زندگی عوام کے عتاب سے بچنے کے لیے اسے ہز میجسٹی کی اعانت کی ضرورت ہے۔

کنگ سائمن نے معزول ہونے والے وزیروں کو اس امر کی اجازت دے رکھی ہے کہ وہ اپنی حفاظت کے لیے پرائیویٹ فوج رکھ سکتے ہیں۔ اور اگر کسی نے زیادہ دولت جمع کر لی ہو تو اپنے لیے ایک چھوٹا سا پرائیویٹ قلعہ بھی تعمیر کر سکتا ہے۔

اگر کوئی وزیر یہ شکایت کرتا ہے کہ مجھے اپنی اٹھارہ پشتوں کی ضرورت کے لیے ایک معقول رقم بٹورنے کا موقع نہیں ملا تو اسے یا تو تندور گاڑنے کی اجازت مل جاتی ہے یا درآمدی اور برآمدی کاروبار کے لیے لائسنس مل جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ معزول ہونے والے وزراء کو اس طرح کی مراعات حاصل نہ ہوں تو بھی عوام کے محاسبے کے خوف سے ان کے لیے کنگ سائمن کا وفادار رہنے کے سوا اور کوئی راستہ نہیں۔ جن لوگوں نے اس لوٹ کھسوٹ میں حصہ لیا ہے ان کے دل پر ہمیشہ یہ خوف سوار رہتا ہے کہ اگر کسی دن کنگ سائمن انھیں چھوڑ کر چلا گیا تو ان کا کیا بنے گا۔

مجھے یہ بات انتہائی مضحکہ خیز معلوم ہوتی ہے کہ ہز میجسٹی ان تمام پیش بندیوں کے باوجود اپنے مستقبل سے مطمئن نہیں۔ ان کے دل میں ہمیشہ یہ خدشہ جاگزیں رہتا ہے کہ عوام کی بڑھتی ہوئی غربت افلاس اور مظلومیت سے متاثر ہو کر اگر کوئی جرائم پیشہ وزیر راہ راست پر آگیا تو ان کے لیے کئی الجھنیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ اب چند ماہ

سے ہزمیجسٹی بعض ایسے لوگوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا رہے ہیں جن کی وطن دشمنی مسلّم ہے۔ پچھلے مہینے وہ اس جیل خانے کے معائنے کے لیے گئے تھے جہاں سفید جزیرے کا بدترین غدّار کانچو مانچو نظر بند تھا۔ آپ نے قیدیوں کا رجسٹر دیکھنے کے بعد کانچو مانچو اور اس کے ساتھیوں سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ اگلی دوپہر یہ لوگ اعلیٰحضرت کے ساتھ لنچ کھا رہے تھے اور شام کے وقت ریڈیو یہ سرکاری اعلان نشر کر رہا تھا کہ کانچو مانچو اور ان کے رفقا کی باقی قید منسوخ کر دی گئی ہے اور ان کے دو ساتھی وزارت میں لے لیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ کالے جزیرے کے چند جاسوس بھی رہا کر دیے گئے ہیں۔

کانچو مانچو کے متعلق میں پہلے یہ عرض کر چکا ہوں کہ انھیں ملک کی سالمیت کے خلاف کالے جزیرے کے ساتھ ساز باز کرنے کے جرم میں قید کیا گیا تھا۔ اور اگلے دن کالے جزیرے کے وزیر اعظم نے ایک خاص تقریر نشر کرتے ہوئے ہزمیجسٹی کنگ سائمن کے تدبّر کی جی بھر کر تعریف کی۔ انھوں نے کہا کہ گزشتہ نصف صدی میں ہمارے ہمسایہ ملک کے عوام نے کوئی اچھا کام کیا ہے تو وہ یہ ہے کہ انھوں نے کنگ سائمن کو اپنا بادشاہ بنا لیا ہے۔ کنگ سائمن کی دور اندیشی کے پیش نظر مجھے یقین ہے کہ بیس میل چوڑے اور چند فٹ گہرے سمندر کا ٹکڑا ان دو ہمسایہ ملکوں کے باشندوں کو زیادہ عرصہ ایک دوسرے سے دور نہیں رکھ سکے گا۔ میں کنگ سائمن کو یقین دلاتا ہوں کہ میری حکومت کنگ سائمن کے وطن کو اپنا وطن اور کنگ سائمن کی رعایا کو اپنی رعایا سمجھتی ہے اور وہ دن دور نہیں جب ہم سفید جزیرے کے عوام کے ساتھ اپنی دوستی اور محبت کا عملی مظاہرہ کر سکیں گے۔ ہمسایہ ممالک کے درمیان جو مسائل پُر امن طریقوں سے حل ہو سکتے ہیں ان کے لیے تلوار اٹھانا حماقت ہے۔ میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ میں نے سفید جزیرے کے حالات سے مطمئن ہو کر اپنے فوجی

بجٹ میں دو فیصدی کمی کر دی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس اعلان کے بعد ہزمیجسٹی کنگ سائمن اپنے ملک میں فوج رکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کریں گے۔

وزارت کے لیے کانچو مانچو کے دو ساتھیوں کا انتخاب اور اس انتخاب کے متعلق کالے جزیرے کے وزیر اعظم کے خیالات سننے کے بعد نیشنل اسمبلی کے ارکان چونک اُٹھے لیکن ان کا احتجاج صرف ایک دوسرے سے کانا پھوسی کرنے تک محدود رہا۔ اور کسی کو کھلے بندوں اس کی مخالفت کی جرأت نہ ہوئی۔ ان کی اس بے حسی کی وجہ یہ نہیں کہ انھیں کالے جزیرے کے جارحانہ عزائم کے متعلق کوئی خوش فہمی ہے بلکہ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وزیروں کے ساتھ لوٹ کھسوٹ میں حصہ دار بننے کے بعد یہ لوگ بھی اپنا مستقبل عوام کی بجائے کنگ سائمن کے ساتھ وابستہ کر چکے ہیں۔ اور وزیروں کی طرح ان پر بھی ہزمیجسٹی بڑی کڑی نظر رکھتے ہیں۔ اگر نیشنل اسمبلی کے کسی رکن کی وفاداری کے متعلق ان کے دل میں کوئی شبہات پیدا ہوتے ہیں تو دوسرے دن وہ اس کے قبیلے کے کسی بدنام آدمی کو چائے کھانے یا شراب نوشی کی دعوت پر بلا لیتے ہیں اور اس طرح اسے یہ احساس دلا دیا جاتا ہے کہ ہمارے پاس ایک فالتو مہرہ موجود ہے۔ اور جو لوگ اس لطیف اشارے کو بروقت نہیں سمجھ سکتے تو وہ نیشنل اسمبلی کی رکنیت کے علاوہ اپنے قبیلے کی سرداری یا دوسری مراعات سے بھی محروم ہو جاتے ہیں +

کنگ سائمن کی پہلی سالگرہ

جاپانی اخبار نویس کی رپورٹ کا آخری حصہ جس میں اُس نے کنگ سائمن کے عہد حکومت کی پہلی سالگرہ کے چشم دید حالات بیان کیے ہیں بہت دلچسپ ہے۔ مسٹر شنکو منکو لکھتا ہے:۔

اگلے مہینے کنگ سائمن کی بادشاہت کی پہلی سالگرہ منائی جائے گی وزیر اعظم شو شنگ نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ مریخ سے ہز میجسٹی کی تشریف آوری کے دن کو "کنگ سائمن ڈے" کے نام سے پکارا جائے گا۔ ہماری بدقسمتی سے ہز میجسٹی تین سال کی مدت ختم ہونے کے بعد مریخ واپس تشریف لے جائیں گے لیکن ان کا عہدِ حکومت ہمیشہ یادگار رہے گا اور مجھے یقین ہے کہ ہم اور ہماری آئندہ نسلیں تشکر اور احسان مندی کے اظہار کے لیے ہر سال "کنگ سائمن ڈے" منایا کریں گے میں عوام سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ پورے جوش و خروش کے ساتھ کنگ سائمن ڈے کی تقریبات میں حصہ لیں۔ میں اس سلسلے میں عوام کو ایک خوشخبری سنانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہز میجسٹی نے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ ان کے عہد حکومت کی سالگرہ کی خوشی میں ان کی تمام رعایا کو کم از کم دو وقت کے لیے خالص آٹے کی روٹیاں مہیا

کی جائیں۔ لیکن میری کابینہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس دن کی خوشی میں کم از کم ایک ہفتہ کے لیے کھانے پینے کی تمام اشیاء میں ہر قسم کی ملاوٹ ممنوع قرار دی جائے "کنگ سائمن ڈے" کی تقریبات کا پروگرام پوسٹروں، اخباروں اور ریڈیو کے ذریعہ نشر کیا جائے گا۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہز میجسٹی کی رعایا اس پروگرام کو کامیاب بنانے کی ہر ممکن کوشش کرے گی۔"

اس کے بعد مسٹر شنکو منکو لکھتا ہے:۔

"میں گھر پہنچنے کے لیے بے چین تھا اور اپنے اخبار کے ایڈیٹر کی طرف سے مجھے سفید جزیرے کو خیرباد کہنے کی اجازت مل چکی تھی۔ لیکن "کنگ سائمن ڈے" کی تقریبات کے پروگرام کا مطالعہ کرنے کے بعد ایک بار پھر میں نے اپنا ارادہ تبدیل کر دیا اور اخبار کے ایڈیٹر سے یہ درخواست کی کہ مجھے چند دن اور یہاں ٹھہرنے کی اجازت دی جائے۔ اب میں "کنگ سائمن ڈے" کی تقریبات کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتا ہوں۔

"صبح سات بجے ہز میجسٹی کو شاہی محل میں باڈی گارڈ دستوں نے سلامی دی۔ اس کے بعد وہ خوبصورت بگھی نکالی گئی جس پر جزیرے کے سابق حکمران خاص خاص موقعوں پر سواری کیا کرتے تھے۔ اس بگھی کو بارہ سفید گھوڑے کھینچتے تھے لیکن وزیر اعظم نے وزراء صاحبان اور نیشنل اسمبلی کے ارکان کی طرف سے یہ درخواست پیش کی کہ اگر ہز میجسٹی اجازت دیں تو گھوڑوں کی جگہ ہم آپ کی بگھی کھینچنے کا شرف حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ درخواست قبول کی گئی۔ ملکہ اور بادشاہ بگھی پر سوار ہوئے اور سلطنت کے اکابر بگھی کے آگے بندھے ہوئے ریشمی رسے پکڑ کر چار قطاروں میں کھڑے ہو گئے۔ وزیر اعظم سب سے آگے تھا اور اس نے ایک رسے کا آخری سرا اپنی کمر کے ساتھ باندھ رکھا تھا۔ بگھی کے آگے اور پیچھے سواروں اور پیادہ سپاہیوں

Scanned by iqbalmt

کے دستے تھے۔ سب سے آگے کوئی ڈیڑھ سو آدمیوں کا شاندار بینڈ تھا۔ ٹھیک ۸ بج کر ۱۰ منٹ پر شاہی جلوس محل سے باہر نکلا۔ عوام کو بار بار ہدایت کی گئی تھی کہ وہ شاہی جلوس میں شرکت کے لیے صبح ہوتے ہی محل کے دروازے پر پہنچ جائیں۔ اور جب جلوس بازار سے گزرے تو ہر دوکان اور مکان کی چھت پر جمع ہونے والی عورتیں شاہی سواری پر پھول نچھاور کریں۔ لیکن جب یہ جلوس محل سے باہر نکلا تو شہر کی تمام سڑکیں اور بازار سنسان نظر آتے تھے۔ عمائدین سلطنت جو بادشاہ اور ملکہ کی بگھی کے آگے جُتے ہوئے تھے اس غیر متوقع صورتِ حالات سے بے حد پریشان تھے۔ جب جلوس بڑے بازار کے وسط میں پہنچا تو دونوں طرف کے مکانوں کی چھتوں سے پھولوں کی بجائے انڈوں اور ٹماٹروں کی بارش ہونے لگی۔ ایک ٹماٹر ملکہ کے سر پر لگا۔ بادشاہ سلامت نے پریشان ہو کر ایک چھت کی طرف دیکھا تو تین ٹماٹر یکے بعد دیگرے ان کے منہ پر آ لگے۔ ملکہ اور بادشاہ نے مخمل کی دو گدیاں اٹھا کر اپنے سروں پر ڈال لیں۔ لیکن باقی لوگوں، خاص کر بگھی میں جُتے ہوئے حضرات کا بُرا حال تھا۔ انھیں مجبوراً آہستہ آہستہ چلنے کی بجائے تیزی سے بھاگنا پڑا۔ تھوڑی دیر بعد پولیس کے دستے آس پاس کے مکانوں پر پہنچ چکے تھے اور انڈوں کی بارش بند ہو گئی۔ لیکن چند قدم بھاگنے کے بعد وزراء اور نیشنل اسمبلی کے معزز ارکان بُری طرح ہانپ رہے تھے۔ جلوس کسی اور حادثے کا سامنا کیے بغیر شاہی قبرستان میں داخل ہوا۔ بادشاہ اور ملکہ بگھی سے اترے اور عمائدین سلطنت اپنے رومال نکال کر ان کی قبائیں صاف کرنے لگے۔ کنگ سائمن نے سابق حکمران، اور ملکہ وائٹ روز نے سابق ملکہ کی قبروں پر پھولوں کی چادریں چڑھائیں۔

اس کے بعد بازار کے واقعات پر تبصرہ ہونے لگا۔ وزیر اعظم شو شلنگ کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں اور وہ سراپا التجا بن کر یہ کہہ رہا تھا "عالی جاہ! شہر کے

لوگ لاکھوں کی تعداد میں آپ کے جلوس میں حصہ لینے کے لیے بیقرار تھے۔ انھوں نے آپ کے راستے میں تین سو شاندار دروازے بنائے تھے۔ لیکن عین موقع پر لوگ بھی غائب تھے اور پھاٹک بھی۔ حضور میرا جی چاہتا ہے کہ میں خودکشی کر لوں۔ میرے تمام وزراء اور نیشنل اسمبلی کے ارکان خودکشی کے ارادے کر رہے ہیں۔ ہماری اس سے زیادہ توہین اور کیا ہو سکتی ہے۔ اگر یہ لوگ تمام جزیرے کے انڈے اور ٹماٹر جمع کر کے آپ کے اس غلام پر چاند ماری کرتے تو مجھے اس کی قطعاً پروا نہ ہوتی۔ لیکن آپ کے ساتھ یہ گستاخی میرے لیے ناقابل برداشت ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کالے جزیرے کے سینکڑوں جاسوس یہاں سرگرم عمل ہیں اور انھوں نے راتوں رات آپ کی رعایا کو مشتعل کر دیا ہے۔"

باقی وزراء اور نیشنل اسمبلی کے کئی ارکان وزیر اعظم کی ہاں میں ہاں ملانے لگے "حضور وزیر اعظم بالکل درست کہہ رہے ہیں۔ اس سازش میں یقیناً کالے جزیرے کی حکومت کا ہاتھ ہے۔"

یہ باتیں سن کر کانچو مانچو کا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا اور اس نے کہا "عالی جاہ! یہ سب بکواس کرتے ہیں۔ کالے جزیرے کے عوام اور کالے جزیرے کی حکومت آپ کو اپنا بہترین دوست سمجھتے ہیں۔ میں آج صبح کالے جزیرے کے وزیر اعظم کا نشری پیغام سن چکا ہوں۔ انھوں نے آپ کو مبارکباد دینے کے بعد یہ دعا کی ہے کہ حضور کو کم از کم ایک ہزار برس اور زندہ رہنا چاہیے۔ انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر سفید جزیرے کی رائے عامہ میرے خلاف نہ ہوتی تو میں بذات خود یہاں آ کر اس مبارک دن کی تقریبات میں حصہ لیتا۔ یہ سارا قصور ان لوگوں کا ہے جنھوں نے عوام سے داد و تحسین حاصل کرنے کے شوق میں انھیں خالص راشن مہیا کرنے کی غلطی کی ہے۔"

کنگ سامئن نے جواب طلب نگاہوں سے وزیر اعظم کی طرف دیکھا اُدھر اس نے گھگھیا کر کہا "یور میجسٹی خالص آٹا تقسیم کرنے کا حکم آپ ہی نے دیا تھا"۔

کاپخو ماپخو بولا "لیکن ہز میجسٹی نے صرف آج کے لیے یہ حکم دیا تھا اور تم لوگوں نے پرسوں سے ہی یہ تقسیم شروع کر دی تھی اور تمھارے فیصلے کے مطابق ابھی چار دن اور لوگوں کو خالص راشن ملے گا۔ آج کے حالات دیکھنے کے بعد میرا اندازہ ہے کہ سات دن خالص آٹا کھانے کے بعد یہ لوگ شاہی محل پر بھی دھاوا بولنے سے دریغ نہیں کریں گے"۔

وزیر اعظم سراسیمہ ہو کر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھنے لگا اور پھر بادشاہ کی طرف متوجہ ہو کر بولا "یور میجسٹی اگر آپ کو میری وفاداری پر شبہ ہے تو میں ہر انڈے اور ٹماٹر کے بدلے ایک درجن جوتے کھانے کے لیے تیار ہوں"۔

کنگ سامئن نے جواب دیا "تمھاری وفاداری کا امتحان بعد میں لیا جائے گا۔ اس وقت ہم یہ چاہتے ہیں کہ خالص راشن کی تقسیم فوراً بند کر دی جائے"۔

سوسلنگ نے فاتحانہ انداز سے اِدھر اُدھر دیکھا اور کہا "عالی جاہ! آپ کے حکم کی تعمیل کی جائے گی"۔

کنگ سامئن نے کہا "اب ہم اس راستے محل کی طرف واپس نہیں جانا چاہتے"۔

وزیر اعظم بولا "یور میجسٹی آپ کو دوبارہ اس راستے جانے کی قطعاً ضرورت نہیں۔ شاہی محل کے پچھلے حصے کی ایک دیوار شاہی قبرستان کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ آپ اگر سیڑھی کے ذریعے دیوار عبور کرنا پسند نہ کریں تو چند منٹ میں ایک دروازہ نکالا جا سکتا ہے"۔

بادشاہ نے کہا "دروازہ نکالنے کی ضرورت نہیں ہم سیڑھی کے ذریعے اندر چلے جائیں گے"۔

(۲)

کنگ سامئن ڈے کی باقی تمام تقریبات شاہی محل کے اندر منائی گئیں۔ اور مجھے اس بات پر ہمیشہ فخر رہے گا کہ میرے سوا کوئی غیر ملکی اخبار نویس وہاں موجود نہ تھا پروگرام کے مطابق شاہی باغ میں ایک کشادہ شامیانے کے نیچے رقص و سرود کی محفل منعقد ہوئی۔ ناچ اور گانے کا یہ پروگرام بڑی محنت سے تیار کیا گیا تھا لیکن بادشاہ اور ملکہ اس پروگرام میں دلچسپی لینے کے موڈ میں نہ تھے۔ وہ انڈوں اور ٹماٹروں سے داغدار قبائیں تبدیل کر چکے تھے لیکن بازار کے واقعات کی یاد ابھی تک ان کے دل پر تازہ تھی۔ اس محفل میں مجھے چند یورپین دکھائی دیے۔ گزشتہ ایک سال سے سفید جزیرے میں مغربی ممالک کے سیاحوں کا داخلہ مکمل طور پر بند تھا۔ یہاں تک کہ ہوائی جہازوں پر سفر کرنے والے جو امریکن، یورپین، چینی، جاپانی یا روسی مسافر تھوڑی دیر کے لیے سفید جزیرے کے ہوائی اڈے پر قیام کرتے تھے انھیں بھی کسی شہر یا بستی میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ملتی تھی۔ میں نے وزیر تقریبات سے ان سفید فام مہمانوں کے متعلق استفسار کیا تو اس نے بتایا کہ یہ لوگ ہز میجسٹی کا طبی معائنہ کرنے کے لیے آئے ہیں۔ ان میں سے ایک جرمنی ایک روس اور دو انگلستان کے مشہور و معروف ڈاکٹر ہیں سنہری بالوں اور نیلی آنکھوں والی نوعمر لڑکی ایک فرانسیسی نرس ہے بین الاقوامی شہرت کے یہ ڈاکٹر ہز میجسٹی کا طبی معائنہ کرنے کے بعد انھیں یہ بتائیں گے کہ زمین کی آب و ہوا کا ان کے ذہنی اور جسمانی قویٰ پر کیا اثر پڑا ہے"۔

میں نے کہا "مجھے تو ہز میجسٹی پہلے کی نسبت زیادہ صحت مند معلوم ہوتے ہیں"۔

وزیر تقریبات نے اِدھر اُدھر دیکھنے کے بعد میرے کان میں کہا "میرا بھی یہی خیال ہے لیکن ملکہ عالیہ یہ محسوس کر رہی تھیں کہ زمین کی آب و ہوا میں زیادہ کام

کرنے کے باعث ہز میجسٹی کی صحت خراب ہو رہی ہے۔ اپنی سالگرہ کی تقریبات سے فارغ ہونے کے بعد ہز میجسٹی ان ڈاکٹروں سے معائنہ کروائیں گے۔"

میں نے وزیر تقریبات سے باقی دو آدمیوں کے متعلق پوچھا اور اس نے جواب دیا کہ یہ دونوں امریکی سائنسدان ہیں۔ یہ سائنسدان بادشاہ سلامت کے لیے اپنی حکومت کی طرف سے ایک دوربین کا تحفہ لے کر آئے ہیں۔ آج رات تقریبات سے فارغ ہونے کے بعد ہز میجسٹی اس دوربین کی مدد سے اپنے وطنِ عزیز یعنی مریخ کا مشاہدہ فرمائیں گے۔"

(۳)

محل میں جمع ہونے والے مہمانوں کے ساتھ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد ہز میجسٹی اور ملکہ عالیہ چند گھنٹے آرام کرنے کے لیے اپنی خواب گاہ میں تشریف لے گئے۔ چار بجے ان کا دربار منعقد ہوا۔ ہز میجسٹی نے معزز مہمانوں کو مختلف خطابات سے نوازنے کے بعد انھیں اسمگلنگ اور ذخیرہ اندوزی کے اجازت نامے اور درآمدی اور برآمدی لائسنس عنایت فرمائے۔ اس کے بعد ملکہ، بادشاہ اور ان کے مہمان کشادہ شامیانے کے نیچے جمع ہو کر بازیگروں کے کرتب دیکھنے لگے۔

شام کے وقت جاپانی آتش بازوں نے اپنے کمالات کا شاندار مظاہرہ کیا۔ ہز میجسٹی کا موڈ بدل چکا تھا اور وہ اپنے یورپین مہمانوں بالخصوص سنہری بالوں اور نیلی آنکھوں والی فرانسیسی نرس کے ساتھ ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے۔ لیکن آتشبازی کے دوران میں ایک عجیب حادثہ پیش آیا۔ یہ حادثہ جس قدر غیر متوقع تھا اسی قدر دلچسپ تھا۔ جاپانی آتشباز نے ایک بڑی ہوائی چلائی جو آگ کے شعلے پھینکتی ہوئی فضا میں غائب ہو گئی۔ پھر اس ہوائی کے پھٹنے سے ایک زبردست دھماکے کی

آواز سنائی دی اور کئی چھوٹے چھوٹے گولے فضا کو مختلف رنگوں کی روشنی سے چکاچوند کرتے ہوئے اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے۔ زمین سے تھوڑی دور یہ گولے پھٹنے لگے۔ ایک گولا تماشائیوں سے بالکل قریب آکر پھٹا اور وہ گرتے ہوئے انگاروں سے بچنے کے لیے اِدھر اُدھر بھاگنے لگے۔ آتشباز نے لاؤڈ سپیکر پر بلند آواز میں کہا معزز حضرات آپ اطمینان سے بیٹھے رہیں یہ انگارے نہیں بلکہ ایک بے ضرر سا چمکدار کیمیائی مرکب ہے۔

لیکن کنگ سالمن جو ہوائی کا دھماکا سنتے ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اپنی قبا پر انگاروں کی بارش دیکھ کر پوری رفتار سے بھاگا اور اپنے پیچھے تماشائیوں کی کرسیاں پھاندتا ہوا ایک درخت پر جا چڑھا۔ حاضرین اس حرکت کو اپنے بادشاہ کی زندہ دلی سے تعبیر کر کے قہقہے لگا رہے تھے۔ ان کے پر زور مطالبہ پر آتشباز نے روشنی کے چند گولے پھینکے اور فضا چکاچوند ہو گئی۔ کنگ سالمن درخت کی ایک شاخ کے ساتھ چمٹا ہوا بری طرح کانپ رہا تھا۔ آتشباز بدستور روشنی کے گولے پھینکتا رہا اور تماشائی کنگ سالمن کی طرف دیکھ کر قہقہے لگاتے رہے۔ ہز میجسٹی نے چند ثانیے انتہائی عاجزی کے ساتھ دانت نکال کر تماشائیوں کی طرف دیکھا اور پھر ایک بندر کی سی پھرتی کے ساتھ درخت کی چوٹی کا رخ کرنے لگا۔ ملکہ روز پریشان ہو کر اپنی کرسی سے اٹھیں اور مائیکروفون کے قریب جا کر بلند آواز میں بولیں "یہ مریخ کا رواج ہے۔ ہز میجسٹی یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ تم میں سے کوئی انھیں چھو سکتا ہے یا نہیں۔"

اس اعلان کے بعد وزراء اور نیشنل اسمبلی کے ارکان کے لیے ہز میجسٹی کو ہاتھ لگانا زندگی اور موت کا مسئلہ بن چکا تھا۔ وہ بے تحاشا درخت کی طرف بھاگنے لگے پولیس نے آن کی آن میں سرچ لائٹ کا انتظام کر دیا۔ درخت پر قسمت آزمائی کرنے

والے اکابر میں سے بیشتر بڑی عمر کے لوگ تھے اور وہ چاروں طرف پھیلی ہوئی شاخوں پر چڑھنے کی ناکام کوششوں کے بعد مایوس ہو گئے۔ چند چھریرے بدن کے ادھیڑ عمر آدمی بیس پچیس فٹ اوپر چلے گئے۔ لیکن اس کے بعد درخت کے تنے کے ساتھ لپٹ کر آگے بڑھنے کے لیے ان کی ہمّت جواب دے گئی۔ وزیرِ اعظم شوشلنگ ابھی تک حسرت کے عالم میں درخت کی ایک شاخ تھامے کھڑا تھا۔ اس کی مشکل حل کرنے کے لیے پولیس نے فائر بریگیڈ کو بلا لیا اور انھوں نے درخت کی چوٹی تک ایک بلند سیڑھی کھڑی کر دی۔ اب تمام وزراء اور نیشنل اسمبلی کے ارکان اس سیڑھی پر چڑھنے کے لیے بے تاب نظر آتے تھے اور اس مسئلہ پر گرماگرم بحث ہو رہی تھی کہ ہز میجسٹی کو چھونے کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے ملکہ نے مداخلت کی اور وزیرِ اعظم کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ وزیرِ اعظم ہانپتا کانپتا اور لرزتا ہوا سیڑھی پر چڑھنے لگا۔ جب وہ چوٹی کے قریب پہنچا تو نیچے سے مبارک مبارک کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ اچانک وزیرِ اعظم کے منہ سے ایک چیخ نکلی اور وہ تیزی سے نیچے اترنے لگا۔ نیچے سے آوازیں آنے لگیں "کیا ہوا؟"

وزیرِ اعظم نے سراپا فریاد بن کر کہا "ہز میجسٹی کاٹتے ہیں"

جب وہ نیچے پہنچا تو میں نے دیکھا کہ اس کے کان سے خون بہہ رہا ہے اور ایک گال پر خراشیں آگئی ہیں۔ ملکہ آگے بڑھی تو وزیرِ اعظم نے اپنا زخمی کان اور گال سہلاتے ہوئے التجا کی "یور میجسٹی آپ اوپر نہ جائیں۔ بادشاہ سلامت مریخ کے اس کھیل میں دانت بھی استعمال فرماتے ہیں اور ناخن بھی۔ اس لیے انھیں چھونے کے لیے کسی مضبوط آدمی کو بھیجیے۔"

اس عرصہ میں نیشنل اسمبلی کے تین ارکان بڑی تیز رفتاری کے ساتھ سیڑھی پر چڑھ رہے تھے اور ملکہ دم بخود ہو کر چوٹی کی طرف دیکھنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد اوپر سے

یہ آوازیں سنائی دے رہی تھیں "یور میجسٹی میری ناک چھوڑ دیجیے۔ کان پر نہ کاٹیے عالی جاہ، میرا بازو حاضر ہے۔"

"بھئی خدا کے لیے تم ایک طرف ہٹ جاؤ اور مجھے اترنے دو۔"

"عالی جاہ میری ناک چھوڑ دیجیے۔ بھئی مجھے آگے جانے دو۔ دیکھو تم نے میرے کندھے پر پاؤں رکھ دیا ہے۔"

پھر تھوڑی دیر بعد وہ تینوں نیچے اتر کر یکے بعد دیگرے ملکۂ عالیہ کو اپنے زخم دکھا رہے تھے۔ ایک کے گلے کے قریب خراش تھی۔ دوسرے کی ناک سوجی ہوئی تھی۔ تیسرے کی قمیص پھٹی ہوئی تھی اور وہ اپنے سینے پر خراشیں دکھا رہا تھا۔ یورپین ڈاکٹر آپس میں سرگوشیاں کر رہے تھے۔ ملکہ عالیہ نے اعلان کیا۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہز میجسٹی میرا امتحان لینا چاہتے ہیں۔ پھر وہ سیڑھی پر چڑھنے لگی۔ چند منٹ بعد ملکہ صاحبہ چیختی چلاتی نیچے تشریف لائیں۔ ان کے سر کے بال بری طرح بکھرے ہوئے تھے۔ چہرے پر متعدد خراشیں تھی اور کلائی سے خون بہہ رہا تھا۔

جرمنی کے ڈاکٹر نے آگے بڑھ کر کہا "ملکہ عالیہ ہمیں مریخ کے اس کھیل کی سمجھ نہیں آئی۔"

ملکہ نے ذرا برہم ہو کر کہا "اگر سمجھ نہیں آئی تو ذرا اوپر تشریف لے جائیے۔ خدا کے لیے ان کا کوئی علاج کیجیے۔ زمین کی آب و ہوا نے ان کے اعصاب پر بہت بُرا اثر ڈالا ہے۔ کبھی کبھی یہ کسی کو نہیں پہچانتے۔ بعض اوقات ذرا سا شور بھی انھیں بدحواس کر دیتا ہے۔"

ڈاکٹر نے پوچھا "آپ نے کبھی پہلے بھی انھیں درخت پر چڑھتے ہوئے دیکھا ہے؟"

"بالکل نہیں"۔ ملکہ نے جواب دیا "البتہ کبھی کبھی یہ اپنے کمرے میں فانوس

لٹکے ساتھ لٹک کر ورزش کیا کرتے ہیں۔ دو تین مرتبہ میں نے انھیں قالین پر قلابازیاں کھاتے بھی دیکھا ہے۔"

ڈاکٹر نے حیران ہو کر کہا "اس عمر میں ہز میجسٹی کی یہ زندہ دلی حیرت انگیز ہے!"

جب ڈاکٹر صاحبان، ملکہ، وزیر اعظم اور دوسرے صاحبان کے زخموں پر دوائی لگا رہے تھے تو انگریز ڈاکٹر نے ملکہ سے پوچھا "ہز میجسٹی نے آپ کو پہلے بھی کبھی کاٹا ہے؟"

"ہاں ایک بار جب میں نے انھیں فانوس سے اتارنے کی کوشش کی تھی تو انھوں نے میرا انگوٹھا چبا ڈالا تھا!"

انگریز ڈاکٹر نے کہا "میرا یہ مشورہ ہے کہ آتش بازی بند کر دی جائے ورنہ ہز میجسٹی درخت سے اترنا پسند نہیں کریں گے۔"

ملکہ کے حکم سے آتش بازی بند کر دی گئی اور کوئی دس منٹ بعد ہز میجسٹی سیڑھی کے ذریعہ آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگے۔

(۴)

بادشاہ کے نیچے اترتے ہی ملکہ نے جشن کی تقریبات کے اختتام کا اعلان کیا اور مہمان حضرات ہز میجسٹی کنگ سائمن زندہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے وہاں سے چل دیے۔ میں کچھ دیر وہاں کھڑا رہا۔ کنگ سائمن کا چہرہ بے حد زرد تھا اور آنکھوں سے ابھی تک وحشت ٹپک رہی تھی۔ انگریز ڈاکٹر نے آگے بڑھ کر کنگ سائمن کی نبض دیکھنے کی کوشش کی لیکن اس نے اپنا ہاتھ جھٹک کر ڈاکٹر کو پیچھے ہٹا دیا۔

ملکہ وائٹ روز نے کہا "ہز میجسٹی کی طبیعت بہت خراب ہے۔ یہ بہتر

ہوگا کہ آپ اندر چل کر ان کا معائنہ کریں۔"

ملکہ نے آگے بڑھ کر سائمن کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ کسی مزاحمت کے بغیر اس کے ساتھ اپنی قیام گاہ کی طرف چل دیا۔ ڈاکٹر صاحبان ان کے پیچھے ہو لیے اور میں اپنے ہوٹل کی طرف روانہ ہوا۔ شہر کی گلیوں اور بازاروں میں پولیس کے آدمی اور وزراء اور نیشنل اسمبلی کے ارکان کے نوکر جن کی اکثریت ملک بھر کے جرائم پیشہ لوگوں پر مشتمل تھی، موم بتیاں جلا رہے تھے۔ لیکن عوام جنھوں نے کنگ سائمن ڈے کا مکمل بائیکاٹ کیا تھا بدستور اپنے گھروں میں بیٹھے رہے۔

میں نے اپنے کمرے میں پہنچ کر ریڈیو کا سوئچ دبایا تو کنگ سائمن ڈے کی تقریبات کا آنکھوں دیکھا حال نشر ہو رہا تھا۔ میرے لیے نشری تقریر کا آخری حصہ بہت دلچسپ تھا۔ مقرر یہ کہہ رہا تھا:

"ہمیں افسوس ہے کہ شہر کے بعض لوگ ہز میجسٹی کے شاندار جلوس میں شرکت نہیں کر سکے۔ لیکن اس افواہ میں کوئی صداقت نہیں کہ انھوں نے جشن کی تقریبات کا بائیکاٹ کیا تھا۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ جب جلوس نکل رہا تھا۔ بعض لوگ شہر کی مختلف عبادت گاہوں میں جمع ہو کر اور بعض اپنے گھروں میں بیٹھ کر ہز میجسٹی کی صحت اور درازیٔ عمر کی دعائیں مانگ رہے تھے۔ بعض شرپسند یہ مشہور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ شاہی سواری پر ٹماٹر اور انڈے پھینکے گئے تھے۔ لیکن یہ خبریں قطعاً بے بنیاد ہیں۔ بادشاہ اور ملکہ پر پھولوں کے سوا کسی چیز کی بارش نہیں ہوئی۔ آج رات شاہی محل میں ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ ہز میجسٹی اپنی صحت تندرستی اور زندہ دلی کا ثبوت دینے کے لیے اچانک ایک بلند درخت پر چڑھ گئے۔ وزیر اعظم اور ان کے چند رفقا نے بھی اس دلچسپ کھیل میں حصہ لینے کی کوشش کی لیکن انھیں اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑا کہ اہلِ زمین کسی میدان میں بھی مریخ کے باشندوں کا مقابلہ

نہیں کر سکتے۔"

میرے دل میں یہ شبہ پیدا ہو چکا تھا کہ کنگ سائمن کسی دماغی عارضہ میں مبتلا ہیں لیکن اگلے دن میں نے وزیر اعظم سے ملاقات کر کے کنگ سائمن کا حال پوچھا تو انھوں نے بڑے وثوق کے ساتھ یہ کہا کہ کنگ سائمن بالکل ٹھیک ہیں۔ ڈاکٹروں نے ان کا طبی معائنہ کرنے کے بعد یہ رپورٹ دی ہے کہ ان کی صحت قابل رشک ہے۔ اور اگر کوئی غیر معمولی حادثہ پیش نہ آیا تو کم از کم پچاس ساٹھ برس اور زندہ رہیں گے۔ میں وزیر اعظم کی باتوں سے مطمئن نہیں ہوا اور اگلے دن اپنے پرانے دوست گاؤشنک کے پاس پہنچا۔ انھوں نے یہ اعتراف کیا کہ کنگ سائمن کی صحت کے بارے میں انتہائی رازداری سے کام لیا جا رہا ہے اور مجھے انتہائی کوشش کے باوجود ان کی مزاج پرسی کا موقع نہیں ملا۔ میرے نزدیک درخت پر چڑھنا کوئی غیر معمولی واقعہ نہیں۔ لیکن کنگ سائمن کی عمر کے آدمی کی یہ پھرتی میرے لیے حیرت انگیز ہے۔"

میں نے کہا۔ "درخت پر چڑھنا اتنی عجیب بات نہیں۔ لیکن یہ منہ نوچنے اور کاٹنے والی بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔"

"یہ مریخ کا کوئی دلچسپ کھیل ہے۔ میں نے ہز میجسٹی کو خوش کرنے کی ایک تجویز سوچی ہے۔"

میں نے پوچھا۔ "وہ کیا ہے؟"

گاؤشنک نے جواب دیا۔ "میں نیشنل اسمبلی کے سامنے یہ تجویز پیش کروں گا کہ ملک کے طلبہ کے لیے درخت پر چڑھنے کی تربیت حاصل کرنا لازم قرار دیا جائے۔"

(۵)

تیسرے دن میں سفید جزیرے کو خیر باد کہہ رہا تھا۔ ہوائی جہاز پر سوار ہونے کے بعد مجھے اس جزیرے کی ہر بات ایک خواب معلوم ہوتی تھی۔ مجھے اب بھی اس بات پر یقین نہیں آتا کہ مہذب دنیا میں کنگ سائمن کی دلچسپ شخصیت کے متعلق میری رپورٹ صحیح تسلیم کی جائے گی۔ لیکن میں قارئین کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے اپنی رپورٹ میں قطعاً کوئی مبالغہ آرائی نہیں کی۔ میرے لیے ان سوالات کا جواب دینا بہت مشکل ہے کہ کنگ سائمن کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ لیکن ایک بات یقینی ہے کہ وہ اسی دنیا کا باشندہ ہے۔ میں اس کے ساتھ کئی بار ملاقات کر چکا ہوں۔ کئی بار کھانا کھا چکا ہوں۔ اس کی شکل و صورت اس دنیا کے عام انسانوں سے مختلف نہیں۔ اگر اس کی کوئی بات انوکھی ہے تو وہ یہ ہے کہ وہ بے پناہ تخریبی صلاحیتوں کا مالک ہے۔ وہ اتنا ذہین ہے کہ اس کی انتہائی مضحکہ خیز باتیں بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتیں۔ اپنی بے بس رعایا کے لیے نئے نئے مسائل اور نئی نئی الجھنیں پیدا کرنے میں اس نے نو آبادیاتی دور کے فرنگی حکمرانوں کو مات کر دیا ہے۔

"کنگ سائمن کیا چاہتا ہے؟" میں انتہائی غور و فکر کے بعد بھی اس سوال کا جواب معلوم نہیں کر سکا۔ اگر میں چند مہینے اور وہاں ٹھہر سکتا تو شاید اس سوال کا کوئی معقول جواب میری سمجھ میں آ جاتا۔ لیکن میں واپس آ گیا ہوں اور مجھے یقین نہیں کہ اس رپورٹ کی اشاعت کے بعد مجھے یا کسی اور غیر ملکی اخبار نویس کو سفید جزیرے میں پاؤں رکھنے کی اجازت مل سکے گی۔ کنگ سائمن بلاشبہ دنیا کا ایک نیا عجوبہ ہے۔ مجھے اس بات پر ہمیشہ فخر رہے گا کہ میں وہ پہلا غیر ملکی اخبار نویس ہوں جس نے اس پُراسرار شخصیت کو قریب سے دیکھا ہے۔ سفید جزیرہ ایک چھوٹا سا ملک

ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اگر کنگ سائمن کچھ عرصہ اور اس جزیرے پر حکمران رہا تو اس جزیرے کے عوام غربت جہالت اور ذہنی انتشار کے وہ تمام ریکارڈ توڑ ڈالیں گے۔ جو گزشتہ صدیوں میں فرزندانِ آدم نے کسی انتہائی پسماندہ ملک میں قائم کیے ہیں۔ ایک سال کے ناقابلِ یقین مشاہدات کے بعد اپنے ملک میں پہنچ کر میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میں ایک وسیع پاگل خانے سے بھاگ آیا ہوں۔"

یہاں پر جاپانی اخبار نویس کی رپورٹ ختم ہوتی ہے۔ اب ہم سفید جزیرے کے ان واقعات کی طرف متوجہ ہوں گے جو ہز میجسٹی کنگ سائمن کی مسند نشینی کے دوسرے سال پیش آئے۔

نادام لوٹرا

کنگ سائمن شاہی محل کے ایک کمرے میں اپنے بستر پر آنکھیں بند کیے لیٹا تھا اس کے سر پر سفید پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ بستر کے ساتھ ایک تپائی پر دوائیوں کی چند شیشیاں اور ایک کتاب پڑی ہوئی تھی۔ اور میز کے قریب ایک آرام کرسی پر یورپین نرس سو رہی تھی۔ کنگ سائمن نے اچانک آنکھیں کھول کر اِدھر اُدھر دیکھا اور اس کی نگاہیں نرس کے چہرے پر مرکوز ہو گئیں وہ بستر سے اُٹھ کر بیٹھ گیا تھوڑی دیر بعد وہ ذرا آگے کھسک کر نرس کی کرسی کے قریب ہو گیا۔ اور اُس کے سُنہرے بالوں پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

نرس نے اچانک آنکھیں کھولیں اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

سائمن۔ (قدرے کھسیانا ہو کر) کیا بات ہے تم ڈر گئیں؟

نرس۔ یور میجسٹی میں سو گئی تھی اور مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ جاگ رہے ہیں۔ اب آپ کی طبیعت کیسی ہے؟

سائمن۔ مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ میں ٹھیک ہو رہا ہوں۔

نرس۔ میں آپ کا مطلب نہیں سمجھی۔

Scanned by iqbalmt

سالمن ۔ مجھے ڈر ہے کہ تندرست ہوتے ہی میں تمہاری تیمارداری سے محروم ہو جاؤں گا۔

نرس ۔ یور میجسٹی آہستہ بات کیجیے۔ ڈاکٹروں کی ہدایت ہے کہ آپ کو چند دن اونچی بلند آواز سے بات نہیں کرنی چاہیے۔

سالمن ۔ لیکن ڈاکٹر اس وقت مہمانخانے میں سو رہے ہوں گے۔ وہ میری باتیں نہیں سُن سکتے۔

نرس ۔ لیکن ملکہ برابر کے کمرے میں سو رہی ہے اور وہ ہماری باتیں سن سکتی ہے۔

سالمن ۔ تم ملکہ سے ڈرتی ہو؟

نرس ۔ جی ہاں۔ ملکہ سے ڈرنے کی وجوہات کافی معقول ہیں۔ انھوں نے پرسوں مجھے دھمکی دی تھی کہ اگر میں نے آپ کو ایک مریض کی حدود سے تجاوز کرنے کی اجازت دی تو مجھے چوہوں کے آگے ڈال دیا جائے گا۔ اور میرے بال کھینچتے وقت آپ ایک مریض کی حدود سے تجاوز فرما چکے ہیں۔ آپ اطمینان سے اپنے بستر پر لیٹ جائیں ورنہ میں یہاں سے چلی جاؤں گی۔

سالمن ۔ تم ملکہ سے اس قدر ڈرتی ہو؟

نرس ۔ نہیں جناب میں چوہوں سے ڈرتی ہوں۔ ہر میجسٹی نے مجھے پوری تفصیل سے یہ بتایا تھا کہ بھوکے چوہے ایک انسان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔

سالمن ۔ تمہارا نام کیا ہے؟

نرس ۔ میرا نام لوئزا ہے اور میں شاید پہلے بھی دو تین مرتبہ بتا چکی ہوں۔

سالمن ۔ اس وقت میں ہوش میں نہیں ہونگا لیکن اب مجھے مرتے دم تک یہ نام نہیں بھولے گا۔

لوئزا ۔ اس سے کیا فائدہ ہوگا۔ کل آپ کی پٹیاں کھول دی جائیں گی اور اگلے دن

میں ڈاکٹروں کے ساتھ واپس چلی جاؤں گی

سالمن ۔ تم نہیں جاؤ گی لوئزا تم ہمیشہ میرے پاس رہو گی

نرس ۔ لیکن یہاں میرا کام ختم ہو چکا ہے۔

سالمن ۔ نہیں نہیں یہاں تمہارا کام ختم نہیں ہوا۔ اگر تمہیں روکنے کے لیے میری کوئی اور تدبیر کارگر نہ ہوئی تو میں دوبارہ درخت پر چڑھ جاؤں گا اور تمہارے سوا مجھے وہاں سے کوئی نہ اتار سکے گا۔

لوئزا ۔ جناب ڈاکٹروں کی یہ متفقہ رائے ہے کہ اب آپ کو چند سال اس بیماری کا دورہ نہیں پڑے گا۔ اور بیماری کے بغیر آپ اس عمر میں درخت پر نہیں چڑھ سکتے۔

سالمن ۔ تو پھر مجھے کوئی اور بہانہ سوچنا پڑے گا۔

لوئزا ۔ اگر آپ بُرا نہ مانیں تو میں یہ کہوں گی کہ ملکہ آپ سے زیادہ ہوشیار ہیں۔ آپ مجھے یہاں ٹھہرانے کے لیے ایک حیلہ تلاش کریں گے اور وہ سو حیلوں سے مجھے یہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دیں گی۔

سالمن ۔ میں ملکہ کے سامنے اس قدر بے بس نہیں ہوں۔ میں بادشاہ ہوں۔ لوئزا میں تمہیں ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ ملکہ کو میری خواہشات کا احترام کرنا پڑے گا۔ ورنہ . . . . .

لوئزا ۔ ورنہ کیا؟

سالمن ۔ ورنہ ملکہ کو کسی دور افتادہ ملک میں سفیر کا عہدہ قبول کرنا پڑے گا۔

لوئزا ۔ مجھے آپ سے ڈر لگتا ہے۔ اس دن آپ نے ملکہ کا منہ نوچ ڈالا تھا۔

سالمن ۔ مجھے یقین نہیں کہ میں ایسی حرکت کر سکتا ہوں۔ ڈاکٹر نے تمہیں بتایا ہے کہ مجھے کیا بیماری ہے؟

Scanned by iqbalmt

لوئزا - ڈاکٹروں کو آپ کے سر کا اپریشن کرتے وقت بھی آپ کی بیماری کا صحیح علم نہ تھا
لیکن ملکہ نے جرمن ڈاکٹر کے کان میں کچھ کہا تھا۔

سالمن - کیا کہا تھا؟

لوئزا - میں آپ کو نہیں بتا سکتی۔

سالمن - میں تمھیں حکم دیتا ہوں۔

لوئزا - بہت اچھا میں بتا دیتی ہوں لیکن آپ ملکہ سے اس کا ذکر نہ کریں۔ انھوں نے
یہ کہا تھا کہ آپ کو کسی زمانے میں کوئی حادثہ پیش آیا تھا اور آپ کے دماغ
میں بندر کے غدود ڈالے گئے تھے۔

سالمن (قدرے توقف کے بعد) لوئزا ڈارلنگ مجھے معلوم نہیں کہ یہ بات کہاں تک
درست ہے۔ ایک حادثے میں زخمی ہونے کے بعد میرا اپریشن ضرور ہوا تھا
لیکن میں تمھیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر میں سو فیصدی بندر ہوتا تو بھی تمھیں مجھ سے کوئی
خطرہ محسوس نہیں کرنا چاہیے۔

لوئزا - لیکن میں ملکہ سے ڈرتی ہوں۔

سالمن - اگر مجھے اس دن یہ معلوم ہوتا کہ ملکہ تمھیں اس قدر پریشان کرے گی تو میں
اس کا منہ نوچنے پر اکتفا کرتا۔

لوئزا - تو آپ کیا کرتے؟

سالمن - میں اسے سیڑھی سمیت نیچے پھینک دیتا۔

لوئزا - لیکن رعایا آپ کے خلاف ہو جاتی۔

سالمن - رعایا ہم دونوں سے یکساں نفرت کرتی ہے۔ لوئزا میرے ساتھ وعدہ کرو
کہ اگر میں تمھاری حفاظت کا تسلی بخش انتظام کر دوں اور تمھیں اپنی سلطنت
میں وہ تمام حقوق دلوا دوں جو ایک ملکہ کو حاصل ہوتے ہیں تو تم یہاں سے نہیں جاؤ گی۔

لوئزا - مجھے یہ حق حاصل ہوگا کہ جب میں ملکہ سے خفا ہو جاؤں تو اُسے چوہوں
کے آگے ڈال دوں؟

سالمن - ہاں لوئزا تمھیں اس بات کا پورا اختیار ہوگا اور صرف اسی بات کا نہیں بلکہ
کبھی اگر تمھارا موڈ خراب ہو جائے تو میں تمھیں ساری رعایا کو چوہوں کے
آگے ڈالنے کی اجازت دے دوں گا۔

لوئزا (ہنستے ہوئے) لیکن اتنے چوہے کہاں سے آئیں گے؟

سالمن - میں اس ملک کی تمام دولت باہر کے ممالک سے چوہے برآمد کرنے
کے لیے وقف کر دوں گا۔

لوئزا - مجھے یقین ہے کہ اس بات کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ آپ کی رعایا
کو ہڑپ کرنے کے لیے آپ کے وزراء کافی ہیں۔ یور میجسٹی
میں ایک اور خطرہ محسوس کرتی ہوں۔

سالمن - وہ کیا؟

لوئزا - آپ کی سلطنت میں اتنی بھوک اور اس قدر بے اطمینانی ہے کہ میں ہر
وقت کسی خطرناک انقلاب کا خطرہ محسوس کرتی ہوں۔ عوام آپ کے خلاف
متحد ہو چکے ہیں۔ اور چند وزراء جن کے بل بوتے پر آپ اپنا اقتدار قائم
رکھنا چاہتے ہیں زیادہ دیر اس طوفان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔

سالمن - تم نے میری صلاحیتوں کا غلط اندازہ لگایا ہے۔ میں ہر وقت اس طوفان کا
رُخ دوسری طرف پھیر سکتا ہوں۔ میں ہر وقت یہ اعلان کرنے کی پوزیشن
میں ہوں کہ ان وزراء نے میری اور میری رعایا کی توقعات پوری نہیں کیں اس
لیے انھیں ڈسمس کیا جاتا ہے۔ پھر تم دیکھو گی کہ عوام مجھے اپنا نجات دہندہ
سمجھیں گے اور کنگ سالمن زندہ باد کے نعرے لگائیں گے۔ پھر میں نئی وزارت

کی تشکیل کروں گا۔ جس کا مقصد موجودہ تمام برائیوں کو اپنی انتہا تک پہنچانے کے علاوہ یہ بھی ہوگا کہ عوام کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا جائے۔

لوئزا۔ یور میجسٹی یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ اگر نئی وزارت موجودہ وزارت سے بھی زیادہ ذلیل ثابت ہوئی تو عوام میں لازماً اس کے خلاف زیادہ اتحاد پیدا ہوگا۔

سالمن (میز سے کتاب اٹھا کر لوئزا کو دیتے ہوئے) تمھیں معلوم نہیں میں کیا کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھو یہ اس ملک کی تاریخ ہے۔ اور میں بیماری کے دوران میں اس کا ایک ایک لفظ ذہن نشین کر چکا ہوں۔ اس کتاب میں بار بار ان پندرہ مفاد پرست اور ابن الوقت خاندانوں کا ذکر آتا ہے جو بگڑے ہوئے حالات میں اجنبی حکمرانوں کے اقتدار کے لیے آخری سہارا ہوا کرتے تھے۔ یہ جزیرہ ساٹھ ستر سال قبل انگریزوں کے قبضے میں تھا۔ اور انگریزوں سے پہلے چند سال کے لیے یہاں کالے جزیرے کے باشندوں کی حکومت تھی اور ان سے پہلے یہاں کئی اور ممالک اپنی فتوحات کے جھنڈے گاڑ چکے ہیں۔ اور یہ پندرہ خاندان ہر بیرونی حملہ آور کا راستہ صاف کرتے رہے ہیں۔ انگریزوں نے ان خاندانوں کو بڑی بڑی جاگیریں اور عہدے دیے تھے لیکن آزادی کے بعد یہ لوگ سب کچھ کھو چکے ہیں۔ میں ان مُردوں کو قبرستان سے نکال کر دوبارہ اس قوم پر مسلط کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میرے لیے یہ لوگ ان جرائم پیشہ وزیروں سے زیادہ کارآمد ثابت ہوں گے۔ عوام کے اتحاد کے امکانات ختم کرنے کے لیے میں ان لوگوں کو ترغیب دوں گا کہ وہ اس ملک کو دس چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم کرنے کا مطالبہ کریں۔ جب یہ ملک دس حصوں میں تقسیم ہو جائے گا تو ان لوگوں سے ان ریاستوں کے باشندوں میں علاقائی عصبیتیں بھڑکانے کا کام لیا جائے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عوام

دس حصوں میں بٹ جائیں گے۔ جب خانہ جنگی کی نوبت آئے گی تو میں پھر ایک بار عوام کا نجات دہندہ بن کر میدان میں آؤں گا اور عوام کو یہ محسوس کرانے کی کوشش کی جائے گی کہ اب ملک کو اتحاد کی ضرورت ہے۔ اتحاد اور امن کے لیے نئی وزارت کی تشکیل کی جائے گی۔ لوگ مطمئن ہو جائیں گے اور چند سال بخیر و عافیت گزر جائیں گے۔ اس کے بعد اگر کسی مرحلہ پر مجھے عوام میں زندگی کے کوئی آثار دکھائی دیے تو کسی اور تجویز پر عمل کیا جائے گا۔ ہو سکتا ہے کہ مجھے ان کے لیے چوہوں کی فوج درآمد کرنی پڑے۔

(۲)

برابر کے کمرے سے ملکہ واشٹ روز کی آواز سنائی دی "لوئزا! لوئزا! تم کیا کر رہی ہو؟"

لوئزا۔ کچھ نہیں یور میجسٹی! (بادشاہ کی طرف متوجہ ہو کر سرگوشی کے انداز میں) خدا کے لیے آپ لیٹ جائیں۔

ملکہ۔ میں نے ہز میجسٹی کو چوہوں کے متعلق کچھ کہتے سنا ہے۔

لوئزا۔ ملکہ عالیہ ہز میجسٹی نیند کی حالت میں بڑبڑا رہے ہیں (بادشاہ سے) خدا کے لیے لیٹ جائیے۔

(بادشاہ لیٹ جاتا ہے)

ملکہ۔ لوئزا تم میرے کمرے میں آکر لیٹ جاؤ۔

لوئزا۔ بہت اچھا یور میجسٹی!

(لوئزا اٹھتی ہے۔ لیکن سالمن جلدی سے آگے جھک کر اس کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے)

سالمن۔ (سرگوشی کے انداز میں) میرے ساتھ وعدہ کرو کہ تم واپس نہیں جاؤ گی۔

لوئیزا۔ (سہمی ہوئی آواز میں) خدا کے لیے مجھے چھوڑ دو۔

سالمن۔ پہلے وعدہ کرو۔

لوئیزا۔ بہت اچھا میں وعدہ کرتی ہوں۔

ملکہ۔ کیا بات ہے لوئیزا؟

لوئیزا۔ (بدحواس ہوکر) ہز میجسٹی اٹھ کر بیٹھ گئے ہیں۔

(برابر کے کمرے کا دروازہ کھلتا ہے اور ملکہ وائٹ روز جھانک کر اندر دیکھتی ہے۔ سالمن لوئیزا کا ہاتھ چھوڑ دیتا ہے۔ لوئیزا دوسرے دروازے سے باہر نکل جاتی ہے)

روز۔ (آگے بڑھ کر) تمھیں شرم آنی چاہیے۔

سالمن۔ کس بات پر؟

روز۔ تم نے لوئیزا کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔

سالمن۔ (تکیے پر سر رکھتے ہوئے) تم مریخ کے آداب سے واقف نہیں ہو میں اس کے ساتھ مصافحہ کر رہا تھا۔

روز۔ میں نے تمھیں سو بار کہا ہے کہ میرے سامنے مریخ کا ذکر نہ کیا کرو۔ تمھاری کوئی بات مجھ سے پوشیدہ نہیں۔

سالمن۔ (جھنجھلا کر) دیکھو روز اگر تم نے مجھے بار بار چھیڑنے کی کوشش کی تو مجھے پھر اسی بیماری کا دورہ پڑ جائے گا اور اس مرتبہ میں شاہی باغ کے بلند ترین درخت پر چڑھ جاؤں گا۔

روز۔ یہ دھمکیاں مجھ پر اثر انداز نہیں ہوسکتیں۔ ڈاکٹروں نے تمھارے دماغ کا اپریشن کرتے ہوئے ایسی دوائی لگا دی ہے کہ اس دوائی کا اثر کافی دیر رہے گا۔ کم از کم یہاں پر اپنی حکومت کے باقی ایام تمھیں اس بیماری کا کوئی

خطرہ نہیں۔ لیکن ہم دونوں کی بہتری اسی میں ہے کہ ہم جلد از جلد اس جزیرے کو خیرباد کہہ دیں۔

سالمن۔ اور اگر میں اس جزیرے کو خیرباد کہنا پسند نہ کروں تو؟

روز۔ تو پھر خدا ہم دونوں کے حال پر رحم کرے مجھے یقین ہے کہ تین سال کی مدت پوری ہوتے ہی جزیرے کی تمام آبادی محل کا محاصرہ کرے گی۔ لوگ آپ سے اس قدر بیزار ہوچکے ہیں کہ اب اگر آپ جزیرے کے بہترین آدمی کو بھی اپنا جانشین نامزد کریں تو ان کے لیے قابل قبول نہ ہوگا۔

سالمن۔ لیکن وزراء میرے ساتھ ہیں۔

روز۔ عوام آپ کو اور آپ کے وزراء کو یکساں قابل نفرت سمجھتے ہیں۔

سالمن۔ عوام وزراء سے نفرت کرسکتے ہیں لیکن نیشنل اسمبلی تمام بڑے بڑے قبائل کے سرداروں پر مشتمل ہے اور میں ان کی مدد سے عوام کو پھر ایک بار بیوقوف بنا سکتا ہوں۔

روز۔ آپ نے کسی سردار کو اس قابل نہیں چھوڑا کہ وہ اپنے قبیلے کے عوام کو منہ دکھا سکے۔

سالمن۔ یہی وجہ ہے کہ میں اپنے مستقبل کے متعلق بہت زیادہ مطمئن ہوں عوام کی حمایت سے محروم ہونے کے بعد کسی قبیلے کا سردار میری سرپرستی سے محروم ہونا پسند نہیں کرے گا۔

روز۔ میں کہتی ہوں کہ عوام کی نفرت اور حقارت اب انتہا کو پہنچ چکی ہے۔

سالمن۔ میں ہر وقت عوام کی نفرت اور حقارت کا رخ کسی اور طرف پھیر سکتا ہوں۔

روز۔ (قدرے مرعوب ہو کر) آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟

سالمن۔ میں یہ نہیں بتاؤں گا۔

روز۔ کیوں؟

سالمن۔ تم کوئی راز دل میں نہیں رکھ سکتی۔

روز۔ میں نے آپ کا کون سا راز افشا کیا ہے؟

سالمن۔ تم نے ڈاکٹروں کو یہ بتا دیا تھا کہ میرے دماغ میں بندر کے غدود ہیں اور تم نے انھیں یہ بھی بتا دیا ہوگا کہ میں مریخ کا باشندہ نہیں ہوں۔

روز۔ اور اگر میں انھیں بندر کے غدود کا پتہ نہ دیتی تو ان کی متفقہ رائے یہ تھی کہ تمھیں پاگل خانے بھیج دیا جائے اور تم میرا شکر گزار ہونے کی بجائے الٹا مجھے ملامت کر رہے ہو۔

سالمن۔ اگر انگریز ڈاکٹر کو یہ بات معلوم ہو گئی ہے کہ میرے دماغ میں بندر کے غدود ہیں تو اس کے انگلستان پہنچتے ہی میرا سارا بھید کھل جائے گا۔

روز۔ میں تمھاری اطلاع کے لیے یہ بتا دینا چاہتی ہوں کہ انگلستان یا یورپ کے کسی ملک کے لیے بھی تمھاری شخصیت معما نہیں۔ وہاں سب یہ جانتے ہیں کہ جس راکٹ نے مریخ کی طرف پرواز کیا تھا وہ بحرالکاہل کے کسی حصے میں گرا ہے۔ پھر جب وہاں یہ اطلاع پہنچی تھی کہ کوئی انسان نما جاندار سفید جزیرے میں پہنچ گیا ہے اور یہاں کے لوگوں نے اسے اپنا بادشاہ بنا لیا ہے تو کسی کے لیے یہ سمجھنا مشکل نہ تھا کہ یہ بادشاہ سلامت کون ہیں۔

سالمن۔ اگر یہ بات ہوتی تو یورپ کے لوگ یہاں کے عوام کو میرے متعلق یقیناً خبردار کر دیتے۔

روز۔ یورپ کی کسی قوم کو یہاں کے عوام سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ انگلستان والوں نے اپنی بدنامی کے خوف سے تمھارے متعلق کوئی بات کہنا مناسب نہیں سمجھا ہوگا اور روس کے سائنسدان جن سے کسی شرارت کی امید ہو سکتی تھی پہلے ہی یہ دعوے کر چکے تھے کہ انگلستان کا راکٹ فضا میں پھٹ چکا ہے اور برطانیہ کے سائنسدانوں کی حماقت سے ایک بے گناہ آدمی کو اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑے ہیں۔ باقی ترقی یافتہ ممالک نے مریخ سے تمھاری آمد کے افسانے کو ایک دلچسپ مذاق سے زیادہ اہمیت نہیں دی۔

سالمن۔ لیکن امریکہ والے اسے مذاق نہیں سمجھتے۔ انھوں نے مجھے دوربین بھیجی ہے۔

روز۔ جناب وہ دوربین شہزادی لیکا میکا نے بھجوائی ہے، وہ ان دنوں امریکہ کی سیر کر رہی ہے اور دوربین بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو مریخ واپس جانے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

(۴)

کنگ سالمن محل کے ایک کمرے میں بیٹھا تھا۔ اور اس کی کرسی کے سامنے ایک کشادہ میز پر چند اخبارات اور فائلیں پڑی ہوئی تھیں۔ وزیر اعظم شو شلنگ کمرے میں داخل ہوا اور تین بار جھک جھک کر سلام کرنے کے بعد میز کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

کنگ سالمن۔ تشریف رکھیے۔

شو شلنگ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

کنگ سالمن۔ (ایک اخبار اٹھا کر شوشلنگ کو دکھاتے ہوئے) آپ یہ پڑھ چکے ہیں؟

شوشلنگ۔ جی ہاں۔ آج صبح شہر کے تینوں اخبارات خاص طور پر میرے گھر پہنچائے گئے تھے اور میں نے اسی وقت پولیس کو حکم دیا تھا کہ وہ تینوں ایڈیٹروں کو ہتھکڑی لگا کر میرے پاس لے آئیں۔ میں اس بات پر حیران تھا کہ ان اخباروں کو میری حکومت کاغذ مہیا کرتی ہے۔۔۔۔

کنگ سالمن۔ تمہاری حکومت یا میری حکومت۔

شوشلنگ۔ حضور آپ کی حکومت، میں تو صرف آپ کا نوکر ہوں۔ میرا مطلب یہ تھا کہ یہ اخبار ہر لحاظ سے حکومت کے رحم و کرم پر ہیں۔ حکومت انہیں کاغذ مہیا کرتی ہے اور جن پریسوں سے یہ شائع ہوتے ہیں وہ وزیر اطلاعات کی ذاتی ملکیت ہیں۔ پھر پچھلے مہینے میں نے آپ کی خواہش پر ان اخبارات کے ایڈیٹروں اور مالکوں کو بیس بیس پونڈ افیون اور ایک ایک پونڈ کوکین برآمد کرنے کے لائسنس دیئے تھے۔ حضور والا میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ ان ایڈیٹروں کو میری وزارت کے خلاف یہ اشتعال انگیز مضامین لکھنے کی جرأت کیسے ہوئی۔ ایڈیٹروں نے اپنی صفائی میں یہ کہا ہے کہ ہم نے جو کچھ لکھا ہے وزیر اطلاعات کے حکم پر لکھا ہے۔ میں نے وزیر اطلاعات سے بات کی تو اس نے کہا کہ یہ مضامین حضور پر نور کے ایما پر لکھے گئے ہیں۔ عالی جاہ میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ اس میں کیا مصلحت تھی۔ گالیاں آپ کے اس حقیر غلام کے لیے کوئی نئی بات نہیں۔ اس محل سے باہر ملک کا ہر بچہ بوڑھا مجھے اور میرے رفقاء کو گالیاں دینا اپنا قومی فرض سمجھتا ہے۔ لیکن اخبارات کو صرف ہماری تعریف لکھنے کی اجازت تھی۔ اب اگر حضور والا اپنے وزیر اعظم کے متعلق ایسے مضمون لکھوانا قرینِ مصلحت سمجھتے ہیں تو اس غلام کو بتا دیا جائے۔ میں

اپنے خلاف اس سے زیادہ سخت مضامین چھپوانے کا ذمہ لیتا ہوں۔

کنگ سالمن۔ ہمارے خیال میں اب اس کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اب عنقریب ہمیں یہ اعلان کرنا پڑے گا کہ ہم نے اپنی محبوب رعایا کی خواہشات اور ملک کے پریس کا لحاظ کرتے ہوئے موجودہ وزارت کو سبکدوش کر دیا ہے۔

شوشلنگ۔ نہیں نہیں عالی جاہ! میں مرتے دم تک آپ کا ساتھ دینا چاہتا ہوں مجھ پر رحم کیجیے۔ میں اس دنیا میں وزارت کے سوا کوئی اور کام نہیں کر سکتا۔

سالمن۔ ہمیں یقین ہے کہ اب تمہیں کوئی اور کام کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

شوشلنگ۔ عالی جاہ! مجھے یہ بتایا جائے کہ میں نے کیا جرم کیا ہے؟ کیا میں نے ان فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کی ہے جو آپ نے مجھے سونپے تھے۔ کیا میں جوتے کھانے کے امتحان میں پورا نہیں اترا۔ کیا میرے دور حکومت میں اس ملک کے عوام ایک ایک دانے کے محتاج نہیں ہوئے۔ کیا میں یا میری کابینہ کا کوئی رکن اس قابل رہ گیا ہے کہ وہ عوام کو منہ دکھا سکے۔ کیا آپ کی یا ملکہ عالیہ کی کوئی آرزو ایسی تھی جو میں نے پوری نہیں کی۔

سالمن۔ ہمیں اس بات کا اعتراف ہے کہ تم نے ہماری بلند ترین توقعات پوری کی ہیں لیکن اب ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم آرام کرو۔

شوشلنگ۔ یور میجسٹی مجھے آرام کی قطعاً ضرورت نہیں۔ میری صحت پہلے کی نسبت بدرجہا اچھی ہے۔ ڈاکٹروں سے پوچھ لیجیے۔ میرا وزن تیس پونڈ بڑھ چکا ہے۔

سالمن۔ تم نے ہمارے ساتھ یہ عہد کیا تھا کہ تم ہمارے اشاروں پر چلو گے۔

شوشلنگ۔ عالی جاہ میں نے اس عہد کو پورا کیا ہے۔

سالمن۔ لیکن اب تمہاری یہ بحث ہمارے لیے ناقابل برداشت ہے۔

شوشلنگ ۔ عالی جاہ اگر آپ مجھے زندہ زمین میں گاڑ دیں تو میں اُف تک نہیں کروں گا لیکن میں وزارت کے بغیر زندگی کا تصور نہیں کر سکتا ۔

سالمن ۔ لیکن اگر ہم حکم دیں کہ تم وزارت چھوڑ دو تو ؟

شوشلنگ ۔ عالی جاہ میں آپ کے حکم سے سرتابی نہیں کروں گا لیکن آپ کو مجھے خودکشی کی اجازت دینی پڑے گی ۔

سالمن ۔ اور اگر ہم تمھیں خودکشی کی اجازت نہ دیں تو ؟

شوشلنگ ۔ تو پھر مجھے زندہ رہنا پڑے گا عالی جاہ !

سالمن ۔ تو یہ بحث ختم ہوتی ہے ۔

شوشلنگ ۔ (کرسی سے اتر کر میز کے نیچے گھس جاتا ہے اور آگے بڑھ کر سسکیاں لیتے ہوئے کنگ سالمن کے پاؤں پکڑ لیتا ہے) عالی جاہ مجھ پر رحم کیجیے ۔

سالمن ۔ نالائق ہمارے پاؤں چھوڑ دو ورنہ ہم تمھیں محل سے باہر نکال کر عوام کے آگے ڈال دیں گے ۔

شوشلنگ ۔ نہیں نہیں عالی جاہ مجھے معاف کیجیے مجھ سے غلطی ہوئی (جلدی سے میز کے نیچے سے نکل کر کھڑا ہو جاتا ہے)

سالمن ۔ بیٹھ جاؤ ۔ ہم نے تمھیں یہ نہیں بتایا کہ اگر ہم چاہیں تو تمھیں کبھی دوبارہ بھی وزارت بنانے کا موقع مل سکتا ہے ۔

شوشلنگ ۔ (کرسی پر بیٹھتے ہوئے) عالی جاہ خدا آپ کو ایک کروڑ برس زندہ رکھے ۔ مجھے اگر ایک ہزار سال کے بعد بھی وزیر بننے کی امید ہو تو بھی میں کوئی شکایت نہیں کروں گا ۔

سالمن ۔ تمھیں اس قدر مایوس نہیں ہونا چاہیے ۔ ہمیں یقین ہے کہ ہم آیندہ سال کئی وزارتیں بدلیں گے ۔

شوشلنگ ۔ عالی جاہ میں آپ کا غلام ہوں اب میری زبان پر حرفِ شکایت نہیں آئے گا لیکن اگر یہ گستاخی معاف ہو تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعظم کون ہوگا ؟

سالمن ۔ (میز سے ایک کاغذ اٹھا کر) نئے وزیر اعظم کا نام ایچو لیچو ہے ۔

شوشلنگ ۔ (پریشانی کی حالت میں کھڑا ہو کر) ایچو لیچو عالی جاہ ؟

سالمن ۔ ہاں ۔ تم اسے جانتے ہو ؟

شوشلنگ ۔ اسے کون نہیں جانتا عالی جاہ ۔ وہ ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتا ہے جس کی غداری کی داستانوں سے ہمارے آٹھ سو سالہ ماضی کی تاریخ کے صفحات لبریز ہیں ۔ اس خاندان کی سازشوں کے باعث گذشتہ تین صدیوں میں کم از کم چار مرتبہ سفید جزیرے کی آزادی کے جھنڈے سرنگوں ہو چکے ہیں ۔ عالی جاہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے اس ملک کے عوام سے قطعاً کوئی ہمدردی نہیں ۔ لیکن ایچو لیچو کو وزیر اعظم بنانے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ یہاں پر کسی دن باہر کے چور اور ڈاکو مسلط ہو جائیں گے ۔ میں پورے وثوق کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ نیشنل اسمبلی کسی صورت بھی اس شخص کو وزیر اعظم بنانا پسند نہیں کرے گی ۔

سالمن ۔ نیشنل اسمبلی کو ہماری خواہشات کا احترام کرنا پڑے گا (شوشلنگ کی طرف کاغذ بڑھاتے ہوئے) تم باقی وزراء کے نام پڑھ سکتے ہو ۔

(شوشلنگ کاغذ لے کر پڑھتا ہے اور دوبارہ اٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہے)

شوشلنگ ۔ عالی جاہ یہ چوبیس آدمی اس ملک کے بدترین غدار ہیں اور یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ آپ ان سے کیا کام لینا چاہتے ہیں ۔

سالمن ۔ ہماری بات غور سے سنو ۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک کے عوام جب نئی

Scanned by iqbalmt

وزارت کے کارنامے دیکھیں تو تمھاری وزارت کو اپنی تاریخ کا سنہری زمانہ سمجھیں۔ ایکو لیچو کی وزارت جس قدر بدنام ہوگی۔ اسی قدر ہمارے لیے اس سے نجات حاصل کرنا آسان ہوگا۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ تمھیں ایک ہزار سال انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔

شوشلنگ۔ (میز کے گرد چکر لگا کر آگے بڑھتا ہے اور دوزانو ہو کر کنگ سامئن کے ہاتھ چوم لیتا ہے) عالی جاہ کاش یہ بات پہلے ہی میری سمجھ میں آجاتی لیکن آپ کا یہ ناچیز غلام ایک گدھا ہے۔ لیکن عالی جاہ اتنا بتا دیجئے آپ کو اس بات کا یقین ہے کہ نیشنل اسمبلی اس وزارت کے تقرر کی توثیق کرے گی۔

سامئن۔ کیا نیشنل اسمبلی کا کوئی رکن ایسا ہے جو ہمارا ساتھ چھوڑ کر عوام کے سامنے جانے کی جرأت کر سکتا ہے؟

شوشلنگ۔ نہیں عالی جاہ۔ ہرگز نہیں

سامئن۔ تو پھر تمھارے دل میں یہ شک کیسے پیدا ہوا کہ نیشنل اسمبلی ہماری رائے سے اختلاف کرے گی؟

شوشلنگ۔ عالی جاہ میں اس گستاخی کے لیے معافی چاہتا ہوں۔

سامئن۔ سنو! ہم بہت جلد یہ اعلان کریں گے کہ عوام کے پرزور مطالبہ اور نیشنل اسمبلی کے اصرار پر تمھاری وزارت ڈسمس کر دی گئی ہے۔ اس کے بعد عوام کو یہ خوشخبری سنائی جائے گی کہ نیشنل اسمبلی نے نئی وزارت کی تشکیل کے لیے ایکو لیچو اور اس کے چند ساتھیوں کے نام پیش کر دیے ہیں اور یہ دھمکی دی ہے کہ اگر ہم نے یہ نام منظور نہ کیے تو نیشنل اسمبلی کے تمام ارکان مستعفی ہو جائیں گے۔ پھر یہ اعلان کریں گے کہ ہم نے ملک کے وسیع تر مفاد

کی خاطر نیشنل اسمبلی کا یہ مطالبہ منظور کر لیا ہے۔ پھر اگر عوام نے جوش وخروش کا مظاہرہ کیا تو ہم نئی وزارت کو نااہلیت کے جرم میں ڈسمس کر دیں گے۔

شوشلنگ۔ پھر کیا ہوگا عالی جاہ؟

سامئن۔ پھر اس بات کا امکان ہے کہ تم ہی وزیر اعظم بن جاؤ اور تمھاری نگرانی میں جمہوری طریقے پر عام انتخابات ہوں۔

شوشلنگ۔ (اٹھ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے) عالی جاہ میں عام انتخابات کا مطلب نہیں سمجھا۔

سامئن۔ عام انتخابات عوام کے ووٹوں سے ہوں گے۔

شوشلنگ۔ لیکن عالی جاہ یہ بہت بڑا خطرہ ہے عوام آپ کے وفادار خادموں کو کبھی ووٹ نہیں دیں گے۔

سامئن۔ اگر تم بالکل گدھے ثابت نہ ہوسکے تو عوام کے ووٹوں سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ میں تمھیں اپنی مرضی کے امیدوار منتخب کرانے کے لیے وہ طریقے بتاؤں گا جو عوام کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوں گے۔

شوشلنگ۔ لیکن عالی جاہ اس کھیل سے کیا فائدہ ہوگا؟

سامئن۔ اس سے بہت فائدہ ہوگا۔ لیکن یہ باتیں ابھی تمھاری سمجھ میں نہیں آئیں گی۔ ایک بادشاہ کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر وقت اپنی رعایا کی توجہ اپنی طرف مبذول رکھے۔ اب تم جا سکتے ہو۔

شوشلنگ۔ (کرسی سے اٹھ کر) میں کہاں جاؤں عالی جاہ۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس محل کی چار دیواری سے باہر میرے لیے کوئی جگہ محفوظ نہیں ہوگی۔

سامئن۔ ہمیں معلوم ہے اور ہم نے محل کے داروغہ کو یہ حکم دے دیا ہے کہ سبکدوش ہونے والے وزراء صاحبان کو شاہی باغ میں خیمے لگانے کی اجازت دے

Scanned by iqbalmt

دی جائے۔ جب ملک کے حالات تسلی بخش ہو جائیں گے تو تمہارے لیے
مناسب انتظام کر دیا جائے گا۔

شوشلنگ۔ عالی جاہ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزارت سے سبکدوش ہونے
کے بعد میری اور میرے ساتھیوں کی سرکاری حیثیت کیا ہوگی۔

سالمن۔ ہم تمہارا مطلب نہیں سمجھے۔

شوشلنگ۔ عالی جاہ میرا یہ مطلب ہے کہ ہم نیشنل اسمبلی کے باقاعدہ ممبر نہیں ہیں اور
ہم صرف وزراء کی حیثیت میں نیشنل اسمبلی کے اجلاس میں حصہ لے سکتے تھے۔

سالمن۔ اور اب تم یہ چاہتے ہو کہ تم کو مستقل طور پر نیشنل اسمبلی کا ممبر بنا دیا جائے۔

شوشلنگ۔ ہاں عالی جاہ۔ اس صورت میں ہم محل کے اندر رہتے ہوئے ندامت
محسوس نہیں کریں گے اور آپ کو یہ فائدہ پہنچے گا کہ نیشنل اسمبلی کے اندر
آپ کے جاں نثاروں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ عالی جاہ میرا یہ مطلب نہیں
کہ نیشنل اسمبلی کا کوئی رکن آپ کا ساتھ چھوڑ سکتا ہے لیکن لوٹ کھسوٹ
میں ان کی نسبت وزیروں کو بہت زیادہ حصہ ملا ہے۔ نیشنل اسمبلی کے
ارکان کبھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہو سکتے ہیں کہ عوام ان کے جرائم بھول
جائیں گے لیکن ہمارے دل میں ایسا خیال کبھی نہیں آ سکتا۔ اس لیے آپ کی اطاعت
میں ہم لوگ بہرحال نیشنل اسمبلی کے ارکان سے کئی منزلیں آگے ہوں گے ہمیں
مستقل طور پر نیشنل اسمبلی کا رکن بنانا آپ کے لیے کوئی مشکل بات نہیں۔
نیشنل اسمبلی کے لیے آپ کا اشارہ کافی ہوگا

سالمن۔ ہم تمہاری یہ درخواست منظور کرتے ہیں۔

شوشلنگ۔ عالی جاہ آپ کا یہ غلام ایک اور درخواست پیش کرنے کی اجازت
چاہتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ نیشنل اسمبلی کے پاس آپ کے احکامات

کی توثیق کے سوا کوئی کام نہیں ہوتا اور وزارت کی کرسی چھوڑنے کے بعد میرے
لیے بیکار بیٹھنا انتہائی صبر آزما ہوگا۔ میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ مجھے کسی کام
پر لگا دیا جائے۔

سالمن۔ وزیر بننے سے پہلے تم کیا کرتے تھے۔

شوشلنگ۔ عالی جاہ آپ سے میری کوئی بات پوشیدہ نہیں۔ وزیر بننے سے
پہلے میں قید میں تھا اور قید ہونے سے پہلے میرا پیشہ چوری، جیب تراشی اور
قمار بازی تھا۔

سالمن۔ تم ایک کارآمد آدمی معلوم ہوتے ہو۔ ہمیں یقین ہے کہ ہمیں بار بار تمہاری
ضرورت پڑے گی۔ تمہاری صحت کچھ خراب معلوم ہوتی ہے اس لیے ہم
یہ چاہتے ہیں کہ تم علاج اور سیر و سیاحت کے لیے یورپ چلے جاؤ چند
ماہ بعد جب تم تندرست اور تازہ دم ہو کر واپس آؤ گے تو ہمیں یقین ہے
کہ وزیر اعظم کی کرسی تمہارا انتظار کر رہی ہوگی۔

شوشلنگ۔ عالی جاہ میری صحت کچھ بری نہ تھی۔ تاہم اگر آپ کا یہی حکم ہے تو میں یورپ
جانے کے لیے تیار ہوں۔

سالمن۔ اب تم عقل کی بات کر رہے ہو۔ تمہاری طرح ملکہ کی صحت بھی کچھ خراب ہے اور
ہمارا خیال ہے کہ انہیں کسی تاخیر کے بغیر یورپ بھیج دیا جائے۔

(۴)

برابر کے کمرے کے دروازے کے پردے کی اوٹ سے ملکہ وائٹ روز
کی آواز سنائی دی "میری صحت بالکل ٹھیک ہے اور مجھے آب و ہوا کی تبدیلی
کے لیے یورپ جانے کی قطعاً ضرورت نہیں۔"

کنگ سامئن ۔ (گھبرا کر شو شلنگ کی طرف دیکھتے ہوئے) تم جاؤ۔

(ملکہ پردہ اٹھا کر کمرے میں آجاتی ہے اور شو شلنگ دوسرے دروازے سے باہر نکل جاتا ہے)

روز ۔ میں نے آپ سے کس وقت یہ فریاد کی تھی کہ میری صحت خراب ہے۔

سامئن ۔ تمھیں فریاد کرنے کی ضرورت نہیں تمھارا چہرہ بتا رہا ہے کہ تم ٹھیک نہیں ہو اور مجھے یہ اندیشہ ہے کہ آیندہ کچھ عرصہ تک جو واقعات پیش آئیں گے وہ تمھاری صحت پر اور زیادہ برا اثر ڈالیں گے۔

روز ۔ مجھے معلوم ہے۔ میں تمھاری باتیں سن چکی ہوں اور میں تمھیں آخری بار یہ بتانا چاہتی ہوں کہ تم آگ سے کھیل رہے ہو۔

سامئن ۔ اگر تم میری باتیں سن چکی ہو تو میں تمھیں یہ سمجھانے کی ضرورت نہیں محسوس کرتا کہ تمھارے لیے کچھ عرصہ ملک سے باہر رہنا بہتر ہوگا۔ میں اب سب کچھ داؤں پر لگا چکا ہوں۔ اگر میں نے بازی جیت لی تو اس جزیرے میں ہمارا مستقبل محفوظ ہو جائے گا اور تم خوشی خوشی گھر واپس آسکو گی۔ اور اگر میں ہار گیا تو کم از کم مجھے یہ اطمینان ہوگا کہ تمھیں کوئی خطرہ نہیں۔

روز ۔ اب مجھے تمھاری ہار اور جیت سے کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ یہ ملک میرے لیے دوزخ بن چکا ہے۔ تم یہ سوچ رہے ہو کہ میں یہاں سے بھاگ جاؤں اور تم کو لوئزا کے ساتھ پینگیں بڑھانے کی آزادی مل جائے۔

سامئن ۔ مجھے لوئزا کے ساتھ کوئی دلچسپی نہیں۔

روز ۔ تم مجھے بے وقوف نہیں بنا سکتے۔ تم نے اسے یہاں رکھنے کے لیے اپنی ملک کے شہری حقوق عطا کیے ہیں۔ اور تم نے اسے مہمان خانے کی بجائے محل کی بالائی منزل میں ٹھہرایا ہے اور میرے لیے یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ تم نے اس کے

ساتھ کیا کیا وعدے کیے ہیں۔ تم حکومت کے نشے میں اندھے ہو چکے ہو۔ میں تمھاری ہر حماقت برداشت کر سکتی ہوں لیکن اگر وہ لڑکی یہاں رہے گی تو میں یہاں نہیں رہوں گی۔

(لوئزا کمرے میں داخل ہوئی اور اس نے اپنی جیب سے ایک تھرمامیٹر نکال کر کنگ سامئن کے منہ میں ٹھونس دیا۔ روز غضبناک ہو کر آگے بڑھی اور اس نے ایک جھپٹے کے ساتھ اس کے منہ سے تھرمامیٹر نکال کر پھینک دیا)

روز ۔ (لوئزا سے) تمھیں ان کی تیمارداری کی ضرورت نہیں یہ بالکل ٹھیک ہیں۔

سامئن ۔ لوئزا تمھیں میری بجائے ملکہ کی طرف توجہ دینی چاہیے تھی آج ان کی طبیعت میری نسبت زیادہ خراب ہے۔ جاؤ ڈاکٹروں کو بلا لاؤ۔

(لوئزا مسکرا کر ملکہ کی طرف دیکھتی ہے اور کمرے سے باہر نکل جاتی ہے)

روز ۔ میں اس لڑکی کا گلا گھونٹ ڈالوں گی اور میں تمھیں اس قدر پریشان کروں گی کہ تم دوبارہ درخت پر چڑھنے کے لیے مجبور ہو جاؤ گے۔

سامئن ۔ خاموش! تمھیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ بادشاہ سے باتیں کر رہی ہو۔

روز ۔ بادشاہ! میری نظر میں تم ایک بھکاری سے زیادہ قابلِ نفرت ہو۔ تمھیں معلوم ہے تمھاری رعایا تمھارے متعلق کیا سوچتی ہے۔

سامئن ۔ (مسکرا کر) مجھے معلوم ہے۔ لیکن مجھے یہ اطمینان ہے کہ کچھ عرصہ بعد ان بیوقوف لوگوں میں سوچنے کی صلاحیت باقی نہیں رہے گی۔

روز ۔ تمھیں کچھ معلوم نہیں۔ تمھیں یہ معلوم نہیں کہ اس ملک کے عوام جب کوئی جنازہ دیکھتے ہیں تو وہ یہ کہتے ہیں کہ کاش یہ ہمارے حکمران کا جنازہ ہوتا۔ جب کسی ماہی گیر کی کشتی سمندر میں غرق ہوتی ہے تو وہ اس بات پر تاسف کرتے ہیں کہ اس کشتی پر ہمارے بادشاہ سلامت سوار کیوں نہیں تھے۔ جب کسی وزیر کو حادثہ

پیش آتا ہے تو وہ یہ سوچتے ہیں کہ کاش کنگ سائمن اس موڑ پر سوار ہوتا وہ تین سال کی مدت کے اختتام کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس کے بعد تم دیکھو گے کہ اس محل کی ہر اینٹ تمھاری دشمن ہو گی۔ خدا کے لیے یہاں سے نکل چلو۔

سائمن۔ تمھارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ اور اب شور نہ مچاؤ ڈاکٹر صاحبان تشریف لا رہے ہیں۔

روز۔ میں تمھارے ڈاکٹروں کی ہڈیاں چبا ڈالوں گی۔ میں انھیں یہ بتاؤں گی کہ تم کون ہو۔ تمھارا شناختی کارڈ میں نے ابھی تک سنبھال کر رکھا ہوا ہے۔

سائمن۔ ڈاکٹر میرے متعلق سب کچھ جانتے ہیں تمھیں اپنی خیر منانی چاہیے! اگر انھوں نے تمھارے متعلق کوئی غلط فیصلہ دے دیا تو مجھے بادل ناخواستہ یہ اعلان کرنا پڑے گا کہ میں نے اپنی محبوب رعایا کے پُر زور مطالبہ پر ایک پاگل ملکہ کو سلطنت کی ذمہ داریوں سے سبکدوش کر دیا ہے۔

روز۔ تمھارے ڈاکٹر میری طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہیں کر سکتے اور تم انھیں بیوقوف نہیں بنا سکتے۔ وہ جانتے ہیں کہ بندر کے غدود کس کے دماغ میں ہیں۔

سائمن۔ ممکن ہے کہ غیر ملکی ڈاکٹر اس معاملے میں نرمی کا ثبوت دیں لیکن میں ہر وقت اپنی رعایا میں سے کسی نیم حکیم کی خدمات حاصل کر سکتا ہوں۔ ڈارلنگ بیوقوف نہ بنو۔ تمھیں ایک منٹ کے اندر اندر یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ تمھارے لیے ایک ملکہ کی حیثیت میں یورپ کی سیر و سیاحت سود مند ہے یا تم دماغی ہسپتال کے ایک ایسے کمرے میں اپنی زندگی بسر کرنا چاہتی ہو جس کے باہر یہ سائن بورڈ لگا ہو کہ عوام کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اس خطرناک مریضہ کے جنگلے کے پاس نہ آئیں۔

روز۔ (سراسیمہ ہو کر) تم مذاق کر رہے ہو۔

سائمن۔ تمھیں معلوم ہے کہ میں ہر کام انتہائی سنجیدگی کے ساتھ کیا کرتا ہوں۔

(لوئزا ڈاکٹروں کے ساتھ کمرے میں داخل ہوتی ہے)

ایک ڈاکٹر۔ کیا بات ہے یور میجسٹی؟

سائمن۔ کچھ نہیں۔ ہر میجسٹی آپ کے ساتھ یورپ جانا چاہتی ہیں اور میرا بھی خیال ہے کہ آب و ہوا کی تبدیلی سے ان کی صحت پر اچھا اثر پڑے گا۔

نئی وزارت اور نئے مسائل

اگلے دن ملکہ وائٹ روز یورپین ڈاکٹروں کے ساتھ ایک ہوائی جہاز پر یورپ کا رُخ کر رہی تھیں۔ سرکاری اعلان کے مطابق ملکۂ عالیہ اپنی رعایا کی طرف سے امریکہ اور یورپ کے عوام کے لیے خیر سگالی کا پیغام لے کر جا رہی تھیں۔

ملکہ کی روانگی سے چند گھنٹے بعد شاہی محل سے یہ اعلان جاری کیا گیا کہ ابھی ابھی سفید جزیرے کے معززین کے ایک وفد نے ہز میجسٹی کی خدمتِ عالیہ میں یہ درخواست پیش کی ہے کہ ملک کی اقتصادی بدحالی اور عوام کے مطالبے کے پیشِ نظر مسٹر شوشلنگ کی نااہل اور بددیانت وزارت کو سبکدوش کر دیا جائے۔

دوسرے روز یہ خبر سنائی گئی کہ آج نیشنل اسمبلی کے تمام ارکان نے متفقہ طور پر اس امر کی سفارش کی ہے کہ شوشلنگ کی وزارت کو فوراً توڑ دیا جائے۔ اور اس کے چند گھنٹے بعد ریڈیو پر مسٹر شوشلنگ کا یہ بیان نشر کیا گیا کہ نیشنل اسمبلی کا کوئی رکن ان الزامات سے مستثنیٰ نہیں جو میری وزارت پر عاید کیے گئے ہیں۔ میں ملک کے وسیع تر مفاد کی خاطر مستعفی ہونے کے لیے تیار ہوں۔ لیکن ملک کے مفاد کے لیے نیشنل اسمبلی کو توڑ دینا بھی ضروری ہے۔

اس کے بعد چار دن اخبارات میں اور ریڈیو پر، وزارت اور نیشنل اسمبلی کے خلاف بعض ایسے معززین کے بیانات نشر ہوتے رہے جن کے اسمائے گرامی سے اعلیٰحضرت کی رعایا قطعاً نا آشنا تھی۔ پانچویں روز اعلیٰحضرت نے وزیروں اور کونسلروں کا ایک مشترکہ اجلاس بلایا اور انھیں یہ حکم دیا کہ وہ ملک کے تازہ حالات سے عہدہ برآ ہونے کے لیے ضروری تجاویز پیش کریں۔ اس اجلاس کی کارگزاری اعلیٰحضرت کی خواہش کے عین مطابق تھی۔ نیشنل اسمبلی کے ارکان نے وزیر اعظم اور اس کے ساتھیوں کو تختۂ مشق بنانے کی کوشش کی اور وزیر حضرات نیشنل اسمبلی کے ارکان پر برسے۔ جب تلخ کلامی اپنی انتہا کو پہنچ گئی تو فریقین ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے۔ جب ہاتھوں سے کام نہ چلا تو انھوں نے کرسیاں اٹھالیں۔ وزراء صاحبان اقلیت میں تھے اور ممبرانِ اسمبلی کی تعداد زیادہ تھی۔ لہٰذا اکثریت اقلیت پر غالب آئی اور اعلیٰحضرت نے ایک غیر جانبدار ثالث کی حیثیت سے یہ فیصلہ دیا کہ مسٹر شوشلنگ اور اس کے ساتھی بازی ہار چکے ہیں۔

اس کے بعد اعلیٰحضرت نے یہ فرمان جاری کیا کہ ہم نے اپنی محبوب رعایا کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے موجودہ وزارت سے استعفےٰ طلب کر لیے ہیں اور نیشنل اسمبلی کے مشورہ سے سابق وزارت کے ایک رکن مسٹر ایچو پیچو کو نئی وزارت بنانے کی دعوت دی ہے۔ اس اعلان سے تھوڑی دیر بعد یہ خبر سنائی گئی کہ نئے وزیر اعظم مسٹر ایچو پیچو اور ان کی کابینہ کے چوبیس وزراء حلفِ وفاداری اٹھا چکے ہیں۔ اور مزید وزراء کی تلاش جاری ہے۔

عوام جس قدر شوشلنگ کے مستعفی ہونے پر خوش نظر آتے تھے اسی قدر نئی وزارت کی ہیئتِ ترکیبی سے پریشان تھے۔ وزارت کی تشکیل کے اعلان سے تھوڑی دیر بعد ہزاروں انسان حکومت کے ایک چوک میں جمع ہو کر ایک

آتش بیان مقرر کی تقریر سن رہے تھے۔ وہ یہ کہہ رہا تھا:۔

"حضرات! مجھے یقین ہے کہ کنگ سائمن مریخ کے کسی پاگل خانے سے فرار ہو کر یہاں آیا تھا اور نیشنل اسمبلی کے ارکان نے ہمیں اپنی سابقہ بداعمالیوں کی سزا دینے کے لیے اسے ہماری گردن پر مسلّط کر دیا۔ سائمن سے ہمیں کسی بھلائی کی امید تھی ہی نہیں۔ لیکن ماضی کے تلخ تجربات کے بعد نیشنل اسمبلی کے ارکان سے یہ توقع نہ تھی۔ کہ وہ ملک کو چوروں سے چھین کر ڈاکوؤں کے حوالہ کر دیں گے۔ ایچ لیچو کالے جزیرے کا جاسوس ہے اور اس کے بیشتر رفقاء ان خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں جنھوں نے گزشتہ صدیوں میں ہمارے ملک کو غلام بنانے میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا ہے۔ کنگ سائمن یہ کہہ سکتا ہے کہ میں ان لوگوں کے ماضی سے واقف نہ تھا لیکن نیشنل اسمبلی کے ارکان نے اس انتخاب کی تائید کر کے ملک کے مفاد سے صریحاً غداری کی ہے۔"

ایک آدمی جس نے اپنا چہرہ ایک چادر میں چھپا رکھا تھا اُٹھا اور دونوں ہاتھ فضا میں لہراتے ہوئے بلند آواز میں چلّایا "حضرات میں نیشنل اسمبلی کی طرف سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"

حاضرینِ جلسہ اسے پہچانتے ہی اس کی بوٹیاں نوچنے کے لیے تیار ہو گئے لیکن مقرر کی مداخلت نے ان کا جوش و خروش ٹھنڈا کر دیا۔ وہ گرتا سنبھلتا اسٹیج پر پہنچا اور لاؤڈ اسپیکر کے سامنے کھڑا ہو کر بلند آواز میں بولا "بھائیو! میں ایک جرائم پیشہ حکمراں کا ساتھ چھوڑ کر تمھاری پناہ میں آ گیا ہوں۔ میں اپنے آپ کو کسی اچھے سلوک کا مستحق نہیں سمجھتا لیکن میں تمھیں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ نیشنل اسمبلی اس معاملے میں قطعاً

بے بس تھی، وزارت کی تشکیل میں اس کا کوئی ہاتھ نہیں۔ بادشاہ نے اپنی جیب سے چند آدمیوں کی فہرست نکال کر ہمارے سامنے رکھ دی تھی اور ہمیں یہ دھمکی دی تھی کہ اگر تم نے میرے انتخاب پر کوئی اعتراض کیا تو میں تمھاری سرپرستی سے ہاتھ کھینچ لوں گا۔ نیشنل اسمبلی کا ہر رکن یہ اچھی طرح سمجھتا ہے کہ اس کا رشتہ ملک کے عوام سے کٹ چکا ہے اور اس کے لیے کنگ سائمن کی ہاں میں ہاں ملانے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ تم کنگ سائمن کو پاگل سمجھتے ہو لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کی ہر بات ایک سوچے سمجھے پروگرام کے مطابق ہوتی ہے۔ وہ تمھارے لیے اتنی الجھنیں اور اتنے مسائل پیدا کر دینا چاہتا ہے کہ تم میں اس کے خلاف آواز اٹھانے کی سکت تک باقی نہ رہے۔ اب پانی سر سے گزر چکا ہے اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ آنے والا دور تمھارے لیے گزرے ہوئے دور سے زیادہ المناک اور صبر آزما ثابت ہوگا۔"

(۲)

نئی وزارت سفید جزیرے کے عوام کے لیے نئے نئے مسائل اور نئے نئے مصائب کے تحائف لے کر آئی۔ چند دن ملکہ روزا اور سابق وزیر اعظم کے یورپ جانے کے متعلق چہ میگوئیاں ہوتی رہیں۔ لیکن اس کے بعد عوام کی ساری توجہ نئی وزارت کی کارگزاریوں پر مرکوز ہو چکی تھی۔ ایچ لیچو نے وزارت کا عہدہ قبول کرنے کے بعد عوام کے لیے جو تقریر نشر کی اس کا لب لباب یہ تھا کہ ملک کے سیاسی، اقتصادی، معاشی اور تعلیمی مسائل بہت الجھ گئے ہیں اور اعلیٰحضرت نے بڑے غور و فکر کے بعد میری وزارت کو یہ مشورہ دیا ہے کہ ملک کے انتظامی ڈھانچے میں کچھ تبدیلیاں کر دی جائیں۔ یہ تبدیلیاں مختلف علاقوں کے اُن حقیقت پسند لیڈروں کی خواہشات کے عین مطابق ہوں گی جو ایک مدت سے یہ محسوس کرتے ہیں کہ ملک کے دس اضلاع

میں بسنے والے قبائل کے مسائل ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور تمام اضلاع کو ایک ہی انتظامیہ کے تحت رکھ کر یہ مسائل حل کرنا ممکن نہیں۔ چنانچہ میری حکومت نے ملک کے ہر قبیلے کو آزادی کی نعمتوں سے مالا مال کرنے کے لیے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمام اضلاع کو صوبوں کا درجہ دے دیا جائے۔"

اکثر لیڈروں کا یہ مطالبہ ہے کہ ملک میں صحیح جمہوریت کی داغ بیل ڈالنے کے لیے ہر صوبے کے سو آدمی کے لیے ایک اسمبلی کا نمائندہ اور ہزار آدمی کے لیے ایک وزیر ہونا چاہیے۔ اعلیحضرت اس مطالبے کی معقولیت کو تسلیم کرتے ہیں لیکن سرِدست ملک کے اقتصادی حالات ہمیں قومی تعمیر کے اس عظیم منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کی اجازت نہیں دیتے۔ اس لیے ہمیں نئے صوبوں کے لیے ہلکی پھلکی وزارتوں اور اسمبلیوں پر اکتفا کرنا پڑے گا۔ جب ملک کی اقتصادی حالت بہتر ہو جائیگی تو ہماری انتہائی کوشش یہ ہوگی کہ ہر بیکار آدمی کو کسی اسمبلی یا کسی وزارت کا رکن بنا دیا جائے۔ اس نیک مقصد کے لیے ہمیں اگر چند اور صوبے بنانے پڑے تو بھی ہم دریغ نہیں کریں گے۔ یہ مبارک تجویز نیشنل اسمبلی کے سامنے پیش ہو چکی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اسمبلی کا کوئی صحیح الخیال رکن اس کی مخالفت نہیں کرے گا۔"

ملک کے سنجیدہ لوگ اس تجویز کو سفید جزیرے کے مستقبل کے لیے انتہائی خطرناک سمجھتے تھے اور ملک کو تباہی کے کنارے دیکھ کر نیشنل اسمبلی کے چند ارکان جو اب تک لالچ یا خوف کے باعث کنگ سائمن اور ان کے جرائم پیشہ وزراء کے ساتھ تعاون کرتے چلے آرہے تھے اس تجویز کے مخالف ہو گئے۔ لیکن اکثریت نے پورے جوش و خروش کے ساتھ اس تجویز کی حمایت کی اور تین دن بعد سفید جزیرے کے مجبور، بے بس اور پریشان حال عوام یہ مژدہ جانفزا سن رہے تھے کہ ملک کی سیاسی منڈی میں دس نئے صوبوں اور ان کے ساتھ دس نئے گورنروں اور دس "ہلکی پھلکی"

اسمبلیوں اور وزارتوں کا اضافہ ہو چکا ہے۔"

سرکاری اعلان میں "ہلکی پھلکی" وزارتوں اور اسمبلیوں کی تشریح یہ کی گئی تھی کہ سردست ہر صوبائی اسمبلی کے ارکان کی تعداد ڈیڑھ سو اور وزراء صاحبان کی تعداد تیس سے زیادہ نہیں ہوگی۔

(۳)

جس روز نئے صوبوں کے قیام کے متعلق بل پاس ہوا اسی روز شام کے وقت کالے جزیرے کے وزیر اعظم نے اپنی ایک خاص نشری تقریر میں کنگ سائمن اور اس کے وزراء کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا "میری حکومت ایک مدت سے یہ محسوس کر رہی تھی کہ سفید جزیرے کے ساتھ ہمارے تعلقات شاید کبھی خوشگوار نہ ہوں۔ لیکن ہز میجسٹی کنگ سائمن اور مسٹر ایچو پیچو مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے ہمارے تمام خدشات دور کر دیے ہیں۔ میری حکومت اور میرے ملک کے عوام اپنے قریب ترین ہمسایہ ملک کی ان خوشیوں میں برابر کے حصہ دار ہیں جو انھیں دس نئے صوبوں کے قیام کے بعد حاصل ہوئی ہیں۔ ہمارے نزدیک یہ صورتِ حال ناقابلِ برداشت تھی کہ سفید جزیرے کے عوام کو ملک کی وحدت اور سالمیت کے نام پر ان پیدائشی حقوق سے محروم رکھا جا رہا تھا جنھیں صحیح آزادی کا پہلا انعام سمجھا جاتا ہے۔ سفید جزیرے کے مختلف قبائل کو ترقی اور خوشحالی کے یکساں مواقع مہیا کرنے کے لیے ایسے خود مختار صوبوں کا قیام ازبس ضروری تھا جن پر مرکزی حکومت کا تسلط برائے نام ہو۔ سیاست کا یہ باریک نکتہ میرے دیرینہ دوست کانچو ماںچو ایک مدت سے سمجھ چکے تھے اور مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ اب یہ سیدھی سادی بات سفید جزیرے کی حکومت کی سمجھ میں بھی آ چکی ہے مجھے صرف اس بات کا ملال ہے کہ سفید جزیرے

کی حکومت نے صرف دس نئے صوبوں کے قیام پر اکتفا کیا ہے۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ ہمارے ہمسایہ ملک میں کم ازکم تیس صوبے ہونے چاہئیں۔ تاہم میں مایوس نہیں ہوں۔ ہز میجسٹی کنگ سائمن کی حکومت نے سفید جزیرے کے عوام کے لیے ترقی کا راستہ کھول دیا ہے اور مجھے سو فیصدی اس بات کا یقین ہے کہ مستقبل قریب میں سفید جزیرے کی ہر تحصیل اور ہر تھانہ ایک صوبہ بن جائے گا۔ پھر کسی دن یہ ان گنت صوبے خودمختار ریاستوں میں تبدیل ہو جائیں گے۔ میں سفید جزیرے کی حکومت کو ان خطرناک لوگوں کی سرگرمیوں سے باخبر رہنے کا مشورہ دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں جو اس قسم کا پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ نئے صوبوں کی تشکیل سے سفید جزیرے میں انتشار اور لامرکزیت پیدا ہونے کا خطرہ ہے اور ہم اس انتشار اور لامرکزیت سے کوئی ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے یعنی جب انتشار اور لامرکزیت کے باعث ان کی قوتِ مدافعت کمزور ہو جائے گی تو ہم ان پر دھاوا بول دیں گے۔ یہ خدشات قطعاً بے بنیاد ہیں۔ ہماری دلی خواہش یہ ہے کہ سفید جزیرے میں ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ ہمیں اس پر دھاوا بولنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ لڑائی صرف ان لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے جن کی طرف سے مدافعت کا خطرہ ہو اور جب ہمیں سو فیصدی اس بات کا یقین ہو جائے گا کہ ہمارا کوئی ہمسایہ اپنی مدافعت کے لیے ہاتھ تک نہیں اٹھا سکتا تو ہمارے دل میں اسے بلاوجہ دق کرنے کا خیال تک نہیں آئے گا۔ ہم ہمیشہ یہ محسوس کریں گے کہ ہم اپنے چھوٹے چھوٹے مطالبات لڑائی کے بغیر ہی منوا سکتے ہیں۔ یہ سفید جزیرے کی خوش قسمتی ہے کہ اسے قدرت نے ہز میجسٹی کنگ سائمن جیسا حکمران عطا کر دیا ہے اور یہ کنگ سائمن کی خوش قسمتی ہے کہ انھیں مشورے دینے کے لیے مسٹر ایچو لیچو اور کانچو مانچو جیسے بیدار مغز لوگ موجود ہیں۔ میری سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ میں کسی دن بذاتِ خود سفید جزیرے کی سیاحت

کروں اور ان لوگوں کی قبروں پر پھول چڑھاؤں جو ہمارے اتحاد کے زبردست حامی تھے۔ لیکن یہ اسی صورت ممکن ہے جب کہ سفید جزیرے کا ہر شہر اور ہر گاؤں ایک علیحدہ صوبہ بن جائے اور ہر صوبے میں مسٹر کانچو مانچو جیسے دُور اندیش لیڈر مجھے گلے لگانے کے لیے موجود ہوں۔ میں بڑے اشتیاق کے ساتھ اس مبارک دن کا انتظار کروں گا۔"

(۴)

نئے صوبوں کی تشکیل کا بل پاس کرنے کے بعد مسٹر ایچو لیچو کی وزارت کے سامنے ہر صوبائی انتظامیہ کے لیے موزوں اہلکار تلاش کرنے کا مسئلہ بہت پریشان کن تھا۔ اعلیٰ اور ادنیٰ افسروں کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی تھی چنانچہ نفری پوری کرنے کے لیے یہ حکم دیا گیا کہ ملک کے اسکولوں اور کالجوں میں تعلیم کی رفتار تیز کر دی جائے امتحانات کے نتائج سو فیصدی نکالے جائیں اور ہر طالب علم کو ایک سال میں کم ازکم چار جماعتیں پاس کرائی جائیں۔ اس کے بعد اقتصادیات کے ماہرین نے صوبائی حکومتوں کے اخراجات کا تخمینہ لگایا تو معلوم ہوا کہ ملک کی تمام آمدنی اگر صوبوں پر تقسیم کر دی جائے تو بھی وہ چند ماہ کی تنخواہوں کے لیے کافی نہ ہو گی۔ چنانچہ نیشنل اسمبلی کا ہنگامی اجلاس بلایا گیا اور نئے ٹیکس عاید کرنے کے لیے مختلف تجاویز پر غور کیا گیا۔ اس سے قبل عوام کی آمدنیوں پر ٹیکس لگائے جاتے تھے۔ اب ایک نائب وزیر نے انتہائی سنجیدگی کے ساتھ یہ تجویز پیش کی کہ پیدائش، شادی، موت اور کفن دفن پر بھی ٹیکس عائد کیے جائیں۔ دوسرے ممبر نے یہ تجویز پیش کی کہ پیدائش شادی اور موت کے علاوہ بھی انسان کی زندگی میں کئی اہم مراحل آتے ہیں۔ ان کے علاوہ بعض بچے شادی کی عمر تک پہنچنے سے پہلے اس جہانِ فانی سے رخصت ہو جاتے

Scanned by iqbalmt

انھیں تندور چلانے کے پرمٹ دیے جا سکتے ہیں۔

وزیرِ خوراک نے اس تجویز پر انتہائی ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور کہا "روٹیاں بیچنا میری وزارت کی آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، اس لیے آپ نے اگر مجھے اس سے محروم کر دیا تو میں قلیل آمدنی والے محکموں کے وزراء یا اُن کے عزیزوں اور رشتہ داروں کی کوئی خدمت نہیں کر سکوں گا۔ اس لیے میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں کہ ملک کا اسّی فیصد اناج مرکزی وزارتِ خوراک کے تندوروں کے لیے وقف کر دیا جائے اور باقی صوبوں کو دے دیا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ آمیزش کے بعد اس غلّے سے جو روٹیاں تیار کی جائیں گی، اُن کی آمدنی صوبائی وزیروں کی ضروریات کے لیے کافی ہوگی۔ اور اگر یہ آمدنی کافی نہ ہو تو میں یہ مشورہ دوں گا کہ صوبائی حکومتوں کو ان روٹیوں کے ساتھ ہاضمے کی گولیاں تقسیم کرنے کی اجازت دے دی جائے۔"

اس تجویز پر وزیرِ صحت بھڑک اٹھا اور اس نے کہا "آپ کو ہمیشہ میری جیب پر ڈاکہ ڈالنے کی سوجھتی ہے آپ کو معلوم ہے کہ ہاضمے کی گولیاں میری آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ میں زیادہ سے زیادہ یہ قربانی کر سکتا ہوں کہ ہاضمے کی گولیوں کی قیمت میں بیس فیصد اضافہ کر دوں اور یہ زائد رقم صوبائی حکومتوں میں تقسیم کر دی جائے۔"

وزیرِ اعظم ایچو پیچو نے اس ناخوشگوار بحث کو ختم کرتے ہوئے کہا "حضرات! ملک کی ترقی کے اس شاندار منصوبے کو کامیاب بنانے کے لیے ہم میں سے ہر ایک کو تھوڑی بہت قربانی کرنی پڑے گی۔ میں ایک اچھی مثال پیش کرنے کے لیے یہ اعلان کرتا ہوں کہ میں آج کے بعد کوئی تنخواہ نہیں لوں گا۔ میرے اخراجات کے لیے درآمدی اور برآمدی لائسنسوں کی خرید و فروخت کرنے والوں کی آمدنی کا پانچ فیصدی حصّہ کافی ہوگا میں آپ سب حضرات سے بھی اسی قسم کی قربانی کی توقع کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ میرے رفقاء مجھے اعلیٰ حضرت گنگ سائٹن کے سامنے شرمسار نہیں کریں گے۔ آپ

ہیں اور حکومت کو شادی ٹیکس سے محروم ہونا پڑے گا، اس لیے میری تجویز یہ ہے کہ پیدائش کے بعد پہلا لباس پہننے پر ٹیکس لگائے جائیں۔ پھر ہر سالگرہ پر ٹیکس لگائے جائیں۔ اس کے علاوہ دانت نکلنے اور داڑھی کے بال اُگنے پر بھی ٹیکس عاید کیے جائیں۔

ایک وزیر جو اجلاس کے دوران میں ایک فلمی رسالہ پڑھ رہا تھا، اس بحث سے اُکتا گیا اور اُس نے برہم ہو کر کہا "حضرات! آپ اس بحث میں بیکار وقت ضائع کر رہے ہیں۔ ہمیں خدا کا نام لے کر صوبے بنا دینے چاہئیں، اخراجات کا مسئلہ بعد میں دیکھا جائے گا۔"

جب نیشنل اسمبلی میں نئے نئے ٹیکسوں کی تجاویز پر بحث ہو رہی تھی تو ایک نائب وزیر نے اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے بعد یہ کہا "حضرات! مجھے اندیشہ ہے کہ اگر نئے صوبوں کی تشکیل کے فوراً بعد عوام سے مزید ٹیکسوں کا مطالبہ کیا گیا تو وہ کہیں اس عظیم منصوبہ کی مخالفت ہی شروع نہ کر دیں، جس کی تکمیل کے بغیر یہ ملک صحیح معنوں میں جمہوری ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ کہیں وہ یہ نہ کہہ دیں کہ ہمیں مزید صوبوں کی ضرورت نہیں۔ ہم مزید ٹیکس نہیں دے سکتے اور ہمارے لیے صرف ایک مرکزی اسمبلی اور ایک مرکزی وزارت کافی ہے۔ اس لیے میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ وزیروں کو تنخواہوں کی بجائے درآمدی اور برآمدی لائسنس دیے جائیں۔ صوبائی اسمبلیوں کے ممبروں کو بسوں، ٹرکوں اور رکشوں کے روٹ پرمٹ دیے جائیں۔ سرکاری افسروں کی تنخواہیں برائے نام ہوں اور انھیں اس بات کی عام اجازت دی جائے کہ وہ اپنی ضروریات کے مطابق رشوت لے سکتے ہیں۔"

دوسرے ممبر نے اس تجویز پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ کہا "کہ درآمدی اور برآمدی لائسنسوں کا کاروبار صرف مرکزی وزراء تک محدود رہنا چاہیے۔ صوبائی وزیروں کی تشفی کے لیے

کو معلوم ہونا چاہیے کہ اعلیٰحضرت مرکزی وزراء کی تعداد میں کم ازکم بیس اور وزراء کا اضافہ کرنا چاہتے ہیں اور ان کے اخراجات پورا کرنے کے لیے ہمیں مزید قربانیاں کرنی پڑیں گی۔"

ایک ہفتہ اس مسئلہ پر بحث ہوتی رہی۔ مسٹر ایچو لیچو اور اس کے ساتھی جس قدر نئے ٹیکس عاید کرنے کے متعلق مستعد تھے، اسی قدر عوام کے ردعمل سے خائف تھے۔ بیشتر وزیروں اور نیشنل اسمبلی کے ارکان کو یہ بات قطعاً پسند نہ تھی کہ ان کی ناجائز آمدنیوں کا کچھ حصہ صوبائی حکومتوں کی طرف منتقل کر دیا جائے۔ بعض ارکانِ اسمبلی کی یہ حالت تھی کہ وہ اپنی ذاتی آمدنیاں کم ہو جانے کے خوف سے نئے صوبوں کے قیام کی مخالفت میں اپوزیشن کی ہاں میں ہاں ملا رہے تھے۔

اعلیٰحضرت سائمن اس صورت حال کے بارے میں کم پریشان نہ تھے لیکن وہ ان لوگوں میں سے تھے جو بدترین حالات کو بھی اپنے لیے سازگار بنا لیتے ہیں۔ چنانچہ جب ایوان اسمبلی میں گرما گرم بحث ہو رہی تھی، اعلیٰحضرت چپ چاپ ایک شاندار کارنامہ انجام دے رہے تھے اور وہ یہ تھا کہ آپ صبح و شام سابق وزیروں اور ملک بھر کے مشہور و معروف بلیک مارکیٹروں اور اسمگلروں کے ساتھ تاش کھیلا کرتے تھے تاش کھیلنے والے حضرات خاص مہمانوں کی حیثیت سے بلائے جاتے تھے اور اعلیٰحضرت ان کے ساتھ کھیل شروع کرنے سے پہلے یہ فرما دیا کرتے تھے کہ ہمیں ہنگامی حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے تمہارے عملی تعاون کی ضرورت ہے اور اس عملی تعاون کی بہترین صورت یہ ہے کہ تم اپنی حرام کی کمائی کی کم ازکم نصف رقم میرے ساتھ کھیل میں ہار دو۔ جب ملک کے حالات بہتر ہو جائیں گے تو تمہاری اس قربانی کا پورا صلہ دیا جائے گا۔ اگر کوئی معزز مہمان پس و پیش کرتا تھا تو اعلیٰحضرت اسے یہ دھمکی دیتے تھے کہ اگر ملک کے حالات زیادہ خراب ہو گئے تو مجھے یہاں سے بھاگنا

پڑے گا۔ تمہیں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ جب تم میری سرپرستی سے محروم ہو جاؤ گے تو اس ملک کے عوام تمہارے ساتھ کیا سلوک کریں گے اور معزز مہمان اعلیٰحضرت کے تیور دیکھ کر خوشی خوشی اپنی آدھی دولت ہار دیتے تھے۔

سات دن بعد جب کہ اسمبلی کے ارکان ابھی کسی نتیجے پر نہیں پہنچے تھے، اعلیٰحضرت نے ایچو لیچو کو بلا کر یہ خوشخبری دی کہ اب تمہیں مزید ٹیکسوں کے متعلق بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم نے تاش کی بدولت سات دن میں جو رقم جمع کی ہے، وہ کم ازکم ایک سال کے اخراجات کے لیے کافی ہوگی۔ میں صوبائی حکومتوں کو قرضۂ حسنہ کے طور پر یہ رقم دوں گا۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ حالات سازگار ہو جانے کے بعد اس رقم کی ایک ایک کوڑی مجھے لوٹا دی جائے۔

ایچو لیچو نے کہا۔ "حضور! مجھے اس بات کی قطعاً امید نہیں کہ اب اقتصادی لحاظ سے ہمارے حالات سازگار ہوں گے۔ ایک سال کے بعد ہمیں پھر نئے ٹیکس عائد کرنے کے متعلق سوچنا پڑے گا۔"

سائمن نے جواب دیا۔ "تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے دل میں کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ یہ صوبے اور ان کی حکومتیں ہمیں ایک سال سے زیادہ پریشان کریں گی۔ ایک سال کے عرصہ میں ہم کئی ایسے تجربے کر چکے ہوں گے، جو تمہارے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوں گے۔"

(۵)

چند ماہ اور گزر گئے اور اس عرصہ میں عوام کے لیے اتنے مسائل پیدا ہو چکے تھے کہ ان میں کنگ سائمن کے متعلق سوچنے کی سکت بھی باقی نہ تھی۔ صوبائی اور مرکزی حکومتیں جب یہ دیکھتی تھیں کہ عوام کی توجہ کسی ایک مسئلے کی طرف مبذول ہو چکی ہے

تو وہ انھیں الجھانے کے لیے بیسیوں اور مسائل پیدا کر دیتی تھیں۔ مرکزی حکومت نے پہلے یہ اعلان کیا تھا کہ سابق اضلاع صوبوں میں تبدیل کر دیے جائیں گے۔ پھر صوبائی حکومتوں کی طرف سے یہ مطالبہ پیش ہوا کہ صوبوں کے اختیارات کی تقسیم مختلف قبائل کی آبادی کے تناسب سے ہونی چاہیے۔ اس کے بعد یہ مسئلہ پیدا کیا گیا کہ بعض قبائل مختلف صوبوں میں اس طرح بکھرے ہوئے ہیں کہ ان کی آواز کسی ایک علاقے میں موثر نہیں ہو سکتی اس لیے انھیں اکٹھا کرنے کے لیے صوبوں کی از سر نو حد بندی کی جائے۔ یہ تجویز منظور کر لی گئی تو بعض صوبائی لیڈروں نے یہ شکایت پیش کی کہ ملک کے تمام قبائل کو قدرتی وسائل سے یکساں فائدہ نہیں پہنچتا۔ مثلاً پہاڑی علاقوں میں رہنے والے قبائل کو یہ شکایت ہے کہ ان علاقوں میں جو بارش ہوتی ہے اس کا سارا پانی نشیب کے میدانوں کی طرف بہ جاتا ہے اور وہاں کے عوام اور وہاں کے کاشتکار اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اس لیے مرکزی حکومت کا فرض ہے کہ وہ یا تو اس پانی کو روکنے کے لیے کوئی موثر کارروائی کرے ورنہ ہمیں میدانی علاقوں کی پیداوار سے حصہ دلائے۔

مرکز میں پہاڑی علاقوں کی نمایندگی کرنے والے ارکان اور وزراء اس مطالبے کے حق میں تقریریں کرتے تھے اور میدانی علاقوں کی نمایندگی کرنے والے اس مطالبے کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے۔ ابھی یہ مسئلہ حل نہیں ہوا تھا کہ ساحلوں کے بنجر علاقوں کے صوبائی اور مرکزی نمایندوں نے یہ اعلان کر دیا کہ مینہ برسانے والی ہوائیں سمندروں سے اٹھتی ہیں، پہاڑوں پر پانی برساتی ہیں اور میدانوں کو سیراب کرتی ہیں، لیکن ہمیں ان سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ ہم سمندر کے قریب رہتے ہیں اور سمندر سے جو نعمتیں ملک کو حاصل ہوتی ہیں ان میں ہم یکساں حقدار ہیں۔ اس لیے ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ پہاڑوں کے جنگلات اور میدانی علاقوں کی

کی زرعی پیداوار سے ہمیں برابر کا حصہ دیا جائے۔ ساحلی علاقوں کے عوام ابھی اس مطالبے پر متحد ہو رہے تھے کہ انھیں ایک نئی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ شمالی ساحل کے ماہی گیروں کے ایک قبیلے نے دوسرے قبیلے کے ماہی گیروں کے خلاف یہ شکایت پیش کی کہ وہ ہمارے حصے کے سمندر سے مچھلیاں پکڑ کر لے جاتے ہیں۔ دوسرے قبیلے نے اس الزام کا یہ جواب دیا کہ ہمارے حصے کی مچھلیاں کسی نامعلوم سبب کے باعث تمھارے حصے کے سمندر میں چلی گئی ہیں اور ہم انھیں پکڑنے میں حق بجانب ہیں۔

صوبائی اور مرکزی حکومتوں میں ان ماہی گیروں کے نمایندوں نے اس مسئلہ میں ایک دوسرے سے بڑھ بڑھ کر دلچسپی لی اور ان کے اکسانے پر یہ قبیلے آپس میں لڑنے مرنے پر تیار ہو گئے۔ پھر حکومت کے کارندوں نے مشرقی ساحل کے ماہی گیروں کو جنوبی ساحل کے ماہی گیروں کے خلاف اکسایا اور انھوں نے یہ سوال اٹھا دیا کہ ان کے سمندر کی مچھلیاں جنوبی ساحل کی طرف چلی گئی ہیں۔ اس لیے یا تو انھیں وہاں شکار کرنے کی اجازت دی جائے ورنہ شکار کی ہوئی مچھلیوں کا کم از کم نصف انھیں دلائی جائیں۔

فریقین کے رہنما ایک دوسرے کے خلاف تقریروں اور بیانوں پر اکتفا کر رہے تھے اور اعلیٰحضرت کے لیے یہ مسئلہ انتہائی پریشان کن تھا کہ ملک کے عوام انتہائی اشتعال کی حالت میں بھی ایک دوسرے کے خلاف اپنی جسمانی قوتوں کا مظاہرہ کرنے سے ہچکچاتے تھے۔ ماہی گیروں کی طرح میدانی اور پہاڑی علاقوں کے کسانوں اور چرواہوں کو بھی ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانے کی کوشش جاری تھی اعلیٰحضرت اس صورت حال کا بغور مطالعہ فرما رہے تھے اور صوبائی اور مرکزی حکومتوں میں اپنے انتہائی قابل اعتماد رفقاء کو وقت کے تقاضوں کے مطابق مناسب ہدایات جاری کی

فرماتے تھے۔ ایک دن ایک گروہ کے لیڈروں کو لنچ کے لیے شاہی دسترخوان پر جمع ہونے کی دعوت موصول ہوتی تھی تو دوسرے دن فریقِ مخالف کے رہنماؤں کو چائے یا ڈنر کے لیے بلا لیا جاتا تھا۔ آہستہ آہستہ تمام مخالف گروہوں کو سیاسی پارٹیوں کا درجہ حاصل ہو چکا تھا اور مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں میں ہر پارٹی کے لیڈر اعلیٰحضرت کو یکساں طور پر اپنا بہی خواہ اور سرپرست سمجھتے تھے۔

اعلیٰحضرت اس بات پر بہت کڑھتے تھے کہ ان کا عہدِ حکومت ختم ہونے والا ہے اور ملک کو خانہ جنگی میں مبتلا کرنے کے متعلق ان کے پروگرام میں تاخیر ہو رہی ہے۔ تاہم حضورِ پُرنور کو یہ امید تھی کہ کسی نہ کسی دن ان کی کوششیں یقیناً بارآور ہوں گی۔ اور مختلف علاقوں کے مزدور، کسان، چرواہے اور ماہی گیر ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑیں گے۔ اعلیٰحضرت نے اپنے آپ کو تقریر و تحریر کی آزادی کا زبردست حامی ثابت کرنے کے لیے تمام گروہوں کے لیڈروں کو اس امر کی اجازت دے رکھی تھی کہ وہ لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانے کے لیے کسی روک ٹوک کے بغیر ریڈیو پر تقریریں کر سکتے ہیں۔

دوسری طرف کالے جزیرے کی حکومت اپنے تمام ریڈیو اسٹیشنوں سے سفید جزیرے کے عوام کے لیے خاص پروگرام نشر کر رہی تھی۔ ان پروگراموں میں سفید جزیرے کے مختلف علاقوں کے باشندوں کو یہ تبلیغ کی جاتی تھی کہ وہ نتائج سے بے پروا ہو کر اپنے پیدائشی حقوق کی حفاظت کے لیے ایک دوسرے کے خلاف ڈٹ جائیں۔ اور ایسے لوگوں کو اپنا بدترین دشمن خیال کریں جو عوام کے اتحاد اور ملک کی سالمیت کے حق میں نعرے لگاتے ہیں۔ سفید جزیرے کے زندہ دل عوام کی فلاح و ترقی کا راز اسی میں ہے کہ وہ اپنے وطن کو چھوٹی چھوٹی آزاد اور خودمختار ریاستوں میں تقسیم کرنے کے لیے ایک دوسرے کے خلاف سینہ سپر

ہو جائیں۔ ہمارے ہمسایہ ملک کے بہادر انسانوں کو خانہ جنگی کے نتائج سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے۔ اگر سفید جزیرے کی حکومت نے خانہ جنگی میں ہلاک ہونے والوں کی خدمات کے اعتراف میں کسی بخل سے کام لیا تو کالے جزیرے کی حکومت ان کے لیے ایک شاندار یادگار تعمیر کرنے کا ذمہ لیتی ہے ٭

حسین وعدے

کنگ سامٹن بے چینی کی حالت میں کمرے کے اندر ٹہل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر پریشانی اور اضطراب کے آثار تھے۔ لوئزا کمرے میں داخل ہوئی اور اُس نے کہا۔ "آپ اس قدر پریشان کیوں ہیں؟"

سامٹن۔ تم نے خبر نہیں سُنی؟

لوئزا۔ میں نے تو یہ سنا ہے کہ اب ملک میں خانہ جنگی کا کوئی امکان باقی نہیں رہا اور آپ کو اس خبر پر خوش ہونا چاہیے۔

سامٹن۔ (برہم ہوکر) لوئزا تم جان بوجھ کر میرا مذاق اُڑا رہی ہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں اس وقت انتہائی خطرناک صورتِ حال کا سامنا کر رہا ہوں۔

لوئزا۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ کو رعایا کی خانہ جنگی سے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا تھا۔

سامٹن۔ تمہیں ایسی باتیں سمجھنے کا وقت نہیں آیا۔ مجھے یقین تھا کہ جب اس ملک میں خانہ جنگی کی آگ کے شعلے بھڑک اٹھیں گے تو یہاں کا ہر باشعور آدمی ہاتھ باندھ کر میرے سامنے آئے گا اور مجھ سے یہ التجا کرے گا کہ اب اس ملک

کے مسائل آپ کے سوا کوئی حل نہیں کر سکتا۔ خدا کے لیے ہم پر رحم کیجیے ہم صرف زندہ رہنے کا حق مانگتے ہیں ــــ پھر میں ان سے یہ کہتا کہ میری حکومت کا دور ختم ہونے کو ہے اور میرے پاس اُن خرابیوں کا کوئی علاج نہیں جو تمھارے بددیانت اور نااہل وزیروں اور نمائندوں نے پیدا کی ہیں ــــ وہ التجائیں کرتے کہ آپ یہیں رہیے۔ آپ ہمیں ان حالات میں چھوڑ کر نہ جائیے ـــــ اور میں انھیں یہ جواب دیتا کہ میں اس معاملے میں قطعاً بے بس ہوں۔ تمھارے اپنے قانون کے مطابق مجھے تین سال سے زیادہ یہاں ٹھہرنے کی اجازت نہیں ہے ـــــ پھر وہ چلّا چلّا کر یہ کہتے کہ ہمیں ایک خطرناک تباہی سے بچنے کے لیے آپ کی ضرورت ہے ـــــ اور میں انتہائی بے نیازی کے ساتھ یہ اعلان کرتا کہ اپنی محبوب رعایا کے اصرار پر ہم نے مزید تین سال کے لیے سفید جزیرے کی حکومت قبول فرمائی ہے۔ لیکن اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی ہوشیار آدمی نے میرے تمام منصوبے خاک میں ملا دیے ہیں۔

وزیرِ اعظم ایچو لیچو کمرے میں داخل ہوا۔ سامٹن نے لوئزا کو ہاتھ سے اشارہ کیا اور وہ برابر کے کمرے میں چلی گئی۔ ایچو لیچو نے دو زانو ہو کر سامٹن کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور سامٹن حقارت سے اپنی قبا کے ساتھ ہاتھ پونچھنے کے بعد پیچھے ہٹ کر مسند پر بیٹھ گیا۔

سامٹن۔ تمھارا چہرہ بتا رہا ہے کہ تم ہماری پریشانی میں اور اضافہ کرنا چاہتے ہو۔

ایچو لیچو۔ عالی جاہ! مجھے یقین ہے کہ آپ پریشان ہونے کے لیے پیدا نہیں ہوئے۔ میں صرف آپ سے ہدایت لینے کے لیے آیا ہوں۔

سامٹن۔ پہلے یہ بتاؤ کہ ملک کی تازہ صورتِ حالات کیا ہے؟ ہمیں یقین نہیں آتا

کہ عوام کو خانہ جنگی میں مبتلا کرنے کے لیے ہماری تمام کوششیں بے نتیجہ ثابت ہوئی ہیں۔

ایچو لیچو ۔ یقین تو مجھے بھی نہیں آتا عالی جاہ! لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اب خانہ جنگی کا کوئی امکان باقی نہیں رہا۔

سامئن ۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ تم وزیر اعظم کی حیثیت سے اپنی نااہلیت کا اعتراف کر رہے ہو۔

ایچو لیچو ۔ عالی جاہ! مجھے اپنی اہلیت کے متعلق کوئی خوش فہمی نہیں۔ میں نے صرف حضور کے احکام کی تعمیل کی ہے۔ مجھے تو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ حضور خانہ جنگی سے کیا فوائد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

سامئن ۔ ہم نے تمہارے خاندان کی تاریخ سے تمہاری صلاحیتوں کا اندازہ کرنے میں غلطی کی۔ تمہارے آباواجداد ہمارے آباواجداد کی طرح ملک کے بدترین حالات کو بھی اپنے لیے سازگار بنالیا کرتے تھے۔ لیکن تم بالکل گدھے ہو۔

ایچو لیچو ۔ عالی جاہ! ایک طویل عرصہ اقتدار کی مسند سے دور رہنے کے باعث میری خاندانی صلاحیتیں مردہ ہو چکی ہیں۔ تاہم میرے لیے یہ عزت بھی کافی ہے کہ میں آپ کا گدھا ہوں۔

سامئن ۔ تم جانتے ہو کہ جو گدھا اپنے مالک کا بوجھ نہ اٹھا سکے، اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے؟

ایچو لیچو ۔ عالی جاہ! میں نے کبھی اپنے مالک کا بوجھ اٹھانے سے انکار نہیں کیا۔ آپ نے ملک کے اضلاع کے صوبے بنانے اور عوام میں نسلی اور علاقائی منافرتیں بھڑکانے کا جو پروگرام دیا تھا، اس پر میری وزارت نے پوری تندہی سے عمل کیا ہے۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہماری کوششوں سے متوقع نتائج

برآمد نہیں ہوئے۔ عوام میں یکایک ایک خطرناک ذہنی انقلاب آچکا ہے۔ لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانے کے لیے ہم نے جن لیڈروں کی خدمات حاصل کی تھی، وہ اس صورتِ حال سے سخت پریشان ہیں۔ پہلے یہ حالت تھی کہ عوام ان کی تقریریں سن کر جنگ کے نعرے لگایا کرتے تھے۔ اب یہ حالت ہے کہ جب سرکاری مقرر ان کے سامنے جاتے ہیں تو وہ اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس کر گدھوں اور بکریوں کی آوازیں نکالنا شروع کر دیتے ہیں۔

سامئن ۔ تم نے اس ذہنی انقلاب کی وجہ معلوم کی ہے؟

ایچو لیچو ۔ ہاں عالی جاہ! لیکن میں آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتا۔

سامئن ۔ (برہم ہو کر) اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ ہم اس وقت پریشان نہیں ہیں تو تم بالکل گدھے ہو۔

ایچو لیچو ۔ عالی جاہ! مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں آپ کا ایک عاجز گدھا ہوں۔

سامئن ۔ تم صاف صاف بات کیوں نہیں کرتے؟

ایچو لیچو ۔ (جیب سے ایک پمفلٹ نکال کر سامئن کو پیش کرتے ہوئے) عالیجاہ! مجھے یہ پمفلٹ پولیس کی وساطت سے ملا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہ ایک ہفتہ سے بعض نامعلوم ذرائع سے ملک کے طول و عرض میں تقسیم ہو رہا ہے۔

سامئن ۔ بے وقوف تم جانتے ہو کہ میں تمہاری زبان نہیں پڑھ سکتا۔ اس میں کیا لکھا ہے؟

ایچو لیچو ۔ عالی جاہ! میں نے کبھی عقل مند ہونے کا دعویٰ نہیں کیا ——— اس پمفلٹ میں کسی گمنام آدمی نے عوام کو یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ ملک تباہی کی طرف جا رہا ہے۔ وزراء اور نیشنل اسمبلی کے بیشتر ارکان قوم کی آزادی کے خلاف ایک خطرناک سازش کر رہے ہیں اور عالی جاہ! ——— اس پمفلٹ میں آپ کی

ذات پر بھی انتہائی نازیبا حملے کئے گئے ہیں۔

سالمن۔ ہمارے متعلق کیا لکھا ہے؟

ایچو لیچو۔ عالی جاہ! میری زبان پر وہ شرمناک الفاظ نہیں آ سکتے۔

سالمن۔ لیکن ہم سننا چاہتے ہیں۔

ایچو لیچو۔ عالی جاہ! اس پمفلٹ میں یہ لکھا ہے کہ آپ اس ملک کے بدترین دشمن ہیں۔ آپ نے جرائم پیشہ لوگوں کو عوام پر مسلط کر دیا ہے۔ آپ چوروں، ڈاکوؤں، اسمگلروں، جواریوں اور بدقماش لوگوں کی سرپرستی فرماتے ہیں۔ آپ نے اپنے اقتدار کی مدت میں اضافہ کرنے کے لیے عوام کو اَن گنت مسائل میں الجھا دیا ہے۔ عالی جاہ! آپ پر یہ الزام بھی عائد کیا گیا ہے کہ آپ ملک کے بیرونی دشمنوں کے ساتھ ساز باز کر رہے ہیں۔ اور حضور اس پمفلٹ کا آخری فقرہ تو بالکل ہی ناقابلِ برداشت ہے۔

سالمن۔ وہ کیا ہے؟

ایچو لیچو۔ عالی جاہ! وہ یہ ہے کہ آپ کو سفید جزیرے کے تاج و تخت کا مالک بننے کی بجائے کسی جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں ہونا چاہیے تھا۔

سالمن۔ اس پمفلٹ میں تمہارے متعلق کیا لکھا ہے؟

ایچو لیچو۔ عالی جاہ! سفید جزیرے کی زبان میں کوئی ایسی گالی نہیں، جو مجھے نہ دی گئی ہو۔ اس پمفلٹ کے ایک تہائی صفحات میرے خاندان کے ذکر کے لیے وقف ہیں۔

سالمن۔ یہ پمفلٹ کہاں سے شائع ہوا ہے اور اسے تقسیم کرنے والے کون ہیں؟

ایچو لیچو۔ عالی جاہ! میں صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ پمفلٹ ہمارے ملک کے کسی پریس نے نہیں چھاپا۔ اور اسے تقسیم کرنے والوں کے متعلق مجھے کچھ معلوم

نہیں۔ عوام کا یہ سکوت مجھے کسی زبردست طوفان کا پیش خیمہ معلوم ہوتا ہے تازہ ترین صورتِ حال یہ ہے کہ نیشنل اسمبلی کے جن چودہ ارکان نے سرحدی علاقوں میں خانہ جنگی کے حالات پیدا کرنے کا بیڑا اٹھایا تھا، ان میں سے پانچ شرپسند عوام کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف تقریریں کر رہے ہیں۔ باقی نو ارکان اپنا دورہ منسوخ کر کے واپس آ گئے ہیں۔ اُن میں سے تین کو راستے میں پکڑ کر بڑی طرح زدوکوب کیا گیا ہے۔ چوالیس صوبائی وزیر اور صوبائی اسمبلیوں کے قریباً ڈیڑھ سو ممبر بھی یہاں پہنچ گئے ہیں اور ان میں سے تین وزراء اور آٹھ ممبر حضرات کسی مشتعل ہجوم کے نرغے میں آ گئے تھے۔ اس وقت شاہی حمام میں ان کے چہروں سے تارکول صاف کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ان سب کا یہ مطالبہ ہے کہ جب تک عوام کے ذہن سے اس پمفلٹ کا اثر زائل نہیں ہوتا، ہماری حفاظت کا مناسب انتظام کیا جائے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر چند دنوں تک حالات کی یہی رفتار رہی تو حضور پُرنور کے کئی اور جاں نثار یہاں پناہ لینے کے لیے مجبور ہو جائیں گے۔ اس لیے میں نے سرِدست شاہی باغ میں حضور کے معزز مہمانوں کے لیے پانچ سو خیمے نصب کرنے کا حکم دیا ہے۔

گزشتہ چند گھنٹوں میں کئی صوبائی ممبروں اور وزیروں کے استعفے موصول ہو چکے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ ان لوگوں کی دیکھا دیکھی مرکزی اسمبلی کے کئی ارکان بھی استعفے دینے کے لیے تیار ہو جائیں گے اور حزبِ اختلاف جو وقتی مصلحتوں کے باعث خاموش تھی اب ہمیں بہت پریشان کرے گی۔

سالمن۔ اور ان سب باتوں کے باوجود تم نے ان بھگوڑے ممبروں اور وزیروں کو قلعے کے اندر گھسنے کی اجازت دی ہے۔ مجھے تم سے اتنی بڑی حماقت کی

توقع نہ تھی۔

ایچولیچو۔ عالی جاہ! اگر میں چھوٹی بڑی حماقتوں کے درمیان امتیاز کرسکتا تو آج آپ کا وزیراعظم نہ ہوتا۔

سالمن۔ تم ان لفنگوں کو یہاں پناہ دے کر یہ ثابت کرنا چاہتے ہو کہ ہم ملک کے بدخواہوں کے طرفدار ہیں۔ اگر تم میں تھوڑی بہت عقل ہوتی تو تمھیں فوراً یہ اعلان کرنا چاہیے تھا کہ ملک کے چند بدخواہوں کو گرفتار کرلیا گیا ہے۔

ایچولیچو۔ عالی جاہ! اگر انھیں گرفتار کیا گیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ نیشنل اسمبلی کے بیشتر ارکان جو عوام سے کٹ جانے کے بعد آپ کو اپنی ڈھال اور تلوار سمجھتے ہیں، بددل ہوجائیں گے۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ آپ سے مایوس ہوکر عوام سے جاملیں۔

سالمن۔ بے وقوف میں نے یہ نہیں کہا کہ انھیں گرفتار کرلو۔ میں نے صرف یہ کہا ہے کہ ان کی گرفتاری کا اعلان کردو تاکہ عوام، جنھیں اس پمفلٹ نے حکومت کے خلاف مشتعل کردیا ہے، مطمئن ہوجائیں۔

ایچولیچو۔ عالی جاہ! میں آپ کی دوراندیشی کا معترف ہوں۔ لیکن اس پمفلٹ میں عوام کو بار بار متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ آپ کی چالوں سے خبردار رہیں اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں، جب تک کہ حضور واپس تشریف نہیں لے جاتے۔

سالمن۔ عوام یقیناً چین سے نہیں بیٹھیں گے، لیکن چند دن بعد ہمیں ان کی بےچینی سے کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔ ہم حیران ہیں کہ کانچو مانچو نے ابھی تک کوئی اطلاع کیوں نہیں بھیجی۔ ہم گزشتہ ایک ہفتے سے کالے جزیرے میں اس کے شاندار استقبال اور دعوتوں اور ملاقاتوں کی خبریں سن رہے ہیں، لیکن

معلوم نہیں ہوسکا کہ اسے اپنی مہم میں کہاں تک کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اگر کالے جزیرے کی حکومت ہماری سرحدوں پر چھیڑ چھاڑ شروع کردیتی تو عوام کا مسئلہ ہمارے لیے کسی پریشانی کا باعث نہ ہوتا۔

ایچولیچو۔ عالی جاہ! کانچو مانچو واپس تشریف لے آئے ہیں اور میں ان سے ملاقات کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔

سالمن۔ ابے الو، تم نے آتے ہی مجھے یہ خبر کیوں نہ سنائی؟ کانچو مانچو کالے جزیرے کی مہم سے واپس آیا ہے اور تمھارے نزدیک اس بات کی کوئی اہمیت نہیں۔

ایچولیچو۔ عالی جاہ! یہ دن بہت منحوس ہیں۔ کانچو مانچو کوئی اچھی خبر نہیں لایا اور میں آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ یہ کہتا ہے کہ کالے جزیرے کی حکومت نے ہماری سرحدوں پر حملہ کرنے کی تجویز شکریہ کے ساتھ ٹھکرا دی ہے۔

سالمن۔ (بدحواس ہوکر) لیکن اس نے تو ہمیں بار بار یہ یقین دلایا تھا کہ اس کے وہاں پہنچتے ہی ہماری سرحدوں پر چھیڑ چھاڑ شروع ہوجائے گی۔

ایچولیچو۔ حضور! کالے جزیرے کے وزیراعظم نے یہ کہا ہے کہ میں تمہارے سیاستدانوں پر اعتماد کرسکتا ہوں، لیکن فوج کے متعلق مطمئن نہیں ہوں۔ اب کانچو مانچو یہ کہتا ہے کہ اگر سپہ سالار اور فوج کے بڑے بڑے افسروں کو سبکدوش کردیا جائے یا کسی بہانے ملک سے باہر بھیج دیا جائے تو کالے جزیرے کی حکومت کسی تاخیر کے بغیر حملہ کردے گی۔

سالمن۔ تم جانتے ہو کہ فوج کے افسروں اور سپاہیوں کے درمیان مکمل اتحاد ہے اور میں انھیں خفا نہیں کرسکتا۔ علاوہ ازیں ملک کے عوام سپہ سالار کا بےحد

احترام کرتے ہیں۔ ہم تو صرف یہ چاہتے تھے کہ کالے جزیرے کے جنگی جہاز ہمارے
ساحل کے کسی حصے پر چند گھنٹے گولہ باری کر کے واپس چلے جائیں اور ہم عوام
پر یہ اثر ڈال سکیں کہ ہم نے انھیں ایک فوری خطرے سے بچا لیا ہے اور
کالے جزیرے کی جنگی تیاریوں کے پیش نظر ہمارا چند سال اور اس ملک میں
رہنا ضروری ہے۔

ایچولیچو۔ عالی جاہ! کالے جزیرے کی حکومت کا یہ خیال ہے کہ حملے کی صورت
میں انھیں اس ملک کے سیاستدانوں سے نہیں، بلکہ سپاہیوں سے واسطہ
پڑے گا۔ اور آپ کی حکومت انھیں جوابی کارروائی سے نہیں روک سکے گی۔
کانچو مانچو کہتا ہے کہ کالے جزیرے کی حکومت کو حضور کی پریشانیوں سے کوئی
دلچسپی نہیں۔ انھیں اس بات کا یقین ہو چکا ہے کہ عنقریب ہمارے ملک
کے حالات اس قدر خراب ہو جائیں گے کہ وہ کسی مزاحمت کے بغیر اپنے
مطالبات منوا سکیں گے۔ کالے جزیرے کے وزیر اعظم نے کانچو مانچو سے یہ
کہا ہے کہ ہمیں ایسے ملک کے خلاف جنگ لڑنے کی ضرورت نہیں جو اپنی
حکومت کے ہاتھوں بتدریج تباہی کی طرف جا رہا ہے۔ ہم تمہارے بادشاہ کو
اس بات کا موقع دینا چاہتے ہیں کہ وہ اپنی رعایا کو اس کے مستقبل سے اس
قدر بددل اور مایوس کر دے کہ اسے ملک کی آزادی اور بقا کے ساتھ کوئی
دلچسپی نہ رہے۔ ابھی تمہارے عوام میں زندگی کی کچھ علامات باقی ہیں۔ اگر ہم نے
فوراً حملہ کر دیا تو وہ متحد ہو جائیں گے اور فوج ان کا ساتھ ہی نہیں دے گی
بلکہ ان کی رہنمائی کرے گی۔

سالمن۔ کانچو مانچو اس وقت کہاں ہے؟

ایچولیچو۔ وہ شاہی مہمان خانے میں ہے عالی جاہ! اور آپ کی قدم بوسی کے لیے

بیتاب ہے۔ اگر حکم ہو تو اسے بلا لیا جائے۔

سالمن۔ اور وہ کس کی اجازت سے محل کے اندر داخل ہوا ہے؟

ایچولیچو۔ عالی جاہ! اسے کسی کی اجازت کی ضرورت نہ تھی۔ محل کے کمانڈنٹ
اور پہرے داروں کو اس بات کا علم تھا کہ وہ کسی روک ٹوک کے بغیر یہاں آ
سکتا ہے۔ لیکن اگر حضور اس کے یہاں ٹھہرنے میں کوئی خطرہ محسوس کرتے
ہیں تو میں ابھی پہریداروں کو حکم دیتا ہوں کہ اسے دھکے دے کر محل سے باہر
نکال دیا جائے۔ لیکن مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ محل سے باہر اس کے
لیے کوئی جگہ محفوظ نہیں۔ کالے جزیرے میں جس جوش و خروش کے ساتھ
اس کا خیر مقدم کیا گیا ہے، اس کے بعد ہمارے لیے یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ یہاں
کے عوام اس سے کس قدر متنفر ہو چکے ہیں۔ شہر میں اس قسم کی افواہیں گرم
ہیں کہ وہ کالے جزیرے کی حکومت کے ساتھ ہماری آزادی کا سودا چکانے
گیا تھا۔ کانچو مانچو کو خود بھی اس بات کا احساس تھا کہ ملک کے عوام ہاتھ دھو کر
اس کے پیچھے پڑ جائیں گے اور یہی وجہ ہے کہ وہ ایک ماہی گیر کا بھیس بدل کر
یہاں پہنچا ہے۔

سالمن پریشانی اور اضطراب کی حالت میں کچھ دیر کمرے کے اندر ٹہلتا رہا۔ بالآخر
اس نے ٹیلیفون کا ریسیور اٹھا کر کہا۔ "ہیلو! ہم ڈائرکٹر نشریات سے بات کرنا چاہتے
ہیں۔"

سالمن نے ریسیور نیچے رکھ دیا اور خاموشی سے ایچولیچو کی طرف دیکھتا رہا۔
چند ثانیہ بعد ٹیلیفون کی گھنٹی سنائی دی اور سالمن نے ریسیور اٹھا کر کہا۔ "ہیلو! تم اسی
وقت ریڈیو پر یہ خبر نشر کروا دو کہ کانچو مانچو اور اس کی پارٹی کے کئی اور آدمیوں کو ملک کی
آزادی اور سالمیت کے خلاف ایک خطرناک سازش کے جرم میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ہم

شام کے سات بجے اس سلسلہ میں بذاتِ خود ایک اہم اعلان کریں گے ۔" نہیں نہیں" بے وقوف انھیں گرفتار نہیں کیا گیا۔ تم کو صرف یہ اعلان کرنا ہے۔

ایچولیچو۔ عالی جاہ! کیا یہ زیادہ بہتر نہیں ہوگا کہ ڈائرکٹر نشریات کی بجائے یہ اعلان میں خود کروں؟

سالمن۔ تم کس حیثیت میں یہ اعلان کرنا چاہتے ہو؟

ایچولیچو۔ عالی جاہ! میں آپ کا وزیر اعظم ہوں۔

سالمن۔ (اطمینان سے مسند پر بیٹھتے ہوئے) اب تم وزیر اعظم نہیں ہو۔

ایچولیچو۔ عالی جاہ! میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔

سالمن۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ ہم نے تمھیں برطرف کر دیا ہے۔ ہم نے تمھارے نااہل، بددیانت اور احمق ساتھیوں کو بھی برطرف کر دیا ہے۔

ایچولیچو۔ لیکن ہمارا قصور کیا ہے عالی جاہ!

سالمن۔ اس سوال کا جواب تمھیں ہماری رعایا سے پوچھنا چاہیے۔

ایچولیچو۔ (مسند کے سامنے دوزانو ہو کر) عالی جاہ! میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ ہم نااہل بددیانت اور بیوقوف ہیں۔ ہم گدھے ہیں۔ لیکن آپ کو گدھوں کی ضرورت ہے۔

سالمن۔ میری رعایا تم سے نفرت کرتی ہے۔

ایچولیچو۔ عالی جاہ! رعایا کے ساتھ ہم نے جو سلوک کیا ہے، وہ حضور کی ہدایات کے عین مطابق تھا۔

سالمن۔ تم بہت موٹی عقل کے آدمی ہو۔

ایچولیچو۔ عالی جاہ! میں نے ہمیشہ آپ کی عقل پر بھروسہ کیا ہے۔ اگر مجھے برطرف کرنے میں کوئی مصلحت ہے تو بتا دیجیے۔ مجھے کوئی شکایت

نہیں ہوگی۔

سالمن۔ تم اس بات کا اعتراف کرتے ہو کہ عوام تم سے نفرت کرتے ہیں۔

ایچولیچو۔ ہاں عالی جاہ! میں صدقِ دل سے اس تلخ حقیقت کا اعتراف کرتا ہوں۔

سالمن۔ تم یہ جانتے ہو کہ تمھاری وجہ سے عوام ہمارے ساتھ بھی نفرت کرنے لگ گئے ہیں۔

ایچولیچو۔ ہاں عالی جاہ! لیکن حضور جانتے ہیں کہ یہ نفرت ہماری مشترکہ کوششوں کا نتیجہ ہے۔

سالمن۔ کیا یہ درست نہیں کہ ہمارے ہر کام میں کوئی نہ کوئی ایسی مصلحت ہوتی ہے جو تمھاری سمجھ میں نہیں آسکتی؟

ایچولیچو۔ ہاں عالی جاہ! لیکن میں جاننا چاہتا ہوں کہ وہ مصلحت کیا ہے۔

سالمن۔ اچھا سنو۔ تمھیں برطرف کرنا ہمارے اسی پروگرام کی ایک کڑی ہے، جس کے تحت تمھیں ملک کے سیاسی قبرستان سے نکال کر وزارت کی گدی پر بٹھایا گیا تھا۔ ہمارا خیال تھا کہ جب عوام خانہ جنگی سے تنگ آجائیں گے۔ تو ہمیں ان کا طرفدار بن کر صوبائی اور مرکزی حکومتوں کو برطرف کرنے کا موقع مل جائے گا۔

ایچولیچو۔ لیکن عالی جاہ! اس مقصد کے حصول کے لیے ملک میں خانہ جنگی شروع کروانے کی کیا ضرورت تھی۔ عوام اس وقت بھی ہم سے متنفر تھے، جب ہم وزیر نہیں تھے۔ اگر آپ وزارت کا حلف اٹھوانے سے پانچ منٹ بعد ہی ہمیں برطرف کر دیتے تو بھی عوام کی صفوں سے ہمارے حق میں کوئی آواز نہ اٹھتی۔

سامئن۔ بے وقوف تم ہماری مجبوریوں کا احساس نہیں کرتے۔ اس وقت ہمارے سامنے اہم ترین مسئلہ یہ ہے کہ عوام کی توجہ کسی اور طرف مبذول کی جائے اور ہمیں اس بات کا پورا اطمینان ہے کہ عوام کے تمام مصائب کی ذمہ داری تمھاری وزارت اور نیشنل اسمبلی پر ڈالی جا سکتی ہے۔ عوام انقلاب کے نعرے لگا رہے ہیں اور میں اس انقلاب کا ہیرو بن سکتا ہوں۔ عوام کے سینوں میں انتقام کی آگ سلگ رہی ہے اور میں اس آگ کے لیے ایندھن مہیا کروں گا۔ تم لوگ عوام کے سامنے نہیں جا سکتے، لیکن میں ان کا سامنا کر سکتا ہوں۔ میرے لیے عوام کو یہ سمجھانا مشکل نہ ہوگا کہ اس نااہل وزارت نے تمھارے لیے کتنے مصائب پیدا کر دیے ہیں اور میں انھیں یہ بھی سمجھا سکوں گا کہ اگر نیشنل اسمبلی کے ارکان مجھے غلط مشورے نہ دیتے تو اس نااہل وزارت کا قیام عمل میں نہ آتا۔

ایچولیچو۔ عالی جاہ! میں آپ کا بندۂ بے دام ہوں۔ اگر آپ مجھے وزارت عظمیٰ کے عہدے سے ہٹا کر اپنے باغ کا مالی مقرر کر دیں تو بھی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ میری کابینہ کے باقی ارکان کی بھی یہی حالت ہے۔ لیکن اگر آپ نے نیشنل اسمبلی کو برطرف کیا تو اس کے کئی ارکان عوام کے ساتھ جا ملیں گے۔

سامئن۔ ابھی ہم نے نیشنل اسمبلی کو برطرف کرنے کا ارادہ نہیں کیا، لیکن اس کی وجہ یہ نہیں کہ ہمیں نیشنل اسمبلی کے ارکان کی طرف سے کسی جوابی کارروائی کا خوف ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ان میں سے بہت کم ایسے ہیں، جو عوام کے سامنے جانے کی جرأت کر سکتے ہیں۔ ہم عوام سے صرف یہ وعدہ کریں گے کہ نیشنل اسمبلی کی دوبارہ تشکیل کی جائے گی۔ بدنام ارکان کو نکال دیا جائے گا۔

اور ان کی جگہ ایسے آدمی لیے جائیں گے، جن پر عوام کا اعتماد ہو۔ جب عوام کا جوش و خروش ٹھنڈا ہو جائے گا تو یہ فیصلہ کرنا ہمارے اختیار میں ہوگا کہ عوام کن لوگوں کو قابلِ اعتماد سمجھتے ہیں۔

ایچولیچو۔ عالی جاہ! میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ میری کابینہ کے ارکان کی طرح نیشنل اسمبلی کے ممبروں کو بھی حضور کے سامنے دم مارنے کی جرأت نہیں ہوگی۔ جب آپ تشریف لائے تھے تو یہ حالت تھی کہ نیشنل اسمبلی کا ہر رکن بادشاہت کے خواب دیکھ رہا تھا۔ لیکن اب یہ حالت ہے کہ ان میں سے کوئی بھی آپ کی سرپرستی سے نکل کر عوام کے پاس جانے کے قابل نہیں رہا۔ ہم سب یہ دعائیں مانگتے ہیں کہ آپ قیامت تک اس ملک پر حکومت کریں، بلکہ ہم یہ دعا بھی مانگتے ہیں کہ ملک رہے یا نہ رہے آپ کی حکومت ضرور رہنی چاہیے۔

سامئن۔ میں تمھارا شکر گزار ہوں اور تمھیں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ تمھارے لیے مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ اگرچہ تم اس قدر بدنام ہو چکے ہو کہ مجھے تم کو وزارت سے نکالنے کے بعد نیشنل اسمبلی کی رکنیت سے بھی خارج کرنا پڑے گا۔ تاہم جب تک ہم یہاں ہیں، تمھیں کسی وقت بھی یہ محسوس نہیں ہونے دیا جائے گا کہ تم تمام اختیارات سے محروم ہو چکے ہو۔ نئی وزارت میں تمھیں اپنی جگہ کم از کم ایک ایسے رکن کو بھرتی کروانے کا حق حاصل ہوگا جو تم سے زیادہ ذلیل ہو۔ نیشنل اسمبلی کی تشکیلِ نو کے لیے میں نے جو فارمولا سوچا ہے وہ بھی تم لوگوں کی خواہشات کے عین مطابق ہوگا۔

ایچولیچو۔ عالی جاہ وہ فارمولا کیا ہے؟

سامئن۔ وہ فارمولا یہ ہے کہ نئی نیشنل اسمبلی پرانی نیشنل اسمبلی کے ارکان کے

ووٹوں سے منتخب ہوگی۔

ایچولیچو۔ عالی جاہ! میں اس کا مطلب نہیں سمجھا۔ اگر موجودہ نیشنل اسمبلی کے تمام ارکان الکشن میں کھڑے ہوگئے تو کیا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہر رکن صرف اپنے ذاتی ووٹ سے منتخب ہو سکتا ہے۔

سامئن۔ نہیں بے وقوف! اس انتخاب میں ہر امیدوار کے لیے اپنے علاوہ ایک اور ووٹ حاصل کرنا ضروری ہوگا۔

ایچولیچو۔ عالی جاہ! مجھے یقین ہے کہ میں اپنے لیے ایک کی بجائے دس ووٹ حاصل کر سکوں گا۔

سامئن۔ پاگل آدمی! میرا مقصد عوام کو مطمئن کرنا ہے۔ جو لوگ عوام کی نگاہوں میں بہت زیادہ بدنام ہیں انھیں الیکشن میں کھڑا ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ تمھارے جیسے لوگوں کو صرف اپنے کسی ساتھی کے حق میں ووٹ دینے کی اجازت ہوگی۔ میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ نئی اسمبلی میں موجودہ اسمبلی کے پچاس فیصد رکن لے لیے جائیں۔

ایچولیچو۔ عالی جاہ! میں اب آپ کا مطلب سمجھ گیا ہوں، لیکن اس بات کا فیصلہ کون کرے گا کہ موجودہ اسمبلی کے ممبروں میں سے زیادہ بدنام کون ہیں؟

سامئن۔ یہ فیصلہ ہم کریں گے۔ لیکن یہ بات صیغۂ راز میں رہے گی۔ عوام کے ذہن پر صرف یہ اثر ڈالا جائے گا کہ نیشنل اسمبلی کو زیادہ نمایندہ بنانے کے لیے ہم نے جو قدم اٹھایا تھا، اس کا خاطر خواہ نتیجہ نکلا ہے۔ پچاس فیصد ممبر جن سے عوام کو بے حد نفرت تھی، الیکشن ہار گئے ہیں۔

ایچولیچو۔ اور آپ کا یہ ناچیز غلام ان پچاس فیصدی ممبروں میں شامل ہوگا، جنھیں زیادہ بدنام سمجھ کر نیشنل اسمبلی کی ممبری سے سبکدوش کر دیا جائے گا۔

سامئن۔ تم نے پہلی مرتبہ عقل کی بات کی ہے۔

ایچولیچو۔ لیکن عالی جاہ! وزارت کے ساتھ اسمبلی کی رکنیت سے بھی محروم ہو جانے کا صدمہ میرے لیے ناقابلِ برداشت ہوگا۔

سامئن۔ تمھارے اطمینان کے لیے میں یہ بتا دینا کافی سمجھتا ہوں کہ تمھیں نکالنے کے بعد اسمبلی میں نئے ممبروں کی بھرتی تمھاری خواہشات کے عین مطابق ہوگی یعنی ہم تمھیں اس بات کا موقع دیں گے کہ وزارت کی طرح اسمبلی میں بھی جو کرسیاں خالی ہوں، وہاں تم اپنی مرضی کے آدمی بٹھا سکو۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ نئے ممبر تمھارے اشاروں پر ناچیں تو تمھیں ایسے لوگوں کے حق میں سفارش کرنی چاہیے جو تم سے زیادہ نالائق اور زیادہ بے ضمیر ہوں۔

ایچولیچو۔ عالی جاہ! ہماری طرف سے ایسے ممبر تلاش کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں ہوگی۔ لیکن میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزارت اور اسمبلی کی ممبری سے محروم ہو جانے کے بعد ہماری سرکاری حیثیت کیا ہوگی؟ آپ جانتے ہیں کہ ہم محل سے باہر نکل کر عوام کو منہ نہیں دکھا سکتے۔

سامئن! تمھیں عوام کو منہ دکھانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ محل کے اندر تم مناسب وقت آنے تک میرے مستقل مہمان کی حیثیت سے رہو گے۔ نئی وزارت اور نئی نیشنل اسمبلی تمھیں اپنا سرپرست خیال کرے گی۔ تم غیر سرکاری حیثیت میں وزارت اور اسمبلی کی کارروائیوں میں حصہ لے سکو گے۔ لیکن محل سے باہر یہی خیال کیا جائے گا کہ تم ہماری قید میں ہو۔ لیکن اگر ہماری باتوں سے تمھارا اطمینان نہیں ہوا تو تم عوام کی طرف رجوع کر سکتے ہو۔ ہم تمھارا راستہ نہیں روکیں گے۔

ایچولیچو۔ نہیں نہیں عالی جاہ! مجھے قید کر دیجیے۔ مجھے پھانسی پر لٹکا دیجیے، لیکن عوام

کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ نہ دیجیے۔

سامئن ۔ تم بہت سمجھدار ہو۔ اب تشریف لے جاؤ۔ ہم نے بہت کچھ کرنا ہے۔

ایچولیچو۔ عالی جاہ! مجھے یقین ہے کہ آپ عوام کو مطمئن کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن اس کے بعد آپ کا پروگرام کیا ہوگا؟

سامئن ۔ چند گھنٹوں تک ہم ریڈیو پر عوام کو خطاب کریں گے اور تمھیں یہ معلوم ہو جائے گا کہ ہمارا پروگرام کیا ہے۔

(۲)

کچھ دیر بعد سفید جزیرے کے ریڈیو اسٹیشن سے تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد یہ اعلان سنایا جا رہا تھا کہ آج شام پانچ بجے قوم کے نام اعلیٰحضرت کنگ سامئن کا ایک اہم پیغام نشر کیا جائے گا۔ اعلیٰحضرت کا یہ پیغام سفید جزیرے کی تاریخ میں ایک نئے دور کا پیش خیمہ ہوگا۔

کنگ سامئن کے اعلان کے متعلق عوام کی بے تابی ایک قدرتی بات تھی وہ یہ جاننا چاہتے تھے کہ سفید جزیرے کی تاریخ کے نئے دور میں انھیں کون سے نئے مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ وہ لیڈر جو حکومت کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کر رہے تھے، عوام کو یہ سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے کہ کنگ سامئن تمھیں پھر ایک بار بیوقوف بنانا چاہتا ہے۔ وہ اِدھر اُدھر کی باتوں سے تمھارا جوش و خروش ٹھنڈا کر دے گا اس لیے تم پانچ بجتے ہی اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لو اور اس ظالم کی کوئی بات نہ سنو۔

عوام چند گھنٹے بازاروں، چوراہوں اور عبادت گاہوں میں باغی لیڈروں کی تقریریں سنتے اور کنگ سامئن کے خلاف نفرت انگیز نعرے بلند کرتے رہے۔

لیکن چار بجے کے قریب وہ اپنے لیڈروں سمیت ان گھروں، دوکانوں اور ہوٹلوں کی طرف بھاگ رہے تھے جہاں ریڈیو سیٹ موجود تھے۔ عجیب بات یہ تھی کہ ہر آدمی دوسرے کو اس بات کی تلقین کر رہا تھا کہ تمھیں کنگ سامئن کی تقریر نہیں سننی چاہیے لوگوں سے یہ وعدے لیے جا رہے تھے کہ وہ اپنے ریڈیو بند رکھیں گے۔ لیکن پانچ بجنے سے چند منٹ قبل ہر ریڈیو سیٹ کے گرد جمع ہونے والے لوگ اس تجویز پر متفق ہو رہے تھے کہ ریڈیو سیٹ آن کر دیے جائیں لیکن کانوں میں انگلیاں ٹھونس لی جائیں اور کنگ سامئن کی منحوس آواز سننے سے انکار کر دیا جائے۔ چنانچہ پانچ بجتے ہی لوگوں نے ریڈیو آن کر دیے اور کنگ سامئن کی منحوس آواز سے نفرت کا اظہار کرنے کے لیے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ لیکن کنگ سامئن کی تقریر شروع ہوئی تو انتہائی کوشش کے باوجود ان کی انگلیاں کانوں سے باہر آ گئیں۔ اور وہ دم بخود ہو کر کنگ سامئن کی یہ تقریر سن رہے تھے۔

"سفید جزیرے کے باشندو! ہم تمھیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں سمجھتے کہ ملک کے حالات کس قدر ابتر ہو چکے ہیں۔ ہم مرکزی وزارت اور صوبائی حکومتوں کے ان نااہل عہدہ داروں کو قابل معافی نہیں سمجھتے۔ جنھوں نے ہماری وفادار رعایا پر بھوک افلاس اور بے روزگاری کی لعنتیں مسلّط کر دی ہیں۔ ملک کو امن اور اتحاد کی ضرورت ہے۔ اس لیے ہم نے وہ صوبائی حد بندیاں ختم کر دی ہیں، جن کے باعث عوام خانہ جنگی میں مبتلا ہو گئے تھے۔ آپ سن چکے ہیں کہ ملک کے بعض غدار جو کالے جزیرے کی حکومت کے اشاروں پر عوام کو خانہ جنگی میں مبتلا کرنے کی کوشش کر رہے تھے گرفتار کر لیے گئے ہیں۔ ملک کو ایسی فرض شناس

وزارت کی ضرورت ہے، جس کی دیانت داری اور قابلیت پر اعتماد کیا جا سکے۔ اس لیے ہم نے موجودہ وزارت کو برطرف کر دیا ہے۔ ہم اپنی محبوب رعایا کو اس امر کا یقین دلاتے ہیں کہ سابقہ وزارت کے تمام ارکان کی بے ضابطگیوں کے خلاف تحقیقات کی جائے گی۔ نئی وزارت کے ارکان کے ناموں کا اعلان بہت جلد کر دیا جائے گا اور ہماری کوشش ہوگی کہ یہ لوگ انتہائی قابلِ اعتماد ہوں۔ ہمیں اس بات کا بھی اعتراف ہے کہ نیشنل اسمبلی نے بھی دیانت داری فرض شناسی اور حب الوطنی کا کوئی اچھا معیار پیش نہیں کیا بعض ارکان تو نہایت بددیانت ثابت ہوئے ہیں لیکن اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ نیشنل اسمبلی کی اکثریت ان قبائلی سرداروں پر مشتمل تھی، جنھیں عوام کے مسائل سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی ہم نے اس کمی کو پورا کرنے کے لیے نیشنل اسمبلی میں چند نئے آدمی شامل کیے تھے، لیکن وہ بھی ہماری توقعات پوری نہیں کر سکے۔ اگر نیشنل اسمبلی فرض شناس ہوتی تو ہمیں ایسی وزارت کی تشکیل کا مشورہ نہ دیتی، جس کے ہر رکن کو ملک کے عوام انتہائی قابلِ نفرت سمجھتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر ہم وزارت کی طرح نیشنل اسمبلی کو بھی برطرف کر دیں تو عوام ہمارے اس اقدام کی تعریف کریں گے۔
لیکن ہمارا دورِ حکومت ختم ہونے والا ہے اور ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہم جاتے جاتے ملک میں ایک ایسا آئینی خلا پیدا کر جائیں جس کے نتائج عوام کے لیے ناخوشگوار ہوں۔ ہمیں اس بات کا اختیار دیا گیا ہے کہ ہم اپنے وطن مریخ جانے سے پہلے اپنا جانشین نامزد کر دیں

لیکن ہماری جمہوریت پسندی کا یہ تقاضا ہے کہ ہم کلیتاً اپنی بصیرت پر اعتماد کرنے کی بجائے یہ مقدس فریضہ کسی ایسی کونسل یا اسمبلی کو سونپ دیں، جو عوام کے ووٹوں سے منتخب ہو۔ یہ نمایندہ کونسل جس شخص کو اپنا بادشاہ منتخب کرے گی، وہ اپنے ہر قول و فعل کے لیے اگر قانونی لحاظ سے نہیں تو کم از کم اخلاقی لحاظ سے عوام کے سامنے جواب دہ ہوگا۔ ہمیں یقین ہے کہ موجودہ اسمبلی کا وجود عوام کے لیے ناقابلِ برداشت ہو چکا ہے، لیکن اسے توڑنے کی بجائے ہماری کوشش یہ ہوگی کہ اس کے موجودہ ڈھانچے میں کوئی ایسا ردوبدل کر دیا جائے، جو عوام کے لیے نسبتاً زیادہ قابلِ قبول ہو۔ ہماری یہ خواہش ہے کہ نیشنل اسمبلی کے جو ارکان انتہائی نااہل اور بددیانت ثابت ہو چکے ہیں، انھیں چھٹی دے دی جائے اور ان کی جگہ بہتر آدمیوں کو عوام کی خدمت کا موقع دیا جائے۔ نیشنل اسمبلی کی تشکیلِ نو کے لیے ہم نے جو فارمولا تیار کیا ہے، اس کی تفصیلات آپ کے سامنے آ جائیں گی
اگر ہمیں اس بات کا احساس نہ ہوتا کہ ہم بہت جلد جا رہے ہیں تو ہم ایک عبوری دور کے لیے اس عارضی ردوبدل کی بجائے ابھی سے عام انتخابات کا اعلان کر دیتے۔ لیکن ہمارے پاس اتنا وقت نہیں۔ اس لیے ہمیں یہ کام کسی ذمہ دار ادارے کو سونپنا پڑے گا اور ہم اس بات کی کوشش کریں گے کہ نیشنل اسمبلی کے نئے ڈھانچے کو اس قابل بنا دیا جائے کہ وہ آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکے۔
ہم ان غداروں کی سرگرمیوں سے بے خبر نہیں ہیں، جو بیرونی

Scanned by iqbalmt

دشمنوں کے ساتھ سفید جزیرے کی عزت اور آزادی کا سودا کر رہے ہیں۔ کالے جزیرے میں مسٹر کاپچو ماپچو کا مشن یہ تھا کہ وہاں کی حکومت کو سفید جزیرے پر حملے کی ترغیب دی جائے، لیکن خوش قسمتی سے اس کی سازش کامیاب نہ ہو سکی اور ہم نے اسے بروقت گرفتار کر لیا ہے۔ ایسے خطرناک مجرموں کی کڑی نگرانی کی ضرورت ہے، اس لیے ہم نے کاپچو ماپچو کو محل کے اندر نظر بند کر دیا ہے۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ لوگ جنھیں عوام کی بھلائی میں ہمیشہ اپنا نقصان نظر آتا ہے، ہمارے نیک کام میں روڑے اٹکانے کی کوشش کریں گے۔ ہمارے خلاف طرح طرح کی افواہیں پھیلائیں گے۔ انتہائی شرمناک اور شر انگیز پوسٹر شائع کیے جائیں گے۔ لیکن ہم اس ملک کو سیاسی بددیانتی، اقتصادی لوٹ کھسوٹ، رشوت ستانی، ذخیرہ اندوزی، اسمگلنگ اور چور بازاری کی لعنتوں سے پاک کرنے کا عزم کر چکے ہیں۔ اور ہمیں یقین ہے کہ دیانت دار اور فرض شناس عوام ہمارے ساتھ پورا پورا تعاون کریں گے۔ اس ملک کو الوداع کہنے سے قبل ہم کم از کم اتنا اطمینان ضرور چاہتے ہیں کہ ہم نے اپنی محبوب رعایا کو مایوسی اور بددلی کے دلدل سے نکال کر ترقی اور خوشحالی کے راستے پر ڈال دیا ہے۔

سفید جزیرے کے باشندو! تم نے بہت مصیبتیں اٹھائی ہیں، لیکن آج تمھاری تاریخ کا سنہری دور شروع ہو چکا ہے۔ آج ہم نے تمھیں اُن نااہل اور بددیانت وزیروں سے نجات دلائی ہے، جو اس ملک کو خانہ جنگی کی طرف دھکیل رہے تھے۔ ہم نے اُن غداروں کے ساتھ کوئی رعایت نہیں برتی، جو تمھیں کالے جزیرے کا غلام

بنانا چاہتے تھے۔ اس لیے ہم تمھیں اس بات کا حق دیتے ہیں کہ تم یوم نجات مناؤ بلکہ، اگر تم یوم نجات کی بجائے ہفتۂ نجات مناؤ تو ہم یہ محسوس کریں گے کہ ہماری رعایا ناشکر گزار نہیں۔ ایک حکمران کے لیے وزارتیں بنانا اور وزارتیں توڑنا یکساں تکلیف دہ ہوتا ہے اور میرے لیے تو یہ اس لیے بھی بہت تکلیف دہ ہے کہ مجھے یہ فرض ادا کرنے کے لیے تنہا اپنی ذہنی صلاحیتوں سے کام لینا پڑتا ہے اور تمھارے نمایندوں میں سے کوئی ایسا نہیں جو اس کارِ عظیم میں میرا ہاتھ بٹا سکتا ہو۔ لیکن تمھیں ان باتوں سے پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ آپ نے جو ذمہ داریاں مجھے سونپی ہیں انھیں میں بہرحال پورا کروں گا۔ میرے لیے یہی کافی ہے کہ آپ میرے کام میں دلچسپی لیتے ہیں اور میں اس دعا کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں کہ آپ اسی طرح میرے کاموں میں دلچسپی لیتے رہیں۔"

کنگ سائمن کی تقریر انگریزی زبان میں تھی۔ جو لوگ تھوڑی بہت انگریزی جانتے تھے وہ دم بخود ہو کر سن رہے تھے اور جو انگریزی نہیں جانتے تھے وہ اضطراب کی حالت میں انگریزی خواندہ حضرات کے چہروں کا اتار چڑھاؤ دیکھ رہے تھے۔ اس کے بعد جب ترجمہ سنایا جانے لگا تو بعض لوگوں نے تالیاں بجانی شروع کر دیں۔ ترجمے کے اختتام پر جگہ جگہ گلیوں اور بازاروں میں اس قسم کے تبصرے ہو رہے تھے

"ایچو لیچو کے ساتھ یہی ہونا چاہیے تھا۔"

"فلاں فلاں وزرا بہت اکڑ کر چلتے تھے۔ اب انھیں آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا۔"

"تم سائمن کو خواہ کچھ کہو لیکن یہ بات تمھیں ماننا پڑے گی کہ وہ ایک مضبوط

Scanned by iqbalmt

آدمی ہے اور ایسے جرائم پیشہ وزیروں اور سیاستدانوں سے نپٹنے کے لیے ہمیں اسی قسم کے حکمراں کی ضرورت تھی۔"

"یار! کنگ سائمن کو دیر کے بعد پتہ چلا کہ یہ وزراء کتنے ذلیل ہیں، ورنہ یہ صورت پیدا نہ ہوتی۔"

"ابے اُلّو! وہ ہمیں بیوقوف بنا رہا ہے یہ وزراء اس نے خود تلاش کیے تھے۔ تم ہفتہ نجات منالو اس کے بعد تمھاری آنکھیں کھلیں گی۔"

ملاقاتیں اور مشورے

محل کے ایک کشادہ کمرے کے اندر کنگ سائمن کی صدارت میں تمام سابق وزارتوں اور نیشنل اسمبلیوں کے وفادار ارکان کا ایک خفیہ اجلاس ہوا اور سابق وزیر اعظم مسٹر ایچ پیچ نے بادشاہ سلامت کی اجازت سے یہ تقریر کی:۔

"عالی جاہ! ہمیں یقین ہے کہ حضور کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا لیکن ہفتہ نجات کے دوران میں عوام نے ملک کے طول و عرض میں آپ کے غلاموں کے خلاف جو مظاہرے کیے ہیں وہ بے حد تشویشناک ہیں۔ ہمارے خلاف انتہائی اشتعال انگیز تقریریں کی گئی ہیں جلسوں میں ہمارے پُتلے جلائے گئے ہیں۔ پرسوں حضور کے محل کے صدر دروازے کے سامنے سے بے شمار لوگوں کا جو جلوس گزرا تھا، اُس کے آگے آگے کوئی تین سو گدھے تھے اور ہر گدھے کی گردن میں کسی وزیر، کسی کونسلر، یا کسی بڑے لیڈر کے نام کی تختی لٹک رہی تھی شہر کے منچلے ان بے کس گدھوں کو گھیر گھیر کر لاٹھیوں سے مار رہے تھے۔ دو کمزور گدھے جن میں سے ایک کی گردن میں میرے اور دوسرے

کی گردن میں میرے پیشرو مسٹر شوشلنگ کی تختی لٹک رہی تھی لاٹھیوں
کی تاب نہ لا سکے اور انھوں نے محل کے دروازے کے عین سامنے
دم توڑ دیا۔"

سائمن۔ تمھیں ہمارا شکر گزار ہونا چاہیے کہ عوام کی توجہ تم لوگوں کی بجائے مریل گدھوں
کی طرف مبذول ہو چکی ہے۔

ایچولیچو۔ ہم حضور کے ناشکر گزار نہیں لیکن عالی جاہ اس بات کی کیا ضمانت ہے
کہ وہ اپنا غصہ صرف گدھوں پر نکالتے رہیں گے۔

سائمن۔ اس بات کی ضمانت ہم ہیں۔ جب تک اس ملک پر ہماری حکومت ہے،
تمھارا بال بیکا نہیں ہوگا۔

مکانچو مانچو۔ عالی جاہ! ہمارا مستقبل بے حد مخدوش ہے۔ آپ یقیناً مبارک باد کے
مستحق ہیں کہ آپ کے خلاف لوگوں کی زبانیں بند ہو چکی ہیں۔ اب گلیوں
اور بازاروں میں "کنگ سائمن واپس جاؤ" کے نعرے سنائی نہیں دیتے بلکہ
بعض لوگ آپ کو اپنا محسن خیال کرنے لگ گئے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ جب
تک سفید جزیرے میں ایک نمایندہ حکومت قائم نہیں ہوتی آپ کو یہیں
رہنا چاہیے۔ لیکن ہمارا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ اس قلعے سے باہر
ہمارے لیے سر چھپانے کی کوئی جگہ نہیں اور قلعے کے اندر ہم آپ کے رحم و کرم
پر ہیں۔ یہ عین ممکن ہے کہ عوام کسی وقت قلعے کے اندر گھس کر ہماری گردنیں
دبوچ لیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی وقت حضور کی نگاہیں بدل جائیں اور
ہمیں یہاں سے دھکے دے کر نکال دیا جائے۔ حضور نے عوام کو ہفتہ نجات
منانے کا مشورہ دیا تھا اور عوام نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اس ہفتے
کے اختتام پر حضور ہماری گردنوں میں رسّے ڈال کر ان کے حوالے کر دیں گے

اور یہی وجہ ہے کہ وہ زیادہ مشتعل نظر نہیں آتے۔ پھر انھیں یہ اطمینان بھی ہے
کہ ہم یہاں آپ کی قید میں ہیں۔ لیکن جس دن انھیں یہ پتہ چلے گا کہ حضور کے
خادموں کو مہمانوں کی حیثیت سے یہاں رکھا گیا ہے تو وہ آپے سے باہر ہو
جائیں گے۔

سائمن۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم یہاں رہ کر ہم پر کوئی احسان کر رہے ہو تو تم خوشی سے
اس قلعے سے باہر جا سکتے ہو۔ تمھیں اب اتنا بھی یاد نہیں رہا کہ ہم نے تمھیں قید
سے نکال کر نئی زندگی عطا کی تھی۔

مکانچو مانچو۔ میں احسان فراموش نہیں ہوں عالی جاہ! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا تھا
کہ اگر آپ کی نگاہ میں ہماری جانوں کی کوئی قیمت ہے تو یہ کافی نہ سمجھئے کہ آپ
نے عارضی طور پر عوام کا جوش و خروش ٹھنڈا کر دیا ہے خدا کے لیے کوئی
ایسا قدم اٹھائیے کہ آپ کے پرانے خادم ہمیشہ کے لیے عوام کے
عتاب سے محفوظ ہو جائیں۔

سائمن۔ تم بیٹھ جاؤ اگر ہمارا ایک قدم صحیح ہے تو دوسرا غلط نہیں ہوگا (کانچو مانچو بیٹھ
جاتا ہے)

شوشلنگ۔ عالی جاہ اگر مسٹر کانچو مانچو سے کوئی گستاخی ہوئی ہے تو ہم سب
اس کے لیے معذرت چاہتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ ہمارے آخری
محافظ ہیں۔ آپ ہمارے مائی باپ ہیں۔ لیکن یہ فطری بات ہے کہ ایک کمسن
بچہ جب رات کی تاریکی سے گھبراتا ہے تو اپنے والدین کی آغوش میں
پناہ ڈھونڈتا ہے۔ اگر ہم اپنے مستقبل کے متعلق طرح طرح کے خدشات
محسوس کرتے ہیں تو یہ بلاوجہ نہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر انتخابات ہوئے تو ہم
میں سے کسی کے منتخب ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ صرف وہ لوگ کامیاب

ہوں گے جو عوام کو زیادہ سے زیادہ ہمارے خلاف بھڑکا سکیں گے ۔ اور حضور جانتے ہیں کہ عوام کو ہمارے خلاف بھڑکانے کے لیے کسی عقل کی ضرورت نہیں۔ پھر جونئی حکومت عوام کی خواہشات کے مطابق ہوگی وہ ہمیں کچل کر رکھ دے گی ۔ حضور یقیناً یہ بات پسند نہیں کریں گے لیکن ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ان حالات میں ہمارے بچاؤ کی کیا صورت ہوگی ۔

سالمن ۔ تم ایچو لیچو اور کانچو ماچو سے زیادہ بیوقوف ہو۔ کوئی شخص اپنے گدھے کو پرائے گھوڑے پر قربان نہیں کرتا۔ اگر ہم تمھارے مستقبل کے متعلق کوئی خدشہ محسوس کرتے تو انتخابات کا ڈھونگ نہ رچاتے ۔

ایچو لیچو۔ عالی جاہ میں نے انھیں سمجھایا تھا کہ حضور ہمارے مستقبل کے متعلق غافل نہیں ہیں لیکن انھیں اطمینان نہیں ہوتا ۔ یہ آپ کی زبان مبارک سے سننا چاہتے ہیں کہ اگر انتخابات ہوئے تو ہماری کامیابی کے امکانات کیا ہیں ؟

سالمن ۔ تم کتنے جاہل اور کس قدر ناشکر گزار ہو۔ ہم نے ملک کی تمام دولت تمھارے قدموں میں ڈال دی ہے ۔ اب اگر تم ننگے اور بھوکے عوام کے مقابلے میں الیکشن بھی نہ جیت سکو تو تمھاری کم از کم سزا یہی ہو سکتی ہے کہ تمھیں اُن کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا جائے ۔ تمھارے پاس دولت ہے اور عوام کے پاس ووٹ ہیں ۔ تمھارے ہاتھ میں روٹی ہے اور عوام بھوکے ہیں ۔ تمھارے پاس کپڑا ہے اور عوام ننگے ہیں ۔ اور ہم اس بات کی پوری کوشش کریں گے کہ عوام زیادہ مفلس، زیادہ بھوکے اور زیادہ ننگے ہو جائیں ۔ تاکہ تم چار گز کپڑے یا روٹی کے ایک ٹکڑے کے عوض انتہائی بد دماغ آدمی کا بھی ووٹ خرید سکو ۔

ایک وزیر ۔ لیکن عالی جاہ ! الیکشن جیتنے کے لیے دولت کے علاوہ نعروں کی

ضرورت بھی ہوا کرتی ہے ۔ ہمارے پاس روپیہ تو ہے لیکن نعرے کے معاملہ میں ہم بے حد قلاش ہیں ۔ نعرے صرف عوام کے پاس ہیں ۔

سالمن ۔ جب انتخابات کا زمانہ آئے گا تو تم یہ دیکھو گے کہ عوام بھوک کے باعث نعرے بھی نہیں لگا سکتے ۔ پھر اگر وہ ہماری توقع سے زیادہ سخت جان ثابت ہوئے تو تمھیں یہ اطمینان رکھنا چاہیے کہ ہم عوام کے ووٹوں کے بغیر بھی اپنی مرضی کے امیدواروں کو کامیاب کروا سکتے ہیں ۔

دوسرا وزیر ۔ عالی جاہ یہ اُسی صورت میں ممکن ہے جب کہ الیکشن کے دوران میں حکومت کے تمام کل پرزے ہمارے اشاروں پر حرکت کریں ۔

سالمن ۔ پاگل آدمی مجھے یہ کتنی بار سمجھانا پڑے گا کہ انتخابات جس وزارت کی نگرانی میں ہوں گے اس کی تشکیل تمھاری خواہشات کے عین مطابق ہوگی ۔ اب یہ تمھارا کام ہے کہ تم میرے سامنے ایسے لوگوں کے نام پیش کرو جن کے ضمیر تمھارے قبضے میں ہوں اور جو قوم اور ملک کے مستقبل کے متعلق تم سے زیادہ بے حس ہوں ۔ مجھے اس بات کا ملال ہے کہ میں جن وزراء پر اعتماد کر سکتا تھا وہ اس قدر بدنام ہو چکے ہیں کہ میں ان کی خدمات سے مزید فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور مجھے بحالت مجبوری نیشنل اسمبلی کے نصف ایسے ارکان کو چھٹی دینی پڑے گی جن کے متعلق عوام بہت زیادہ بدظن ہو چکے ہیں ۔ لیکن تم لوگ اگر عقل سے کام لو تو یہ اقدام تمھارے لیے کسی پریشانی کا باعث نہیں ہوگا ۔ تمھارا فرض یہ ہے کہ تم ملک کے کونے کونے سے ایسے آدمی تلاش کرو جو حکومت کا کاروبار سنبھالنے کے بعد تمھارے اشاروں پر ناچنے کے لیے تیار ہوں ۔ ایک ایسا وزیر یا کونسلر جس کی سیرت و کردار سے عوام پوری واقفیت رکھتے ہوں انھیں دھوکا نہیں دے سکتا اس لیے تم صرف ایسے بے ضمیر

لوگوں سے کام لے سکو گے جو بے حد گمنام ہوں۔ کچھ عرصہ بعد جب عوام کی توجہ ہمارے نئے وزراء اور ارکان اسمبلی کی طرف مبذول ہو گی تو ان کا جوش و خروش ٹھنڈا پڑ چکا ہو گا اور تم لوگ عوام کی طرف سے کسی مزاحمت کا اندیشہ کیے بغیر ان لوگوں کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کر سکو گے۔ سبکدوش ہونے والے ہر رکن کو مجھے اس بات سے آگاہ کرنا چاہیے کہ وزارت یا نیشنل اسمبلی میں اس کا نعم البدل کون ہو سکتا ہے۔

اس موقع پر میں تمھیں ایک بات بتانا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ کل سے عوام کے بعض بااثر لیڈروں کے ساتھ ہماری خفیہ ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہونے والا ہے اور ان ملاقاتوں کے دوران میں اس قسم کے اعلانات کیے جائیں گے کہ ہم نئی وزارت کی تشکیل اور نیشنل اسمبلی کے ڈھانچے میں ضروری ردوبدل کے لیے ملک کے صحیح الخیال لوگوں کے ساتھ مشورے کر رہے ہیں۔ لیکن تم کو ہمارے اس اقدام سے پریشان نہیں ہونا چاہیے ہم ہر لیڈر سے یہ کہیں گے کہ تم وزارت اور اسمبلی کے لیے چند موزوں آدمیوں کے نام پیش کرو۔ اس طرح ہزاروں ناموں کی ایک لسٹ تیار ہو جائے گی۔ پھر جب ہم دیکھیں گے کہ حالات اب سازگار ہو گئے ہیں تو یہ لسٹ ردی کی ٹوکری میں پھینک دی جائے گی اور تمھاری پسند کے آدمیوں کے ناموں کا اعلان کر دیا جائے گا لیکن عوام بہرحال یہی سمجھیں گے کہ ہم نے ان کے محبوب لیڈروں کے ساتھ صلاح و مشورہ کے بعد ایک نمایندہ حکومت کے قیام کے متعلق ان کی دیرینہ آرزو پوری کر دی ہے۔ یہ عبوری حکومت الیکشن جیتنے کے لیے تمھارا راستہ صاف کرے گی لیکن عوام کے ذہن میں یہی بات ڈالنے کی کوشش کی جائے گی کہ ان کے لیے ایک

نمایندہ حکومت کے قیام کا راستہ صاف کیا جا رہا ہے۔

ایچولیچو۔ لیکن عالی جاہ عوام کو جب یہ معلوم ہو گا کہ ان کے خلاف نئی حکومت کا رویہ سابقہ حکومت سے زیادہ شرمناک ہے تو اس کا نتیجہ کیا ہو گا؟

سامئن۔ بے وقوف میرا مقصد عوام کو بہتر حکومت دینا نہیں بلکہ اس شرط کو منسوخ کرنا ہے جس کی رو سے میں تین سال سے زیادہ تم جیسے گدھوں کی سرپرستی نہیں کر سکتا۔ جب تین سال گزر جائیں گے تو عوام اپنے مستقبل کی تمام امیدیں نئے انتخاب کے نتائج کے ساتھ وابستہ کر دیں گے اور اگر تم سب کی مجموعی عقل صرف ایک گدھے کے برابر ہو تو بھی انتخابات اس وقت تک ٹالے جا سکیں گے جب تک کہ ہماری کامیابی سو فیصد یقینی نہ ہو جائے۔

ہمارے سامنے دوسرا عظیم کام یہ ہو گا کہ عوام کے لیے اتنی مصیبتیں پیدا کر دی جائیں کہ ان میں اپنے مستقبل کے متعلق سوچنے کی ذرہ بھر سکت باقی نہ رہے۔ میرے تین سال ختم ہونے والے ہیں اس لیے میں یہ چاہتا ہوں کہ ابھی سے اخباروں اور پوسٹروں کے ذریعے یہ مطالبہ شروع کر دیا جائے کہ ہمیں سفید جزیرے کو غیر یقینی حالات میں چھوڑ کر جانے کا ارادہ ترک کر دینا چاہیے اور اس وقت تک یہیں ٹھہرنا چاہیے جب تک کہ انتخابات نہیں ہو جاتے مجھے یقین ہے کہ جو لوگ نئی حکومت کے رویہ سے پریشان اور بددل ہوں گے وہ اس مطالبے کی تائید پر مجبور ہو جائیں گے۔ اس مقصد کے لیے تمھیں چند ہوشیار مقررین کو بھی خرید لینا چاہیے۔

ایک رکن:۔ عالی جاہ! آپ کی ذہانت اور آپ کی دوراندیشی اور تدبر پر ہماری آیندہ نسلیں فخر کریں گی۔ میں بڑی شدت کے ساتھ یہ محسوس کر رہا ہوں کہ یہ

ملک آپ کے سیاسی کھیل کے لیے بہت چھوٹا ہے۔ مریخ کے لوگ کتنے بدقسمت ہیں کہ انھوں نے آپ کی ذہانت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ اگر حضور برا نہ مانیں تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمارا نیا وزیر اعظم کون ہوگا؟

سالمن۔ نیا وزیر اعظم ایک ایسا گدھا ہوگا جو تم سب کے گناہوں کی گٹھڑی اٹھا سکے۔ اسے مسٹر شو شلنگ سے زیادہ بردبار، ایچو لیچو سے زیادہ جرائم پیشہ اور کانچو مانچو سے زیادہ وطن دشمن اور تم سب سے زیادہ حریص ہونا چاہیے۔ ایسا آدمی جس قدر کند ذہن اور بے وقوف ہوگا، اسی قدر تمھارے لیے مفید ہوگا۔ اب یہ سوچنا تمھارا کام ہے کہ ایسا جوہر قابل تمھیں کہاں سے مل سکتا ہے۔

شو شلنگ۔ عالی جاہ! میں یہ دعوے کر سکتا ہوں کہ مجھ میں اگر کوئی کمی تھی تو وہ دور ہو چکی ہے۔ اب میں ان تمام خوبیوں کا مالک ہوں، جو آپ نے بیان فرمائی ہیں۔ اس لیے آپ کو کوئی نیا آدمی تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔

سالمن۔ لیکن تمھارا نام بہت زیادہ بدنام ہو چکا ہے۔

شو شلنگ۔ عالی جاہ! میں نام تبدیل کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اور اگر آپ کو میری صورت پسند نہ ہو تو پلاسٹک سرجری کی مدد سے میرا حلیہ بھی تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ مجھے ایک اور موقع دیجئے عالی جاہ!

سالمن۔ نہیں نہیں ابھی کچھ عرصہ صبر کرو۔ پھر دیکھا جائے گا۔

ایچو لیچو۔ عالی جاہ! افسوس ہے کہ ہم نے آپ کو بلاوجہ پریشان کیا۔ ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے ہمارے تمام خدشات دور کر دیے ہیں لیکن کوئی ایسی صورت نہیں کہ آپ کے یہ عاجز غلام انتخابات کے بغیر ہی منتخب ہو جائیں۔

سالمن۔ ہم اپنی طرف سے اس بات کی انتہائی کوشش کریں گے کہ عوام کو انتخابات سے کوئی دلچسپی نہ رہے، لیکن ہمیں اندیشہ ہے کہ اب شاید انتخابات کے بغیر عوام کو مطمئن کرنا آسان نہ ہو۔ میں تم سے یہ وعدہ لینا چاہتا ہوں کہ اگر ہم پر انتخابات کی مصیبت آپڑی تو تم اپنی حرام کی کمائی صرف کرنے میں بخل سے کام نہیں لوگے۔ ہم تمھیں یقین دلاتے ہیں کہ انتخابات میں کامیاب ہونے کے بعد چند ماہ کے اندر اندر تمھاری تجوریاں پھر بھر جائیں گی۔

حاضرین۔ (یک زبان ہو کر) عالی جاہ! ہم وعدہ کرتے ہیں۔

(۲)

سفید جزیرے پر کنگ سائمن کی حکومت کے تین سال ختم ہو چکے تھے اور نئے سال کی اہم ترین خبر یہ تھی کہ اعلیحضرت نے عوام کے پیہم مطالبات سے مجبور ہو کر آئندہ انتخابات تک واپس جانے کا ارادہ بدل دیا ہے۔

ہز میجسٹی کنگ سائمن نے اپنی محبوب رعایا کو ان الفاظ میں یہ خوشخبری سنائی تھی:۔

"سفید جزیرے کے باشندو! ہم نے پورے تین سال اپنی سمجھ کے مطابق تمھاری بے لوث خدمت کی ہے اور اس عرصہ میں ان گنت جسمانی اور روحانی اذیتوں کے باعث ہماری صحت جواب دے چکی ہے۔ ہم اپنے آبائی وطن یعنی مریخ کی ترو تازہ ہوا میں سانس لینے کے لیے بیتاب تھے، لیکن تمھاری خدمت کے شوق نے ہمیں اپنے سفر کا پروگرام ملتوی کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ ہم تمھیں

اس غیر یقینی حالت میں چھوڑ کر نہیں جانا چاہتے۔ ملک کی سیاسی
الجھنوں نے ہمیں اس بات کا موقع نہیں دیا کہ ہم اس ملک کی تقدیر
کسی قابل اعتماد آدمی کے ہاتھ سونپ کر اطمینان کے ساتھ واپس
جا سکیں اور ہم یہ خطرہ محسوس کرتے ہیں اگر ہم انتخابات سے قبل واپس
چلے گئے تو حالات زیادہ بگڑ جائیں گے۔ شاید قدرت کو بھی یہی منظور
ہے کہ ہم کچھ عرصہ اور یہیں رہ کر آپ کی خدمت کریں۔ چند ماہ قبل ہم نے
ریڈیو کے ذریعے مریخ کی حکومت سے یہ درخواست کی تھی کہ ہمیں واپس
لے جانے کے لیے ایک آرام دہ راکٹ روانہ کر دیا جائے۔ مریخ
کی حکومت نے ہمارا پیغام ملتے ہی ایک راکٹ روانہ کر دیا تھا لیکن
دو ماہ بعد ہمیں یہ اطلاع ملی کہ خلا میں ایک طویل سفر کرنے کے بعد اس
راکٹ کی مشینری میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی تھی اور وہ واپس لوٹ
گیا ہے۔ ہم نے دوسرے راکٹ کا مطالبہ کیا تو مریخ سے یہ پیغام آیا کہ
ان دنوں مریخ کے ہوائی کُرّے سے آگے کئی لاکھ میل تک چھوٹے
چھوٹے سیارے گردش کر رہے ہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے سیارے زمین
پر گرنے والے شہاب ثاقب سے مختلف نہیں، لیکن مریخ کی فضا
کے قریب اُن کی اتنی بڑی تعداد اس سے قبل دیکھنے میں نہیں آئی اور
ان کی گردش کی رفتار اس قدر تیز ہے کہ کوئی خلائی جہاز ان سے
بچ کر نہیں نکل سکتا اس لیے اہل مریخ نے مجبوراً دوسرا راکٹ بھیجنے
کا پروگرام ملتوی کر دیا ہے۔ ہم ریڈیو کے ذریعہ مریخ کے سائنسدانوں
کے ساتھ تفصیلی گفتگو کر چکے ہیں اور انھوں نے ہمیں بتایا ہے کہ ان
خطرناک سیاروں کا قافلہ آہستہ آہستہ اپنا راستہ تبدیل کر رہا ہے

اور چند ماہ تک مریخ اور زمین کے درمیان خلائی سفر کا راستہ صاف
ہو جائے گا۔ ہمارا خیال تھا کہ ہم یہاں ٹھہرنے کی بجائے یورپ یا امریکہ
کے کسی شہر میں پہنچ کر مریخ سے آنے والے خلائی جہاز کا انتظار کریں گے،
لیکن آپ کی محبت اور آپ کی خدمت کے جذبہ نے ہمیں یہیں
ٹھہرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اب ہماری سب سے بڑی خواہش یہ
ہے کہ آپ یہاں ہماری موجودگی سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔"

(۳)

سفید جزیرے کے عوام دل تھام کر مستقبل کی ہولناکیوں کا تصور کر رہے تھے
لیکن ان میں احتجاج کی سکت نہ تھی اور اعلیٰ حضرت کا یہ خدشہ دور ہو چکا تھا کہ انھیں
تین سال کی مدت ختم ہوتے ہی سفید جزیرے کو خیرباد کہنے پر مجبور کر دیا جائے گا اور
اب وہ اپنے ان حواریوں کو مطمئن کرنے کے لیے کوشاں تھے جنھیں آئندہ انتخابات
کا مرحلہ موت سے زیادہ بھیانک نظر آتا تھا۔ نئی وزارت کی تشکیل سابقہ وزارتوں کے
جرائم پیشہ ارکان کی خواہشات کے عین مطابق تھی اور نیشنل اسمبلی میں رد و بدل کرتے
وقت بھی اس امر کا خاص خیال رکھا گیا تھا کہ نئے ارکان کی تخریبی صلاحیتیں کسی صورت
سابق ارکان سے کم نہ ہوں۔ اور جس خوش نصیب کو وزیر اعظم کی کرسی پر بٹھایا گیا تھا،
اس کی سب سے اہم خصوصیت یہ تھی کہ وہ کنگ سائمن سے لے کر محل کے ادنیٰ
ترین ملازمین تک کو اپنا آقا سمجھتا تھا۔ اعلیٰحضرت نے ریڈیو پر یہ اعلان کیا تھا کہ نئی حکومت
کا اولین مقصد آئندہ انتخابات کے لیے سازگار حالات پیدا کرنا ہے اور اس اعلان
سے چند منٹ بعد اعلیٰحضرت ایک خفیہ ملاقات میں نئی کابینہ کو یہ سمجھا رہے تھے کہ
تمھارا مقصد عوام کے لیے اتنے مسائل پیدا کرنا ہے کہ انھیں انتخابات کے متعلق سوچنے

کا ہوش تک نہ رہے اور یہ عظیم فریضہ پورا کرنے کے لیے تمھیں قدم قدم پر اُن برخاست شدہ وزیروں کی رہنمائی کی ضرورت ہوگی جو عوام کو کچو کے لگانے میں نام پیدا کر چکے ہیں۔

نئی کابینہ کو یہ بات اچھی طرح سمجھائی جا چکی تھی کہ حکومت کے دیانت دار اور محب وطن اہلکار اُن کے لیے ایک مستقل خطرہ ہیں اور آنے والے دور میں صرف وہ بد دیانت اور نااہل افسر انھیں سہارا دے سکیں گے جنھیں قومی مفاد کے ساتھ قطعاً کوئی دلچسپی نہ ہو۔ بدنام افسروں کو اعتماد میں لینے کے متعلق کنگ سائمن سے خاص ہدایات حاصل کرنے کے بعد نئے وزیر اعظم کا طریق کار یہ تھا کہ جب وہ اپنے جاسوسوں سے اس بات کی تسلی کر لیتے کہ فلاں افسر اپنی بداعمالیوں کے باعث عوام سے کٹ چکا ہے تو وہ اسے چائے یا کھانے کی دعوت پر بلا کر یہ خوشخبری سناتے کہ فلاں فلاں موجودہ اور سابق وزراء اور ارکان اسمبلی نے تمھاری ذہانت اور مستعدی کی تعریف کی تھی اس لیے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمھیں فوراً ترقی دے دی جائے۔

افسر کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھتا۔ پھر ایک ثانیہ بعد وزیر اعظم فرماتے "لیکن یہ اس ملک کی بدقسمتی ہے کہ عوام قابل آدمیوں کی قدر نہیں کرتے۔"

افسر کا چہرہ مغموم ہو جاتا۔ وزیر اعظم مسکراتے اور شفقت سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرماتے "ہمیں عوام کی شکایات متاثر نہیں کر سکتیں۔ تاہم بادشاہ سلامت کو یہ اندیشہ ہے کہ انتخابات کے بعد اگر عوام کو سلطنت کے معاملات میں دخل دینے کا موقع مل گیا تو وہ اس بدنصیب ملک کو تم جیسے ذہین اور مستعد افسروں کی خدمات سے محروم کر دیں گے۔ مجھے یہ خیال بہت پریشان کرتا ہے کہ اعلیحضرت اس ملک کے عوام سے بہت زیادہ مایوس ہو چکے ہیں اور وہ شاید انتخابات تک یہاں ٹھہرنا پسند نہ فرمائیں۔ اس صورت میں ہم لوگ بالکل

بے سہارا ہو کر رہ جائیں گے۔"

افسر پریشان ہو کر کہتا "اگر یہ بات ہے تو آپ کو ان کا ارادہ تبدیل کرانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔"

وزیر اعظم فرماتے "یہ ہماری کوششوں سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اعلیٰ حضرت میں خود اعتمادی پیدا کرنے کے لیے آپ جیسے ذہین اور ہوشیار افسروں کے تعاون کی زیادہ ضرورت ہے۔"

افسر اپنی طرف سے پورے تعاون کا یقین دلاتا اور پھر وہ زیادہ بے تکلف ہو کر اپنے حال اور مستقبل کے مسائل پر بحث کرتے۔ وزیر اعظم کو ملک اور قوم کے خلاف ہر بُرائی میں اپنے تعاون کا یقین دلانے کے بعد یہ افسر کسی وزیر یا اسمبلی کے رکن کی خدمت میں حاضر ہوتا اور کہتا "جناب میں آپ کا بے حد شکر گذار ہوں۔"

"وہ کس لیے؟"

"آپ نے وزیر اعظم کے پاس میری سفارش کی تھی۔"

"ہم تمھیں اپنا دوست سمجھتے ہیں اور دوست کی اعانت ہر شریف آدمی کا فرض ہے۔"

"جناب میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

"ہم آپ پر کوئی بوجھ نہیں ڈالنا چاہتے۔ ہاں دیکھیے اگر انتخابات ہوئے تو اعلیٰ حضرت کی یہ خواہش ہوگی کہ میں بھی حصّہ لوں اور مجھے اندیشہ ہے کہ میرے علاقے میں فلاں فلاں لوگ عوام کو میرے خلاف بھڑکائیں گے۔"

افسر جواب دیتا "جناب آپ مطمئن رہیں جب وقت آئے گا تو ان کا بندوبست کر دیا جائے گا۔"

"شاید عوام فلاں فلاں آدمی کو میرے خلاف کھڑا کریں۔"

"جناب آپ فکر نہ کریں ان کا بندوبست بھی ہو جائے گا"۔

"آپ کے دفتر کا فلاں عہدیدار اپنی دیانتداری پر بہت نازاں ہے اور میں نے سنا ہے کہ وہ عوام کے ساتھ بہت میل جول رکھتا ہے"۔

"جناب اس کی ترقی آج ہی روک دی جائے گی"۔

"میرا بھتیجا چند مرتبہ فیل ہونے کے بعد اسکول سے بھاگ گیا ہے اگر اسے کوئی مناسب ملازمت مل جاتی تو بہت اچھا ہوتا"۔

"جناب اگر آپ پسند فرمائیں تو اسے اسی اسکول کا مینیجر لگا دیا جائے"۔

"شکریہ! میں نے اپنا فلاں فلاں کاروبار اپنی بیوی اور فلاں فلاں ٹھیکہ اپنے بیٹوں کے نام منتقل کر دیا ہے اب میری ذاتی آمدنی بہت محدود ہو گئی ہے"

افسر جواب دیتا "جناب اگر آپ پسند فرمائیں تو میں آپ کو چند اور ٹھیکے دلوا سکتا ہوں"۔

"شکریہ! لیکن آج کل عوام بہت مشتعل ہیں اس لیے میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ ٹھیکے میرے ہونے والے داماد کے نام کر دیے جائیں"۔

"بہت اچھا جناب۔ اب میری بھی ایک درخواست ہے"۔

"وہ کیا؟"

"جناب جب آپ دوبارہ وزیر بن جائیں تو اس ناچیز خادم کا خیال رکھیے"۔

وزارتیں اور وزارتیں

قدیم قلعے اور شاہی محل کا رقبہ کوئی ایک مربع میل تھا۔ کنگ سائمن کا سب سے بڑا تعمیری کارنامہ یہ تھا کہ انھوں نے شہری آبادی کو باہر دھکیل کر آس پاس کے چند محلے قلعے میں شامل کر لیے تھے اور اب اس کا رقبہ پہلے سے چار گنا زیادہ ہو چکا تھا۔ بیشتر سرکاری دفاتر جو قلعے سے باہر تھے اب قلعے کے اندر منتقل کر دیے گئے تھے۔ وہ وزراء اور ممبران اسمبلی جو اعلیٰحضرت کے مستقل مہمانوں کی حیثیت سے چھوٹے چھوٹے خیموں میں رہتے تھے اب کشادہ کوارٹروں میں منتقل ہو چکے تھے بظاہر اعلیٰحضرت سارے ملک کے حکمران تھے لیکن ان کی حقیقی بادشاہت شاہی قیام گاہ سے لے کر قلعے کی چار دیواری تک محدود تھی جہاں موجودہ اور سابق وزراء اور ارکان اسمبلی ادنیٰ نوکروں کی طرح ان کے آگے پیچھے پھرتے تھے۔ جہاں اعلیٰحضرت کو بادشاہ کی بجائے شہنشاہ کے لقب سے پکارا جاتا تھا اور عوام پر دائمی غلبہ حاصل کرنے کے لیے نئی نئی تجاویز سوچی جاتی تھیں ——— جہاں غروب آفتاب سے لے کر آدھی رات تک قمار بازی ہوا کرتی تھی۔ جو ہارتے تھے انھیں اعلیٰحضرت بلا معاوضہ عوام کا خون چوسنے کے نئے نئے گر سکھاتے تھے اور جو جیتتے تھے انھیں اعلیٰحضرت کے

Scanned by iqbalmt

کے ساتھ بازی لگانی پڑتی تھی۔ اعلیٰحضرت عام طور پر جیت جایا کرتے تھے اور جیتنے
کی وجہ یہ نہ تھی کہ وہ شطرنج کے بہترین کھلاڑی تھے بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور
والا جس قدر بازی جیت کر خوش ہوتے تھے اسی قدر بازی ہارنے پر
غضب ناک ہو جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک ہوشیار وزیر نے ان سے
ایک بہت بڑی رقم جیت لی تھی اور اعلیٰحضرت نے آدھی رات کے وقت یہ
حکم دیا تھا کہ اس کا منہ کالا کر کے اُسے مریل گدھے پر سوار کیا جائے اور بینڈ باجے
کے ساتھ محل سے باہر نکال دیا جائے۔ اس کے بعد اعلیٰحضرت کے تمام رفقاء اپنی
ناجائز کمائی کا زیادہ سے زیادہ روپیہ ہارنے کی کوشش کرتے تھے۔

ہز مجسٹی کھیل کے دوران میں عام طور پر شراب سے دھت ہوا کرتے تھے
لیکن جب وہ کوئی غلط چال چلتے تھے تو ان کا مدِمقابل آنکھ بچا کر ان کا مُہرہ درست
جگہ پر رکھ دیا کرتا تھا۔ اعلیٰحضرت اپنی جیتی ہوئی رقم کا کچھ حصہ انتخابی فنڈ میں جمع
کروا دیتے تھے اور اس فنڈ کا مقصد یہ تھا کہ اگر کسی دن انتخابات ناگزیر ہو جائیں تو عوام
کو ان کے ووٹوں کی نقد قیمت ادا کر دی جائے۔ باخبر حلقے اس فنڈ کو سائمن فنڈ
کے نام سے یاد کرتے تھے اور جو لوگ اس فنڈ میں اپنی کمائی کا بیس فیصدی دینے
کی پیش کش کرتے تھے انھیں ہر جائز ناجائز کاروبار اور لوٹ کھسوٹ کی عام اجازت
تھی۔

سفید جزیرے کو بھوک افلاس، بدانتظامی اور جرائم کی نعمتوں سے
مالا مال کرنے کے بعد اعلیٰحضرت ایک ذہنی تسکین محسوس کرتے تھے، اور اب
وزارتیں بنانا، وزارتیں توڑنا یا وزارتوں میں رد و بدل کرنا اعلیٰحضرت کے لیے ایک
دلچسپ کھیل بن چکا تھا۔ چونکہ ان وزارتوں کی عمر چند مہینوں اور بعض اوقات چند
ہفتوں سے زیادہ نہیں ہوتی تھی اس لیے سفید جزیرے کے کسی مورخ نے آنے

جانے والے وزراء صاحبان کے اسمائے گرامی کی فہرست تیار کرنے کی ضرورت
محسوس نہیں کی۔ بعض یادداشتوں میں جن چھوٹے اور بڑے وزراء کا ذکر آتا ہے
ان کے نام بری طرح مسخ کر دیے گئے ہیں۔ اعلیٰحضرت اس بات پر بے حد مطمئن
تھے کہ نیشنل اسمبلی کی بھاری اکثریت انھیں اپنا حاجت روا اور سرپرست سمجھ
کر ان کے اشاروں پر چلتی ہے۔ حزبِ مخالف کے چند ارکان اعلیٰحضرت کی تخریب
پسندی سے دل برداشتہ ہو کر مستعفی ہو چکے تھے اور باقی چند ممبروں کی اپوزیشن
اعلیٰحضرت کے لیے کسی پریشانی کا باعث نہ تھی۔ ان میں سے کوئی اگر نیشنل اسمبلی کے
اجلاس میں حکومت پر نکتہ چینی کرتا تھا تو سائمن کے جاں نثار، بلبلوں، مرغوں، کتوں
اور گدھوں کی آوازیں نکال کر اسے خاموش کر دیتے تھے۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ کچھ عرصہ
بعد حزبِ مخالف کے رہے سہے ارکان نے بھی نیشنل اسمبلی کی کارروائی میں دلچسپی لینا
چھوڑ دیا۔

اعلیٰحضرت نے اس کمی کو پورا کرنے کے لیے برسرِ اقتدار گروہ کو ہی چند پارٹیوں
میں تقسیم کر دیا تھا۔ اور اس اقدام کی وجہ یہ تھی کہ انھیں اپنے جی حضوریوں کا اتحاد
بھی بارِ خاطر محسوس ہوتا تھا۔ یہ پارٹیاں عوام کی بجائے ملک بھر کے جرائم پیشہ لوگوں
کی نمائندگی کرتی تھیں۔ ایک پارٹی کا لیڈر ملک کا نامی گرامی اسمگلر تھا۔ دوسری پارٹی
کا لیڈر ملک بھر کے جیب کتروں کا استاد مانا جاتا تھا۔ تیسری پارٹی کا لیڈر
قمار بازوں کا پیشوا تھا۔ اسی طرح باقی پارٹیوں کے لیڈر بھی جرائم پیشہ لوگوں کے
کسی نہ کسی ٹولے کے مفاد کی ترجمانی کرتے تھے۔ اعلیٰحضرت نے عوام کو مطمئن کرنے
کے لیے نیشنل اسمبلی میں چرواہوں، کسانوں، ماہی گیروں اور مزدوروں کے مفاد
کی حفاظت کے لیے بھی چند پارٹیاں بنا رکھی تھیں۔ لیکن اس بات کا خاص طور
پر خیال رکھا گیا تھا کہ پارٹی کا نام خواہ کچھ ہو اس کے لیڈر یا ارکان کو عوام کے مفاد

کے ساتھ کوئی دلچسپی نہ ہونے پائے ۔

(۲)

اعلیٰحضرت نے مختلف پارٹیوں کی تشکیل کا کام اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا اور پارٹیوں کی تشکیل کے بعد آپ کسی خاص مقصد کے پیش نظر ان پارٹیوں کے ڈھانچوں میں ردّوبدل کرتے رہتے تھے۔ آپ کو ایسے لوگوں سے بے حد نفرت تھی جو دیر تک کسی موقف پر قائم رہتے تھے۔ اس لیے آپ ایک دن کسی شخص کو یہ مشورہ دیتے تھے کہ تم فلاں پارٹی میں شامل ہو جاؤ اور اگلے دن اسے یہ مشورہ دیا جاتا تھا کہ تم اس پارٹی کو چھوڑ کر کسی اور پارٹی میں چلے جاؤ تو تمہیں وزیر بنا دیا جائیگا۔ پھر جو لوگ وزارت کی خاطر پارٹی بدلنا پسند نہیں کرتے تھے انھیں اعلیٰحضرت کی طرف سے وزارتِ عظمیٰ کی پیش کش ہو جاتی تھی۔ جب ایک پارٹی کی وزارت بنتی تھی تو اعلیٰحضرات چند دن آرام فرماتے تھے اور پھر یا تو ملک کے وسیع تر مفاد کی خاطر کسی نئی پارٹی کو وزارت کی منڈی میں لے آتے یا کسی نہ کسی بہانے چند وزیروں کو برطرف کر کے ان کی جگہ ان قسمت آزماؤں کو بھرتی کر دیتے جو وزارت کی خاطر اپنی پارٹی چھوڑنے کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے۔

اعلیٰحضرت کے دورِ حکومت کے پانچویں سال وزارتوں، سفارتوں اور عہدوں کی خاطر پارٹیاں بدلنے کا مرض اس قدر عام ہو چکا تھا کہ خود اعلیٰحضرت کو بھی یہ یاد نہیں رہتا تھا کہ کون شخص کس پارٹی سے تعلق رکھتا ہے۔ جب کبھی نیشنل اسمبلی کا اجلاس ہوتا تو تمام پارٹیاں علیحدہ علیحدہ قطاروں میں بیٹھ جاتیں۔ ہر قطار کے سامنے پارٹی کے نام کی تختی لگا دی جاتی تھی۔ پھر اجلاس کی کارروائی کے دوران میں ان قطاروں کے اندر ردوبدل شروع ہو جاتا تھا۔ ایک نمائندہ اپنی قطار سے

نکل کر دوسری قطار میں جا بیٹھتا تو اس کا یہ مطلب لیا جاتا کہ وہ اپنی پارٹی بدل چکا ہے اجلاس کے دوران میں ایک قطار سے نکل کر دوسری اور دوسری سے نکل کر تیسری میں جا بیٹھنے کی پریڈ جاری رہتی تھی۔ اعلیٰحضرت اوپر گیلری میں بیٹھ کر اجلاس کی کارروائی کا مشاہدہ فرمایا کرتے تھے اور ممبرانِ اسمبلی مشتاق نگاہوں سے آپ کی طرف دیکھتے اور جب آپ کسی کی طرف انگلی اٹھا کر اشارے کرتے تو وہاں ایک پوری قطار میں بھگدڑ مچ جاتی اور ممبر حضرات اپنی کرسیاں چھوڑ کر دوسری قطار میں جا بیٹھتے۔ اعلیٰحضرت کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوتی اور قطاریں بدلنے والے حضرات یہ محسوس کرتے کہ وہ لیلائے وزارت کے محمل کے قریب پہنچ چکے ہیں۔

ایک دن اسمبلی کے صدر نے یہ تنبیہہ کی کہ جب ممبر حضرات اپنی کرسیاں بدلتے ہیں تو ان کے پاؤں کی آہٹ اعلیٰحضرت کے کانوں کو انتہائی ناخوشگوار معلوم ہوتی ہے۔ ممبر حضرات پر اس تنبیہہ کا یہ اثر ہوا کہ وہ جوتے اتار کر ہاتھ میں پکڑ لیتے اور دبے پاؤں ایک کرسی سے اٹھ کر دوسری کرسی پر جا بیٹھتے۔

کچھ عرصہ بعد اس کھیل سے اعلیٰحضرت کی طبیعت اچاٹ ہو گئی اور انھوں نے اسمبلی کے اجلاس کے قواعد میں تبدیلی کی ضرورت محسوس کی۔ آپ نے اسمبلی ہال کو ایک سرکس میں تبدیل کرنے کا حکم دیا۔ چند دنوں میں ہال کے دونوں طرف دو کشادہ گیلریاں تعمیر ہو چکی تھیں اور چھت پر کئی جھولے ڈالے جا چکے تھے۔ ممبرانِ اسمبلی سرکس کے بازی گروں کی طرح چست لباس پہن کر گیلریوں پر کھڑے ہو جاتے تھے۔ ہر پارٹی کا لیڈر ایک ایک جھولا پکڑ لیتا تھا۔ اسپیکر صاحب چھت کے قریب ایک روزن میں بیٹھ کر اپنے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ ان کے سامنے ایک خوبصورت جھروکے سے اعلیٰحضرت اپنے بازی گروں کے کھیل کا مشاہدہ فرماتے تھے۔ ممبر حضرات کو حادثات سے بچانے کے لیے فرش کے اوپر ایک جال تان دیا جاتا تھا اجلاس

کی کاروائی کے دوران میں وزارت کے متعلق اعتماد یا عدم اعتماد کی قرارداد پر بحث کے ساتھ ساتھ پارٹیاں بدلنے کا کھیل جاری رہتا تھا۔ ایک پارٹی کا رکن اپنے لیڈر کے ہاتھ سے جھولا چھین کر آگے بڑھتا اور آن کی آن میں تیس چالیس فٹ کے خلا کو پھلانگ کر دوسری گیلری میں پہنچ جاتا۔ پھر سمتِ مخالفت سے کوئی سرپھرا جھولے کی مدد سے اس طرف پہنچ جاتا۔ کبھی کبھی ——— پانچ دس ممبر بیک وقت اپنا محلِ وقوع تبدیل کرتے دکھائی دیتے۔ کبھی یوں ہوتا کہ ایک ممبر جھولے کی مدد سے دوسری گیلری کی طرف پہنچنے کی کوشش کرتا لیکن راستے میں ہی اس کی نیت بدل جاتی اور وہ دوسری گیلری کو ہاتھ لگائے بغیر اسی جھولے پر واپس آجاتا۔ تماشائی نیچے جمع ہو کر یہ کھیل دیکھتے اور ان لوگوں کے کمال کی داد دیتے۔

چند ماہ کے عرصہ میں ان لوگوں کو بازی گری کے فن میں اتنا کمال حاصل ہو چکا تھا کہ وہ جھولے کو ہاتھوں سے پکڑنے کی بجائے پاؤں میں پھنسا کر ایک سمت سے دوسری سمت پہنچ جاتے تھے۔ اس فن نے اور ترقی کی تو وہ جھولے کے ساتھ پرواز کرتے ہوئے کئی الٹی سیدھی قلا بازیاں کھاتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک جاپانی سرکس کا مشہور بازی گر سفید جزیرے کی سیاحت کے لیے آیا تو اعلیٰحضرت نے اسے اپنے ممبرانِ اسمبلی اور وزراء حضرات کے کمالات دیکھنے کی دعوت دی۔ جاپانی بازیگر نے ایک بوڑھے آدمی کی قلا بازیوں سے متاثر ہو کر اعلیٰحضرت سے کہا۔ "حضورِ والا! یہ بوڑھا جوانوں کو مات کر رہا ہے اور ہمارے سرکس میں ایک اچھے بازیگر کے لیے جگہ خالی ہے۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو میں اسے اپنے ساتھ لے جاؤں۔ ہمارا سرکس عنقریب یورپ اور امریکہ جا رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہاں اس ملک کے کمالات بے حد پسند کیے جائیں گے اور سفید جزیرے کی شہرت اور عزت میں اضافہ ہو گا۔"

اعلیٰحضرت نے جواب دیا۔ "ایسے باکمال آدمی کی ہمیں یہاں زیادہ ضرورت ہے۔ ہم اسے وزارتِ عظمیٰ کا عہدہ پیش کرنے کا ارادہ کر چکے ہیں۔ اگر آج یا کل اس کی کوئی ہڈی پسلی ٹوٹ نہ گئی تو پرسوں یہ ہمارا اٹھائیسواں وزیرِ اعظم ہو گا۔ تم اگر چاہو تو ہمارے موجودہ وزیرِ اعظم سے معاملہ کر سکتے ہو۔ پرسوں دوپہر تک اس کی وزارت کے دو ہفتے پورے ہو جائیں گے اور اسے ہماری طرف سے آپ کے سرکس میں ملازمت کرنے کی اجازت ہو گی۔"

جاپانی بازیگر نے کہا۔ "نہیں جناب! ایسے فنکار تو ہمارے سرکس میں بھی موجود ہیں۔"

سائمن نے جواب دیا۔ "اگر تم اس بوڑھے کی خدمات حاصل کرنے پر بضد ہو تو تمہیں پندرہ بیس دن انتظار کرنا ہو گا اور اتنے عرصہ میں ہم اسے وزارت کے عہدے سے سبکدوش کر دیں گے۔"

(۳)

اعلیٰحضرت وزارتوں کو برطرف کرتے وقت ہر بار اپنی محبوب رعایا کے نام ایک اہم پیغام نشر کیا کرتے تھے اور اس پیغام میں برطرف ہونے والے وزراء پر نا اہلیت بد دیانتی، کنبہ پروری، رشوت ستانی اور وطن کے وقار اور سالمیت کے خلاف سازش کے الزام عائد کیے جاتے تھے۔ نیا وزیرِ اعظم عام طور پر عوام کے لیے بالکل اجنبی ہوتا تھا لیکن کابینہ میں نصف سے زائد سابقہ وزارتوں کے بدنام ارکان لیے جاتے تھے اور جو چند نئے آدمی شامل کیے جاتے تھے انہیں ان لوگوں کی خواہشات کے مطابق چلنا پڑتا تھا۔ جو لوگ کنگ سائمن کے ساتھ اپنا مستقبل وابستہ کر چکے تھے انہیں چند دن کی وزارت بھی قدرت کا سب سے بڑا انعام معلوم ہوتی تھی لیکن نئے لوگ چند روزہ اقتدار کی خاطر عوام کی نگاہوں میں ہمیشہ کے لیے ذلیل ہو جانا پسند نہیں کرتے تھے۔ اور اعلیٰحضرت

Scanned by iqbalmt

کے لیے ہر وزارت میں چند نئے آدمی شامل کرنا ایک مجبوری تھی۔ چند بار ایسا ہوا کہ بعض شرفا کو اعلیٰحضرت کی طرف سے وزارت میں شامل ہونے کی دعوت موصول ہوئی اور وہ راتوں رات ملک چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس کے بعد اعلیٰحضرت کی پالیسی یہ تھی کہ آپ نئے آدمیوں کو وزارت کی دعوت دینے سے پہلے پولیس کا ایک دستہ بھیج کر محل میں بلا لیتے تھے اور انھیں اس وقت تک شاہی مہمان خانے میں رکھا جاتا تھا جب تک کہ وہ اپنے نحیف کندھوں پر وزارت کا بوجھ اٹھانے کے لیے آمادہ نہیں ہو جاتے تھے۔

جن دنوں اعلیٰحضرت اپنی پچیسویں وزارت برطرف کرنا چاہتے تھے ملک کے طول و عرض میں کافی اضطراب پھیل چکا تھا۔ جگہ جگہ جلسے ہو رہے تھے اور پولیس کنگ سائمن کے خلاف عوام کا جوش و خروش ٹھنڈا کرنے سے قاصر تھی۔ اعلیٰحضرت نے عوام کو اعتماد میں لینے کے لیے ایک ایسے آدمی کو وزیر اعظم بنانے کی ضرورت محسوس کی جسے عوام اپنا طرفدار سمجھتے تھے۔ اس شخص کا نام چیک میک تھا۔ چیک میک شہر کا ایک مشہور تاجر تھا اور اعلیٰحضرت کے جاسوس جنھیں اس کا حدود اربعہ معلوم کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی یہ بتا چکے تھے کہ عوام میں مقبول ہونے کے باوجود چیک میک کا ماضی ایسا نہیں کہ وہ وزارت قبول کرنے کی دعوت کو ٹھکرا کر اعلیٰحضرت کا عتاب مول لے سکے۔ چنانچہ ایک دن اعلیٰحضرت کی طرف سے مسٹر چیک میک کو کھانے کی دعوت دی گئی۔ دستر خوان پر مادام لوئزا کے علاوہ وہ سابق وزرا بھی موجود تھے جنھیں اعلیٰحضرت ہر مشکل کے وقت یاد فرمایا کرتے تھے۔ کھانے کے دوران میں کچھ دیر دستر خوان پر اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے کے بعد اعلیٰحضرت نے اچانک مسٹر چیک میک کے چہرے پر نظریں گاڑتے ہوئے کہا "مسٹر چیک میک! ہم تمھیں ایک خوشخبری سنانا چاہتے ہیں۔ ہماری رعایا کو وزیر اعظم کی حیثیت سے تمھاری

خدمات کی ضرورت ہے۔"

کھانے کا نوالہ مسٹر چیک میک کی حلق میں اٹک کر رہ گیا اور اس نے جلدی سے پانی کا ایک گھونٹ پینے کے بعد اس بکری کی طرح جس کی گردن پر اچانک چھری رکھ دی گئی ہو حضور والا کی طرف دیکھا اور کہا "عالی جاہ! مجھے پرسوں ہی ایک نجومی نے یہ بتایا تھا کہ مجھ پر کوئی مصیبت آنے والی ہے۔"

اعلیٰحضرت نے فرمایا "تم وزارتِ عظمیٰ کو ایک مصیبت خیال کرتے ہو؟"

چیک میک نے جواب دیا "عالی جاہ! میں آپ کا ناچیز خادم ہوں اور میرے لیے یہی عزت کافی ہے۔"

ایک سابق وزیر اعظم نے کہا "مسٹر چیک میک! آج تک کسی کو اعلیٰحضرت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وزارتِ عظمیٰ کی پیش کش ٹھکرانے کی جرأت نہیں ہوئی۔"

مسٹر چیک میک نے سراپا التجا بن کر کہا "عالی جاہ اگر میری آنکھوں سے کوئی گستاخی ہوئی ہے تو میں انھیں نکلوانے کے لیے تیار ہوں لیکن میرے ساتھ یہ مذاق نہ کیجیے۔"

سائمن نے کہا "ہم پوری سنجیدگی کے ساتھ تمھیں اپنی سلطنت کا سب سے بڑا عہدہ پیش کرتے ہیں۔"

چیک میک نے گھگھیا کر کہا "حضور! اگر میں نے کوئی جرم کیا ہے تو مجھے بید مار لیجیے۔ قید خانے میں بھجوا دیجیے۔ میرا منہ کالا کر دیجیے اور مجھے گدھے پر سوار کر کے گلی گلی پھرائیے۔ لیکن مجھے وزیر بنانے کی سزا نہ دیجیے۔ میں ہمیشہ کے لیے اپنے دوستوں اور عزیزوں کو نہیں چھوڑ سکتا۔ میں عوام کے ساتھ زندہ رہنا چاہتا ہوں اور اپنی طبعی زندگی پوری کرنے کے بعد انھی کے قبرستان میں دفن ہونا چاہتا ہوں۔"

کنگ سائمن نے اپنی جیب سے ایک کاغذ نکال کر دیکھا اور پھر چیک میک کی طرف متوجہ ہو کر کہا "تم عوام کو دھوکا دے سکتے ہو لیکن ہمیں بیوقوف نہیں بنا سکتے۔ سچ بتاؤ سفید جزیرے میں ہماری آمد سے قبل تم سرکاری ملازم نہیں تھے؟"

چیک میک۔ جی ہاں میں اس وقت پولیس کا ایک معمولی افسر تھا۔

سائمن۔ تم رشوت ستانی کے جرم میں ملازمت سے نکالے گئے تھے اور چھ ماہ قید کی سزا بھی ہوئی تھی؟

چیک میک۔ یہ درست ہے عالی جاہ!

سائمن۔ جب شوشنگ وزیر اعظم تھا تو تمہیں افیون کا ٹھیکہ ملا تھا؟

چیک میک۔ ہاں عالی جاہ!

سائمن۔ اور تم نے مسٹر شوشنگ سے افیون میں پچاس فیصدی ملاوٹ کی اجازت حاصل کی تھی۔

چیک میک۔ ہاں عالی جاہ! لیکن مسٹر شوشنگ نے دوسرے دکانداروں کو سو فیصدی ملاوٹ کی اجازت دے رکھی تھی۔

سائمن۔ اور تم اجازت کے بغیر ہی سو فیصدی ملاوٹ کر لیا کرتے تھے۔

چیک میک۔ ہاں عالی جاہ!

سائمن۔ اس کے بعد تم نے اناج کی خرید و فروخت کا کاروبار شروع کیا تھا؟

چیک میک۔ ہاں عالی جاہ! اور اس کی وجہ یہ تھی کہ مجھے افیون بیچنے سے نفرت ہو گئی تھی۔

سائمن۔ تم نے یہاں سے چاول کے دو جہاز کالے جزیرے کے کسی تاجر کے ہاتھ فروخت کیے تھے اور وہاں سے سڑے ہوئے اناج کے دو جہاز لے آئے تھے؟

چیک میک۔ عالی جاہ! یہ درست ہے۔ لیکن آپ کو شاید اس بات کا علم نہ ہو کہ اس تجارت میں وزیر خوراک میرے ساتھ حصہ دار تھا۔

سائمن۔ ہمیں معلوم ہے اب تم یہ بتاؤ کہ تم نے مسٹر ایچو لیچو کی وزارت کے زمانے میں تین ہسپتالوں کی عمارتیں تعمیر کرنے کا ٹھیکہ لیا تھا؟

چیک میک۔ ہاں عالی جاہ!

سائمن۔ وہ عمارتیں کہاں ہیں؟

چیک میک۔ عالی جاہ! وہ عمارتیں اُسی سال برسات کے موسم میں گر گئی تھیں۔

سائمن۔ کیوں گر گئی تھیں؟

چیک میک۔ عالی جاہ! وہ عمارتیں اس لیے گر گئی تھیں کہ ایک وزیر میرا حصہ دار تھا اور اس نے زیادہ سے زیادہ نفع کمانے کے لیے مجھے سیمنٹ کی بجائے خالی ریت استعمال کرنے کا حکم دیا تھا۔

سائمن۔ اور ان سب باتوں کے باوجود تم وزیر اعظم بننے سے انکار کر رہے ہو؟

چیک میک۔ عالی جاہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اپنے تمام سابقہ گناہوں سے توبہ کر چکا ہوں۔ میں نے اپنی ساری حرام کی کمائی عوام میں تقسیم کر دی ہے۔

سائمن۔ تمہیں معلوم ہے کہ تم ہمارے حکم سے سرتابی کر کے اس ملک میں آرام کی زندگی بسر نہیں کر سکتے۔

چیک میک۔ عالی جاہ! مجھے معلوم ہے کہ اب اس ملک میں کوئی شریف آدمی آرام کی زندگی بسر نہیں کر سکتا۔

سائمن۔ میں تمہیں عمر بھر کے لیے قید بامشقت کی سزا دے سکتا ہوں۔

چیک میک۔ حضور! اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں ان لوگوں میں سے ہوں جنھیں حضور کے سائے تلے آزادی کی زندگی قید بامشقت سے زیادہ تکلیف دہ

محسوس ہوتی ہے۔

سائمن۔ اب تم جیسے خطرناک آدمیوں کا عوام کے پاس جانا ٹھیک نہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ تم باغیوں کی اس جماعت سے تعلق رکھتے ہو جو آئے دن ہمارے خلاف خطرناک اور اشتعال انگیز پمفلٹ اور اشتہارات تقسیم کرتی ہے۔

چیک میک۔ عالی جاہ آپ مجھے قید کرنا چاہتے ہیں؟

سائمن۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ تم قلعے کی چار دیواری سے باہر نہ جا سکو۔ لیکن اگر تم ہمارے ایک سوال کا صحیح صحیح جواب دے دو تو تمہارے لیے قید کے ایام زیادہ تکلیف دہ نہیں ہوں گے۔ ایک کشادہ کوٹھی کے علاوہ تمہیں شاہی لنگر خانے سے دو وقت کا کھانا ملا کرے گا۔ ورنہ تمہیں کسی عام سرکاری تندور کی روٹیاں ملا کریں گی اور تمہارا چہرہ بتا رہا ہے کہ تمہیں کہیں نہ کہیں سے خالص آٹے کی روٹیاں مل جاتی ہیں۔ اور تمہارا ہاضمہ سرکاری روٹیاں قبول نہیں کرے گا۔

چیک میک۔ عالی جاہ! میرے سارے دانت ہلتے ہیں اگر مجھے سرکاری تندور کی روٹیاں چبانے پر مجبور نہ کریں تو میں آپ کے ہر سوال کا جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔

سائمن۔ ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ وزارت سے تمہارے انکار کی اصل وجہ کیا ہے؟

چیک میک۔ عالی جاہ! میرے دادا نے ایک سو دس اور میرے باپ نے ننانوے برس کی عمر پائی تھی۔ میری عمر اس وقت ساٹھ سال ہے اور اگرچہ آپ کے دورِ حکومت میں کسی شخص کو زیادہ عرصہ زندہ رہنے کی توقع نہیں کرنی چاہیے۔ تاہم اس بات کا خاصا امکان ہے کہ میں تین پینتیس برس اور زندہ رہوں گا اور آپ کے متعلق مجھے اس بات کا یقین ہے کہ آپ کی بادشاہت کے

دن عنقریب پورے ہونے والے ہیں۔ اور آپ کے بعد ان لوگوں کا انجام بہت المناک ہوگا جنھوں نے اپنا مستقبل آپ کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔

سائمن۔ تم نے یہ اندازہ کیسے لگایا کہ ہمارا عہدِ حکومت ختم ہونے والا ہے۔ تمہیں یقیناً ہمارے خلاف کسی خطرناک سازش کا علم ہوگا۔

چیک میک۔ مجھے کسی سازش کا علم نہیں عالی جاہ۔ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ اس ملک کے عوام کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے اور وہ آپ کو زیادہ عرصہ برداشت نہیں کریں گے۔ ملک کے باشعور لوگوں کو تو چھوڑیے میں نے کم سن بچوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ آپ بہت جلد اس ملک کو چھوڑ کر کہیں بھاگ جائیں گے۔ آپ کے وزیروں نے نہ معلوم اپنے مستقبل کے متعلق کیا سوچا ہے۔ لیکن میرا مرنا اور جینا عوام کے ساتھ ہے۔ میں چند روزہ وزارت کی کرسی پر بیٹھنے کے شوق میں باقی تمام عمر کے لیے ان کا عتاب مول نہیں لینا چاہتا۔

ایک وزیر نے احتجاج کیا "حضور یہ شخص ہمارا مورال گرانا چاہتا ہے آپ اس کی باتوں پہ نہ جائیں۔ ہم عوام کو ہر وقت اپنے پیچھے لگا سکتے ہیں۔"

اعلیٰحضرت نے پہریداروں کو بلایا اور وہ سنگینوں کے پہرے میں مسٹر چیک میک کو ڈائننگ ہال سے باہر لے گئے۔ ڈائننگ ہال میں کچھ دیر خاموشی رہی۔ بالآخر سائمن نے حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر کہا "یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہماری طرح ہمارے وزراء بھی عوام سے کٹ چکے ہیں اور سازشی لوگوں کو یہ پروپیگنڈہ کرنے کا موقع مل گیا ہے کہ اب ہماری بادشاہت ختم ہونے والی ہے۔ اس کوتاہی کی تلافی اشد ضروری ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ وزراء صاحبان ہر ہفتے باری باری عوام سے خطاب کیا کریں۔ اور اگر تم لوگ عوام کو جمع کرنے کا کوئی طریقہ سوچ سکو تو ہم بھی

کبھی کبھی ان کے سامنے تقریر کیا کریں گے۔"

ایک سابق صوبائی وزیر اعلیٰ نے اٹھ کر کہا "حضور عوام کو جمع کرنے کے لیے ہم نے جو طریقہ اختیار کیا تھا وہ بہت کامیاب تھا۔ ہم جلسے کے دن آس پاس کے شہروں اور بستیوں کے سرکاری تندور بند کر دیتے تھے اور یہ اعلان کر دیتے تھے کہ آج روٹی صرف جلسہ میں شریک ہونے والوں کو ملے گی۔ جب بھوکے لوگ جلسہ گاہ میں بیٹھ کر روٹیاں کھانا شروع کر دیتے تھے تو ہمیں تقریر سنانے کا موقع مل جاتا تھا۔ ہمارے چند ابتدائی جلسے بہت کامیاب تھے۔ لیکن اس کے بعد شرارتی لوگ تقریر کے وقت جلسے میں گڑبڑ کر دیتے تھے۔ اگر یہاں گڑبڑ روکنے کا کوئی انتظام ہو سکے تو لوگوں کو جمع کر لینا کچھ مشکل نہیں۔"

سامئن۔ تم تقریر کرنے والوں کی حفاظت کے لیے کیا انتظام کرتے تھے؟

وزیر۔ عالی جاہ ہم نے تقریر کرنے والوں کی حفاظت کے لیے پندرہ فٹ اونچا اسٹیج بنایا تھا اور اس اسٹیج کے گرد ایک خاردار جنگلہ لگا دیا گیا تھا۔ جنگلے سے باہر مسلح پولیس پہرہ دیتی تھی۔

سامئن۔ ہم حیران ہیں کہ یہ تجویز یہاں ہمارے کسی مرکزی وزیر کے ذہن میں کیوں نہیں آئی۔ ہم جلسوں کا انتظام کرنے کا کام تمھیں سونپتے ہیں اور اس سلسلہ میں مرکزی وزارت تمھارے ساتھ پورا پورا تعاون کرے گی۔

(۴)

چند دن بعد قلعے کی ڈیوڑھی کے ساتھ ایک بلند مینار تعمیر ہو چکا تھا اور ڈھنڈورچی دن رات دارالحکومت کی گلیوں اور بازاروں میں یہ اعلان کرتے پھرتے تھے کہ اعلیحضرت اگلے مہینے کی یکم تاریخ کو عوام کے سامنے ایک اہم تقریر کریں گے۔

سرکاری ملازموں کو جلسے میں حاضری دینے کا حکم مل چکا تھا اور ہر محکمے کے بڑے افسر کو یہ ہدایت موصول ہو چکی تھی کہ وہ جلسہ گاہ میں اپنے ماتحت عملہ کی حاضری لے۔ عوام کو گھروں سے نکال کر جلسہ گاہ کی طرف ہانکنے کے لیے پولیس کو خاص اختیارات دیے گئے تھے۔ تمام کارخانوں اور تمام کالجوں اور اسکولوں میں چھٹی کر دی گئی تھی تاکہ مزدور اور طلباء اپنے محبوب حکمراں کی روح پرور تقریر سن سکیں۔ اس کے علاوہ عوام کو یہ خوشخبری سنائی گئی تھی کہ جلسہ میں شریک ہونے والوں کو سستی قیمت پر روٹیاں مہیا کرنے کے لیے ڈیڑھ سو دوکانوں کا انتظام کیا جائے گا۔ ان روٹیوں میں سو فیصدی کی بجائے زیادہ سے زیادہ بیس فیصدی ملاوٹ ہو گی اور قیمت بھی مروجہ نرخ کے مقابلے میں دس فیصدی کم ہو گی۔

مقررہ وقت پر جب اعلیحضرت تقریر کرنے کے لیے مینار پر چڑھے تو وہ یہ دیکھ کر بے حد مسرور ہوئے کہ فصیل سے باہر کوئی سو گز چوڑا اور تین سو گز لمبا میدان آخری کونے تک آدمیوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ آس پاس کے مکانوں اور دوکانوں کی چھتوں پر ہزاروں آدمی کھڑے تھے۔ سرکاری افسروں نے جلسے کی رونق بڑھانے کے لیے یہاں تک دلچسپی لی تھی کہ سینکڑوں قیدیوں کو جیلوں سے نکالنے کے بعد بیڑیاں پہنا کر سب سے اگلی صف میں بٹھا دیا گیا تھا۔ اعلیٰ حضرت نے تقریر شروع کرتے ہی اپنی رعایا کو یہ خوشخبری سنائی کہ اب تمھاری تمام مصیبتیں ختم ہونے والی ہیں۔ ہم نے اپنے وزیروں کو حکم دیا ہے کہ وہ تمھارے گھروں میں جا کر تمھاری تکالیف معلوم کریں۔

اگلی صفوں میں بیٹھنے والے لوگ ہر فقرے پر "کنگ سامئن زندہ باد" کے نعرے لگا رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد دور دور کے مکانوں کی چھتوں پر جمع ہونے والے لوگوں کی طرف سے شور بلند ہونا شروع ہوا اور پھر یہ شور سمندر کی لہر کی طرح اگلی صفوں کی طرف

Scanned by iqbalmt

بڑھنے لگا۔ لوگ "سائمن واپس جاؤ ـــــ سائمن ہمارے حال پر رحم کرو" کے نعرے لگا رہے تھے۔ لیکن اعلیٰ حضرت تقریر کے اختتام تک یہی سمجھتے رہے کہ ان پر داد و تحسین کے پھول برسائے جا رہے ہیں۔ تقریر کے اختتام پر آپ نے یہ وعدہ فرمایا کہ ہم آیندہ ہر ماہ کی یکم تاریخ کو اپنی رعایا سے خطاب کیا کریں گے۔

(۵)

اگلے مہینے اعلیحضرت دوبارہ اسٹیج پر تشریف لائے تو حاضرین کی تعداد پہلے کی نسبت بہت کم تھی اور تیسرے مہینے یہ حالت تھی کہ عام شہری انگلیوں پر گنے جا سکتے تھے اور سرکاری ملازمین کی تعداد بھی بہت کم نظر آتی تھی۔ اعلیحضرت نے غضبناک ہو کر پولیس افسروں کو حاضرین مہیا کرنے کا حکم دیا اور خود اسٹیج پر بیٹھ کر انتظار کرنے لگے۔ کوئی ایک گھنٹہ بعد پولیس کے آدمی مختلف اطراف سے کوئی تین چار ہزار آدمیوں کو ہانک کر محل کے دروازے کے سامنے لے آئے۔ اعلیحضرت کو بے حد مایوسی ہوئی اور انھوں نے خود تقریر کرنے کی بجائے اپنے وزیر اعظم کو موقع دینا زیادہ مناسب خیال کیا۔

وزیر اعظم کے اسٹیج پر کھڑا ہونے کی دیر تھی کہ حاضرین جلسہ چیختے چلاتے پولیس کا گھیرا توڑ کر ادھر ادھر بھاگ نکلے۔ اس کے بعد اعلیحضرت نے کابینہ کا ہنگامی اجلاس بلایا اور عوام کے رویّہ پر تشویش کا اظہار فرمایا۔ بعض وزراء نے یہ مشورہ دیا کہ شر پسند عناصر نے عوام کو گمراہ کر دیا ہے اس لیے کچھ عرصہ حضور کو تقریریں کرنے کا مشغلہ ترک کر دینا چاہیے۔ لیکن کنگ سائمن اپنی محبوب رعایا کی دلجوئی پر مصر تھے۔ وہ انھیں بار بار یہ بتانا چاہتے تھے کہ رشوت ستانی بے انصافی چور بازاری، اسمگلنگ کی لعنتوں نے اس ملک کا معاشرہ تباہ کر دیا ہے اور ہم ملک کو ان لعنتوں سے

پاک کرنے کا تہیّہ کر چکے ہیں۔ وہ یہ بات بھی بار بار دہرانا چاہتے تھے کہ سفید جزیرے کو ہر لحاظ سے ایک مثالی ریاست بنانا چاہتے ہیں۔

اس کے بعد قریباً دو مہینے حکومت بادشاہ سلامت کے جلسوں کو کامیاب بنانے کے لیے ایک اہم منصوبے کی تکمیل میں مصروف رہی اور وہ منصوبہ یہ تھا کہ محل کے دروازے کے سامنے جتنی زمین خالی تھی اس کے گرد ایک مضبوط آہنی جنگلہ لگا دیا جائے۔

تیسرے مہینے ہز میجسٹی کی تقریر سے بارہ گھنٹے قبل سابق اور موجودہ وزراء اور ممبرانِ اسمبلی کے زر خرید غنڈے اور پولیس کے آدمی لوگوں کو چاروں اطراف سے ہانک ہانک کر اس آہنی جنگلے کے اندر دھکیل رہے تھے۔ اس جلسے کو ہر لحاظ سے کامیاب بنانے کے لیے پولیس کا تقریباً تمام عملہ وہاں جمع ہو چکا تھا اور یہ لوگ جلسہ گاہ میں جگہ جگہ لوگوں کے سروں پر لاٹھیاں تانے کھڑے تھے۔ ملک کے نامی گرامی اسمگلروں اور جرائم پیشہ لوگوں نے اعلیحضرت کو کسی ہنگامی صورت حالات سے عہدہ برآ ہونے کے لیے قریباً پانچ سو غنڈے مہیا کیے تھے اور یہ لوگ اعلیحضرت کے مینار یا اسٹیج کے دائیں بائیں بندوقیں تانے فصیل پر کھڑے تھے اور ان کے پیچھے موجودہ اور سابق وزیروں اور اسمبلی کے ممبروں کی صفیں دکھائی دیتی تھیں۔ مینار پر اعلیحضرت کے دائیں بائیں وزیر اعظم اور پولیس کے دو بڑے افسر کھڑے تھے۔ ہز میجسٹی نے تقریر شروع کی۔ عوام کچھ عرصہ بے بسی کی حالت میں بیٹھے رہے۔ لیکن جب حضور پُر نور بے انصافی، کنبہ پروری، رشوت ستانی، اور اقتصادی لوٹ کھسوٹ کے انسداد اور آیندہ انتخابات کے بارے میں اپنے سابقہ وعدے دہرانے لگے تو عوام کی قوتِ برداشت جواب دے گئی۔ انھوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور بھیڑوں بکریوں اور بلیوں کی آوازیں نکالنی شروع کر دیں۔ کنگ سائمن

غضب ناک ہوکر چلّایا "تم لوگ شور مچاکر ہمیں اپنی ذمہ داریاں پورا کرنے سے منع نہیں کرسکتے۔ تمھیں ہماری تقریر سننا ہی پڑے گی۔ اگر تم نہیں سنوگے تو تمھاری لاشیں ہماری تقریر سنیں گی۔"

لوگوں پر ایک ثانیہ کے لیے سکتہ طاری ہوگیا۔ پھر ایک بڑھیا اپنی چھاتی پیٹتی ہوئی مینار کی طرف بڑھی اور بلند آواز میں چلّائی "سائمن تم دغا باز ہو، تم ظالم ہو۔ ہم تمھاری تقریر نہیں سنیں گے۔ ہمیں مار ڈالو۔ خدا کے لیے ہمیں مار ڈالو۔ اب ہمارے لیے اس زندگی سے موت بہتر ہے۔"

لوگ چاروں طرف اٹھ کر کھڑے ہوگئے اور کہرام مچ گیا۔ وہ اپنے سر کے بال نوچ رہے تھے۔ اپنے سینے پیٹ رہے تھے۔ لاؤڈ اسپیکر کی آواز عوام کے اس کہرے میں گم ہوچکی تھی "ہمیں مار ڈالو، ہمیں مار ڈالو۔"

سائمن کی آواز حلق میں بیٹھ گئی۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے نیچے دیکھ رہا تھا۔ پولیس کے آدمی لوگوں پر لاٹھیاں برسانے کی بجائے چپ چاپ کھڑے تھے۔

اعلیٰحضرت نے اپنے وزیراعظم اور پولیس کے افسروں کی طرف دیکھا۔

ایک پولیس افسر نے کہا "جناب اب آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔"

وزیراعظم نے کہا "نہیں حضور، اگر آپ یہاں سے چلے گئے تو یہ لوگ شیر ہوجائیں گے۔ فصیل پر ہمارے مسلح آدمی آپ کے اشارے کے منتظر ہیں اور چند گولیاں کھانے کے بعد ان لوگوں کی طبیعت صاف ہوجائے گی۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں انھیں فائرنگ کا حکم دے دوں۔"

اچانک سامنے کچھ فاصلے پر ایک تیز رفتار جیپ دکھائی دی اور پولیس افسر نے کہا "ٹھہریے! آپ کوئی قدم اٹھانے سے پہلے کچھ دیر انتظار کیجیے۔ معلوم ہوتا ہے سپہ سالار تشریف لا رہے ہیں۔"

اعلیٰحضرت غصّے، اضطراب اور پریشانی کی حالت میں اس طرف دیکھنے لگے۔ جیپ بنگلے کے دروازے پر رکی۔ پولیس کے آدمی نے جلدی سے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ لوگ راستے سے اِدھر اُدھر ہٹ گئے اور جلسہ گاہ میں ایک سکوت طاری ہوگیا۔ جیپ میدان سے گزر کر قلعے کے آہنی دروازے پر رُکی۔ پہریداروں نے قدرے تذبذب کے بعد دروازہ کھول دیا۔ سپہ سالار جیپ سے اُتر کر تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا محل کے اندر داخل ہوا۔ اور تھوڑی دیر بعد لوگ اسے مینار کے اوپر کنگ سائمن کے پاس کھڑا دیکھ رہے تھے۔

سپہ سالار نے فصیل پر مسلح آدمیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پولیس افسر سے پوچھا۔

"یہ کون ہیں؟"

پولیس افسر کی بجائے وزیراعظم نے جواب دیا "یہ ہمارے محافظ ہیں۔"

سائمن نے کہا "اگر آپ ملک کے معاملات میں مداخلت سے انکار نہ کرتے تو آج ہمیں ان لوگوں کی ضرورت پیش نہ آتی۔"

سپہ سالار نے پولیس افسر کی طرف متوجہ ہوکر کہا "تم پولیس کو حکم دو کہ انھیں غیر مسلح کردے۔"

پھر وہ سائمن کی طرف متوجہ ہوا "میرا کام ملک کی حفاظت ہے اور آج میں اس لیے یہاں آیا ہوں کہ یہ صورتِ حال ملک کی سلامتی کے لیے خطرے کا باعث ہوسکتی ہے۔"

سائمن نے کہا "آپ کو معلوم نہیں کہ ان لوگوں کے حوصلے کس قدر بلند ہوگئے ہیں۔ یہ میری تقریر سننے پر بھی آمادہ نہیں۔"

سپہ سالار نے جواب دیا "ان بھوکے ننگے لوگوں کو آپ کی تقریریں سنوانا

میرے فرائض میں نہیں۔"

وزیراعظم۔ یہ لوگ بغاوت پر تلے ہوئے ہیں۔ ہمیں فوج کی ضرورت ہے۔ اگر آپ نے کچھ نہ کیا تو بغاوت کی آگ سارے ملک میں پھیل جائے گی

سپہ سالار۔ تمھاری بھلائی اسی میں ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ میں تمھیں یقین دلاتا ہوں کہ جب فوج میدان میں آئے گی تو تمھارے جیسے لوگوں کے لیے یہاں کوئی جگہ نہیں ہوگی۔ فوج یہ کبھی برداشت نہیں کرے گی کہ وہ غنڈے جنھیں پالنے کے لیے تم نے عوام کا خون مہیا کیا ہے۔ ہمارے پرامن شہریوں پر گولیاں چلائیں۔

سائمن نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا "تم انھیں پُرامن کہتے ہو۔ یہ ابھی ہمارا ماتم کر رہے تھے۔"

سپہ سالار۔ ان کے ماتم سے آپ کا کچھ نہیں بگڑا۔ لیکن پولیس کوئی زیادتی کرجاتی یا یہ غنڈے گولی چلا دیتے تو سارے ملک میں کہرام مچ جاتا۔

سائمن نے کہا "یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم اس وقت پچاس فٹ کی بلندی پر کھڑے ہیں اور ان لوگوں کے ہاتھ ہم تک نہیں پہنچ سکتے ورنہ یہ حملے سے دریغ نہ کرتے۔

سپہ سالار نے جواب دیا "جناب والا۔ ہمارے عوام کا احتجاج صرف نعروں تک محدود رہتا ہے۔ آج تک انھوں نے انتہائی اشتعال کی حالت میں بھی قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیا۔ میں جانتا ہوں کہ عوام آپ سے بے حد نفرت کرتے ہیں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ آپ پر حملہ نہیں کریں گے وہ زیادہ سے زیادہ آپ کے خلاف نعرے لگا کر یا آپ کا منہ چڑا کر اپنے دل کی بھڑاس نکال لیں گے۔

وزیراعظم نے کہا "آپ ذرا ان کے سامنے تقریر کر کے تو دیکھیں۔"

سپہ سالار نے جواب دیا "مجھے ان کے سامنے تقریر کرنے کی ضرورت نہیں وہ مجھے جانتے ہیں۔"

لوگ خاموشی سے مینار کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اچانک کسی نے بلند آواز میں کہا "جناب ہمیں اس عذاب سے نجات دلائیے۔ اس ظالم بادشاہ کو مریخ واپس بھیج دیجیے ــــ سائمن واپس جاؤ یہاں تمھاری ضرورت نہیں اپنے وزیروں کو بھی ساتھ لے جاؤ۔"

اور پھر تمام لوگ یک زبان ہو کر "سائمن واپس جاؤ۔ یہاں تمھاری ضرورت نہیں" کے نعرے لگا رہے تھے۔

سپہ سالار نے ایک ہاتھ بلند کیا اور وہ اچانک خاموش ہو گئے۔ سپہ سالار نے مائیکروفون کے قریب آ کر کہا "میں تمھیں اپنے حکمران کے سامنے کوئی جائز مطالبہ پیش کرنے سے نہیں روکنا چاہتا۔ لیکن وہ تمھاری بات سن چکے ہیں اور میں اسے بار بار دہرانے میں کوئی فائدہ نہیں دیکھتا۔ اب تم لوگوں کو اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم دس منٹ کے اندر اندر یہاں سے چلے جاؤ۔"

اور لوگ "سپہ سالار زندہ باد" کے نعرے لگاتے ہوئے وہاں سے رخصت ہو رہے تھے۔

سائنس کا اضطراب

جن ایام میں اعلیٰحضرت سائنس کی تخریبی سرگرمیاں اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھیں روس، امریکہ اور یورپ کے ممالک کی طرف سے کئی راکٹ مریخ کی طرف چھوڑے جا چکے تھے اور بعض ممالک یہ دعوے کر رہے تھے کہ ان کے راکٹ مریخ کو چھونے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ان راکٹوں پر چوپائے، پرندے اور کیڑے مکوڑے بھیجے گئے تھے اُن کے متعلق یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ راستے میں ہلاک ہو چکے ہیں۔ تاہم مغرب کے سائنسدان مستقبل قریب میں زندہ انسانوں کو مریخ کی سیر کرانے کے متعلق ہی پُرامید نہ تھے بلکہ مریخ کے علاوہ زہرہ مشتری زحل اور عطارد وغیرہ پر بھی اپنے جھنڈے گاڑنے کے عزائم کا اعلان کر چکے تھے۔

ترقی یافتہ ممالک کے ادیب اور شاعر اب زمین کی بجائے ان دور افتادہ سیاروں کے خیالی مناظر کی تصویریں کھینچا کرتے تھے اور ان کے سیاستدان وہاں اپنے فوجی اڈے قائم کر کے کہکشاں کے دامن میں بکھرے ہوئے ان نامعلوم سیاروں پر قبضہ جمانے کے منصوبے تیار کر رہے تھے جن کے متعلق یہ خیال کیا جاتا تھا کہ اُن کی مٹی ہماری زمین کی مٹی سے زیادہ زرخیز اُن کی آب و ہوا ہماری زمین کی آب و ہوا سے

زیادہ خوشگوار اور اُن کے قدرتی مناظر ہمارے نظام شمسی کے تمام سیاروں سے زیادہ دلکش ہیں۔

فرزندانِ آدم کو اگر کوئی پریشانی تھی تو یہ تھی کہ اگر وہ ہزاروں سال زندہ رہیں اور اُن کے راکٹوں کی رفتار لاکھوں میل فی گھنٹہ ہو تو بھی اس خلا کی لامحدود وسعتوں کو عبور نہیں کیا جا سکتا جو زمین اور کہکشاں کے درمیان حائل ہیں۔ سائنسدان اس مشکل پر فتح حاصل کرنے کے لیے نئی نئی تجاویز سوچ رہے تھے۔ امریکہ کے سائنسدانوں نے یہ اعلان کیا تھا کہ اس مقصد کے لیے راکٹوں کی بجائے عظیم ترین خلائی جہاز تیار کیے جائیں گے اور ان خلائی جہازوں پر زندگی کے تمام لوازمات اتنی مقدار میں جمع کر دیے جائیں گے کہ مسافر ہزارہا سال تک اپنا سفر جاری رکھ سکیں۔ ہر خلائی جہاز پر شادی شدہ مردوں اور عورتوں کے چند جوڑے سوار ہوں گے تاکہ سفر کے دوران میں بقائے نسل کا سلسلہ جاری رہے اور جب ایک نسل اپنی طبعی عمر پوری کرنے کے بعد ختم ہو جائے تو نئی پود اس کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے لیے موجود ہو۔ اس طرح کئی پشتیں سفر کرنے کے بعد اہل زمین کا قافلہ کسی نہ کسی دن اپنی منزل مقصود پر پہنچ جائے گا۔ سفر کے دوران میں اس بات کا خاص خیال رکھا جائے گا کہ مسافروں کی تعداد میں غیر ضروری اضافہ نہ ہو اور بقائے نسل کا سلسلہ صرف اس تجربے کو کامیاب بنانے کے لیے جاری رکھا جائے۔ جہاز کے مسافروں کو ایک لامتناہی عرصہ کے لیے ضروریات زندگی مہیا کرنے کا مسئلہ بہت پیچیدہ تھا اور امریکہ کے سائنسدانوں نے اس اُلجھن کا یہ حل سوچا تھا کہ جہاز پر ایسے کیمیاوی مرکبات جمع کر دیے جائیں گے جن کی ایک چھوٹی سی ٹکیا انتہائی صحت بخش اور تازہ خوراک کی چند پلیٹوں کا نعم البدل ہوگی۔ امریکہ کے سائنسدانوں نے یہ دعوے بھی کیا تھا کہ خلا میں سفر کرنے والے مسافروں کی زندگیاں بہت طویل ہو جائیں گی۔

Scanned by iqbalmt

دوسری تجویز جو روس کے سائنسدانوں نے پیش کی تھی اس سے زیادہ آسان اور دلچسپ تھی ان کا یہ دعوےٰ تھا کہ روسی ڈاکٹروں نے ایک ایسی دوائی ایجاد کر کی ہے جسے کھلانے کے بعد اگر انسان کو کسی سرد خانے میں بند کر دیا جائے تو وہ مدتوں بے ہوشی کی حالت میں زندہ رہ سکے گا۔ پھر جب اسے گرمی پہنچا کر ہوش میں لایا جائے گا تو اس پر وقت کے کوئی اثرات ظاہر نہیں ہوں گے اور اس کی جسمانی حالت وہی ہوگی جو دوائی کھانے سے پہلے تھی۔ روس کے سائنسدان اپنے ملک کے ایک سابق رہنما کو اٹھارہ مہینے ایک برف خانے میں بند رکھنے کے بعد دوبارہ ہوش میں لا کر اس دوائی کی کامیابی کا تجربہ کر چکے تھے اور اسے اڑھائی گھنٹے مکمل آرام پہنچانے کے بعد یہ اعلان کیا گیا تھا کہ اسے پہلی دوائی کی ایک اور ٹکیا کھلا دی گئی ہے اور اب اسے ایک ایسے سرد خانے میں بند کیا جا رہا ہے جس کے دروازے کی مہر پورے بائیس سال بعد توڑی جائے گی۔

اور دنیا کو اس قسم کی ہر بات قابل یقین معلوم ہوتی تھی۔ انسان صحیح معنوں میں ستاروں پر کمندیں ڈال رہا تھا لیکن برق رفتاری کے اس دور میں سفید جزیرے کے باشندوں کا سب سے بڑا کمال یہی تھا کہ وہ زندہ تھے، اور اعلیٰحضرت سائمن کی تمام کوششوں کے باوجود زندہ رہنے کی خواہش سے پوری طرح دستبردار نہیں ہوئے تھے اگرچہ زندگی انھیں ایک مذاق معلوم ہوتی تھی۔ اور کنگ سائمن کے لاتعداد وزیروں نے ان کے دروازوں پر موت کا پہرہ بٹھا رکھا تھا اور غربت افلاس اور بے روزگاری کے بھوت اپنی مہیب ترین صورتوں کے ساتھ ان کے سامنے ناچ رہے تھے لیکن ان سب باتوں کے باوجود وہ زندہ تھے اور ان کے دلوں میں زندہ رہنے کی خواہش کا سب سے بڑا ثبوت یہ تھا کہ وہ صبح و شام بار بار یہ دعا مانگا کرتے تھے :۔

”زمین اور آسمان کے مالک! ہماری حالت پر رحم کر ہمیں اس بلائے عظیم سے نجات دلا جو اسمبلی ہال کی چھت پھاڑ کر ہم پر نازل ہوئی تھی۔ پروردگار! اگر کنگ سائمن مریخ سے آیا ہے تو اسے واپس وہیں پہنچانے کے لیے ہماری مدد کر اور اگر وہ کہیں اور سے آیا ہے تو بھی ہمیں اتنی عقل اور ہمت عطا کر کہ ہم کسی نئی مصیبت کا سامنا کیے بغیر اسے وہاں پہنچا سکیں ہمیں تجھ سے کوئی شکایت نہیں۔ تو ہمیشہ ہم پر مہربان تھا۔ ہم نے خود ہی یہ مصیبت مول لی ہے۔ ہم نے ایک بھیڑیے کو اپنا چرواہا سمجھ لیا تھا۔ ہم نے اپنے کیے کی سزا پائی ہے۔ لیکن ہم انسان تھے۔ انسانوں سے غلطیاں ہوا ہی کرتی ہیں۔ ہم کنگ سائمن کی آمد سے پہلے بھی غلطیاں کیا کرتے تھے لیکن تو ہماری خطائیں معاف کر دیا کرتا تھا اور اب بھی تیری رحمت ہی ہمارا آخری سہارا ہے۔ ہمارے ننگے بدن، ہمارے بھوکے پیٹ اور ہماری مضطرب روحیں تیری رحمت کی طلبگار ہیں۔

ہم اپنا یہ گناہ تسلیم کرتے ہیں کہ ہم نے بلا سوچے سمجھے اپنی قسمت ایک ظالم کے ہاتھ میں دے دی تھی۔ لیکن اے جزا اور سزا کے مالک اگر تو صرف ایک بار ہمیں اس عذاب الیم سے نجات دلا دے تو ہم صدق دل سے یہ عہد کرتے ہیں کہ آئندہ ہم کسی کو اپنا حکمران بناتے وقت اس قدر جلد بازی سے کام نہیں لینگے ہم کسی آدمی کو چپڑاسی بھرتی کرتے وقت بھی اس کا حسب و نسب دیکھ لیا کریں گے۔

ہمارے مالک! یہ عذاب ہمارے لیے ناقابل برداشت ہو چکا ہے۔ اگر ہمیں اس گناہ کی سزا دی گئی ہے کہ ہم نے ایک نیم پاگل آدمی کی ظاہری شکل و صورت سے دھوکا کھا کر اسے اپنا حکمران بنا لیا تھا تو ہمیں کافی سزا مل چکی ہے

ہمیں صرف ایک بار اس مصیبت سے نجات دلا دے۔ ہم صدقِ دل سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم آیندہ ایسی غلطی نہیں کریں گے۔ ہم چاروں طرف سے مایوس ہو کر تیری پناہ مانگتے ہیں۔ ہمیں صرف ایک بار موقع دے کہ ہم کنگ سائمن سے چھٹکارا حاصل کر سکیں:۔

دعا کے دوران میں بعض لوگوں کی یہ کیفیت ہو جاتی تھی کہ وہ زمین پر ناک رگڑنا شروع کر دیتے تھے اور اعلیٰحضرت جب وزارتیں بنانے اور وزارتیں توڑنے یا ان میں ردّ و بدل کرنے کے مشاغل سے فارغ ہوتے تو اپنی محبوب رعایا کی تسلّی کے لیے اس قسم کے بیان جاری فرماتے:۔

"ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ہماری وفادار رعایا اس قسم کی افواہوں سے بےحد پریشان ہے کہ ہم سفید جزیرے کی سیاسی، اقتصادی اور معاشی الجھنیں دور کیے بغیر یہاں سے تشریف لے جائیں گے۔ یہ درست ہے کہ اب ہم یہاں رہ کر سخت اکتاہٹ محسوس کرتے ہیں تاہم ہم عوام کو اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ ہمارا ان عظیم اخلاقی ذمّہ داریوں سے منہ پھیرنے کا کوئی ارادہ نہیں جن کا بوجھ ہمارے نحیف کندھوں پر لادا جا چکا ہے۔ یہ ہماری رعایا کی خوش قسمتی ہے کہ مریخ کا راستہ ابھی تک صاف نہیں ہوا اور ہم اگر اپنے وطن واپس جانے کے لیے کسی بےچینی کا اظہار کریں تو بھی ان دنوں زمین اور مریخ کے درمیان خلائی سفر ممکن نہیں۔ مغرب کے سائنسدانوں کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ ان کے بعض راکٹ مریخ پر اتر چکے ہیں۔ اگر یہ بات ہوتی تو مریخ کی حکومت ہمیں ضرور اطلاع دیتی۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک چھوٹے چھوٹے سیاروں کا وہ عظیم قافلہ جو کہکشاں کے کسی نامعلوم گوشے سے نکل کر مریخ کے راستے میں حائل ہو گیا ہے گزر نہیں جاتا مریخ کے خلائی سفر کا کوئی امکان نہیں ہم پورے وثوق کے

ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو راکٹ اب تک مریخ کی طرف بھیجے گئے ہیں وہ راستے میں ان چھوٹے چھوٹے سیاروں کے ساتھ ٹکرا کر تباہ ہو چکے ہیں۔ ذاتی طور پر ہمیں اس بات کا بےحد ملال ہے کہ ہم کچھ عرصہ یہاں ٹھہرنے پر مجبور رہیں لیکن قدرت کو یہی منظور ہے کہ ہمیں اس ملک کی خدمت کا زیادہ سے زیادہ موقع دیا جائے ہمیں امید ہے کہ ہماری رعایا بھی اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے گی۔"

(۲)

سفید جزیرے پر اعلیٰحضرت کنگ سائمن کے نزول کا چھٹا سال شروع ہو چکا تھا۔ اور اُن کی بےبس رعایا یہ محسوس کرتی تھی کہ یہ عرصہ ابنائے آدم کے آلام و مصائب کی پوری تاریخ پر حاوی ہے۔ اپنی حکومت کے پانچویں سال کے اختتام پر اعلیٰحضرت نے عوام کو یہ خوشخبری دی تھی کہ ہم نئے سال کے آغاز پر ملک کو ایک ایسی وزارت دینا چاہتے ہیں جو سابقہ وزارتوں سے زیادہ مضبوط اور زیادہ دیرپا ہوگی۔ چنانچہ نئے سال کے پہلے دن طلوعِ آفتاب کے ساتھ ہی سرکس نما اسمبلی ہال میں ممبر حضرات پورے شد و مد کے ساتھ وہ کھیل شروع کر چکے تھے جو نئی وزارتوں کی تشکیل کے موقعوں پر ضروری ہو جاتا تھا۔ اسمبلی کی گیارہ پارٹیوں میں سے دس حصولِ وزارت کے لیے برسرِ پیکار تھیں۔ گیارھویں پارٹی چند ایسے آدمیوں پر مشتمل تھی جو کنگ سائمن کے باغی خیال کیے جاتے تھے اور صرف نکتہ چینی کا موقع تلاش کرنے کے لیے اسمبلی کے اجلاس میں شریک ہوا کرتے تھے۔ باقی دس پارٹیاں کنگ سائمن کی اپنی پارٹیاں تھیں اور ان میں سے ہر ایک کو یہ یقین تھا کہ قرعہ اس کے نام پڑے گا۔ ان میں سے پانچ ایک گیلری اور پانچ دوسری گیلری میں کھڑی

تھیں اور ان کے درمیان چھت پہ جھولے لٹک رہے تھے۔ ہر لیڈر اپنے ساتھیوں کو پورے جوش و خروش کے ساتھ یہ سمجھا رہا تھا کہ آج اعلیٰحضرت میرے سوا کسی اور کو وزارت بنانے کی دعوت نہیں دیں گے۔ ملک کے فلاں فلاں نجومی نے بھی یہی بشارت دی ہے۔ اس لیے تم لوگوں کو میرا ساتھ چھوڑ کر کسی اور پارٹی کی طرف نہیں دیکھنا چاہیے۔ اور پارٹیوں کے ممبروں کا یہ حال تھا کہ وہ کبھی ایک اور کبھی دوسرے لیڈر کی طرف لپک رہے تھے۔ کبھی ایک گیلری پہ مختلف گروپوں کے درمیان ردوبدل شروع ہو جاتا اور کبھی دوسری پہ۔ اور اس کے ساتھ ہی جھولوں کی مدد سے دونوں گیلریوں کے درمیان آمدورفت جاری رہتی۔ کبھی ایک پارٹی کے ممبر اپنے لیڈر کو چھوڑ کر دوسری گیلری پہ پہنچ جاتے اور کبھی لیڈر صاحبان کنگ سائمن زندہ باد کا نعرہ لگاتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو حیران و پریشان چھوڑ کر ایک گیلری سے دوسری گیلری میں جا پہنچتے تھے۔ اعلیٰحضرت پورے اطمینان کے ساتھ اپنے جھروکے سے یہ تماشہ دیکھ رہے تھے۔

جب ایک پارٹی دوسری پارٹی کے ممبروں کو کھینچ کر زبردستی اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرتی تو آپس میں ہاتھا پائی شروع ہو جاتی تھی۔ علیحدہ علیحدہ گیلریوں پہ یہ کھیل زیادہ خطرناک نہ تھا۔ زیادہ سے زیادہ ممبر حضرات کے کوٹ یا قمیص پھٹ جاتی تھی یا کبھی نکٹائیاں ٹوٹ جاتی تھیں۔ لیکن جب لیلائے وزارت کے دیوانے جھولوں کی مدد سے ایک گیلری سے دوسری گیلری پر پھلانگنا شروع کرتے تو یہ کھیل نازک صورت اختیار کر جاتا تھا۔ بعض طاقتور اور زندہ دل ممبر اپنے مضبوط ہاتھوں سے جھولا پکڑتے اور ٹانگوں میں کسی کمزور ممبر کو دبوچ کر دوسری گیلری کی طرف کود پڑتے۔ رسّے کافی مضبوط تھے لیکن کبھی ٹانگوں کی گرفت ڈھیلی ہو جاتی یا کمزور ممبر تھوڑی بہت مدافعت کرتا تو وہ آنکھ جھپکنے کی دیر میں نیچے پہنچ جاتا تنے

ہوئے جال پر گرنے کے باعث ممبر حضرات کی جان تو بچ جاتی لیکن بعض صاحبان جال سے اچھل کر فرش پر گرنے کے باعث اپنے جسم کی ایک آدھ ہڈی سے محروم ہو جاتے۔

اعلیٰحضرت یہ اعلان فرما چکے تھے کہ ان کی نئی وزارت کی عمر سابقہ وزارتوں سے زیادہ ہوگی۔ اس لیے لیلائے وزارت کے عاشق اس کھیل میں نسبتاً زیادہ سرگرمی کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ جب کوئی دو گھنٹے کی مارا ماری کے بعد سات ممبر شدید زخمی ہونے کے بعد ہسپتال پہنچ گئے تو اعلیٰحضرت نے یہ اعلان کیا کہ اس مرتبہ ہم کسی ایک پارٹی کی وزارت بنانے کی بجائے مختلف پارٹیوں کی مخلوط وزارت بنانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ دو پارٹیوں کے سوا جن کے ممبروں کا کھیل اعلیٰحضرت کو سخت ناپسند تھا باقی پارٹیوں سے وزارت کے لیے پانچ پانچ ممبر لے لیے گئے۔ وزیراعظم کے عہدہ کے لیے اعلیٰحضرت نے اس مرتبہ ایک ایسے شخص کو پسند فرمایا جو قریباً تمام سابقہ وزارتوں میں شامل رہ چکا تھا۔ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ اس کی بینائی کمزور تھی۔ اور وہ سرکاری کاغذات پڑھے بغیر ان پہ دستخط کرنے کا عادی تھا۔

وزارت کی تشکیل ہو چکی تھی لیکن اس کے بعد نئے وزیراعظم کے لیے محکموں کی تقسیم کا مسئلہ بہت پیچیدہ تھا۔ وزراء صاحبان کو کم اور زیادہ آمدنی والے محکموں کا اچھی طرح علم تھا اور ہر وزیر کی یہ خواہش تھی کہ اس کی ذاتی آمدنی کے وسائل دوسروں کی نسبت زیادہ ہوں۔ وزیراعظم نے دو گھنٹے سر کھپانے کے بعد انتہائی بے بسی کے عالم میں اعلیٰحضرت سے درخواست کی کہ آپ اس معاملے میں میری مدد کریں۔ اعلیٰحضرت اٹھے اور اپنے چند افسروں کے ساتھ اس ملحقہ کمرے میں تشریف لے گئے جہاں عام طور پہ کابینہ کا اجلاس ہوا کرتا تھا۔ واپس آ کر انھوں نے

ہال کے اندر تمام وزیروں کو ایک جگہ کھڑا کیا اور کہا " ہم نے کمیٹی روم کے اندر بچھی ہوئی کرسیوں پر مختلف محکموں کی چٹیں لگوا دی ہیں - اب ہم ایک دو تین کہنے کے بعد ہاتھ بلند کریں گے اور تم لوگ ہمارا اشارہ پاتے ہی کمیٹی روم میں پہنچ کر اپنی اپنی پسند کی کرسی پر قبضہ کر لو - جس وزیر کی کرسی پر خزانے کی چٹ لگی ہو گی سمجھ لو کہ اسے وزیر خزانہ بنا دیا گیا ہے اسی طرح باقی محکموں کی تقسیم ہو گی - تم لوگوں کو اپنی پسند کی کرسی پر قبضہ کرنے کے لیے اپنے رفقاء کے ساتھ زور آزمائی کی عام اجازت ہے -

تھوڑی دیر بعد جب اعلیٰ حضرت کے ہاتھ کا اشارہ پاکر وزراء حضرات بھاگتے ہوئے کمیٹی روم کی طرف بڑھے تو راستے میں چند آدمی اپنے ساتھیوں کے دھکے کھا کر گر پڑے - ایک شریف آدمی کمیٹی روم کی دہلیز پر گرا اور اس کے ساتھی اسے روندتے ہوئے اندر چلے گئے - پھر کمیٹی روم کے اندر یہ حالت تھی کہ ایک وزیر ایک کرسی پر بیٹھنے کی کوشش کر رہا تھا اور دوسرا اس کرسی کا پایہ پکڑ کر اسے گرانے کی کوشش کر رہا تھا - ایک طاقت ور اور ایک کمزور امیدوار ایک اہم محکمے کی کرسی کو اپنی اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کر رہے تھے - کمزور کے ہاتھ سے کرسی کا پایہ چھوٹ گیا اور کرسی طاقت ور امیدوار کے منہ پر اتنے زور سے لگی کہ اس کے تین دانت باہر گر پڑے - دو امیدوار کسی اور کرسی کے لیے آپس میں لڑ رہے تھے اور ایک حضرت نے انتہائی معصومیت کے ساتھ اپنے ساتھی کی کلائی چبا ڈالی - سب سے زیادہ یورش اس کرسی پر تھی جس پر وزارت خزانہ کا لیبل لگا ہوا تھا - یہاں یہ حالت تھی کہ ایک صاحب چھلانگ مار کر کرسی کے اوپر مسلط ہو گئے - دوسرے حضرت کود کر ان کی گود میں جا بیٹھے - تیسرے صاحب نے جست لگائی اور انتہائی بے تکلفی کے ساتھ باقی دو حضرات کی گردنوں پر سوار

ہو گئے اور ان کے بال پکڑ کر اپنا توازن درست کرنے لگے چوتھے امیدوار نے اس صورت حال سے مایوس ہو کر سیٹ کے نیچے سر دے دیا - اور اس مقدس کرسی کو ان تینوں کے بوجھ سے نجات دلانے کی کوشش کرنے لگا - ایک صاحب ایک اہم محکمے کی کرسی سر پر اٹھائے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے اور ان کے دو حریف انھیں گھیرنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے - وزیر اعظم کو یہ اطمینان تھا کہ ان کی کرسی محفوظ ہے اس لیے وہ اطمینان کے ساتھ ایک کونے میں کھڑا یہ تماشہ دیکھ رہا تھا - لیکن اچانک دھینگا مشتی کرنے والوں میں سے کسی کا ہاتھ اس کے منہ پر لگا اور اس کی عینک گر پڑی - وزیر اعظم عینک اٹھانے کے لیے جھکا لیکن ایک کرسی پر زور آزمائی کرنے والے دو امیدواروں میں سے ایک اپنے طاقتور مد مقابل کا دھکا کھا کر وزیر اعظم سے ٹکرایا اور وہ منہ کے بل فرش پر گر پڑا - اس کے بعد وزیر اعظم کو انتہائی کوشش کے باوجود اٹھنے کا موقع نہ ملا اور فدایانِ وزارت کو اس بات کا قطعاً احساس نہ ہوا کہ وہ اپنے جوتوں سمیت عمر رسیدہ وزیر اعظم کے جسدِ ناتواں پر ناچ رہے ہیں - کرسیوں کی جنگ میں حصہ لینے والوں کی پے در پے ٹھوکریں کھانے کے بعد وزیر اعظم مکمل طور پر بے ہوش ہو چکا تھا -

ایک وزیر نے جسے جسمانی قوت کے لحاظ سے دوسروں پر برتری حاصل تھی اپنی پسند کی کرسی پر بیٹھتے ہی دو اور کرسیوں پر اپنی ٹانگیں رکھ لیں اور اس کے بعد ایک اور کرسی اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لی - ان چاروں کرسیوں پر اہم محکموں کے لیبل لگے ہوئے تھے - اس کے نحیف اور لاغر ساتھی جنھیں ابھی تک کسی کرسی پر قبضہ جمانے کا موقع نہیں ملا تھا بڑے ادب سے ہاتھ باندھ کر اسے یہ سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے کہ آپ کے لیے ایک محکمہ کافی ہے اس لیے زیادہ لالچ نہ کیجیے اور فالتو کرسیاں ہمارے حوالے کر دیجیے - لیکن یہ حضرت کسی کو خاطر میں لانے

کے لیے تیار نہ تھے۔ ایک امیدوار نے گھٹنوں کے بل ہو کر ان کی ٹانگ کے نیچے سے ایک کرسی کھسکانے کی کوشش کی لیکن اس پہلوان نے چڑھتی کرسی اپنے سر سے اُٹھا کر اس کے کندھے پر دے ماری اور وہ "ہائے مر گیا" کہہ کر پیچھے ہٹ گیا۔

اس کھیل کے آغاز سے ایک گھنٹہ بعد اعلیٰحضرت وہاں تشریف لائے تو ان کے بیشتر وزراء زخمی ہو چکے تھے۔ آٹھ دس کرسیاں ٹوٹ چکی تھیں اور ان کے مختلف حصوں کو وزراء صاحبان نے آپس میں تقسیم کر رکھا تھا۔ اعلیٰحضرت کو اس بات سے بے حد مایوسی ہوئی کہ تین وزراء صاحبان اس مقدس کھیل کے اختتام کا انتظار کیے بغیر میدان سے فرار ہو کر عوام کی پناہ میں جا چکے تھے۔ وزیر اعظم کو ہوش میں لایا گیا تو اس کا پہلا سوال یہ تھا ——— "کیا میں زندہ ہوں؟"

وزیر اعظم کی درخواست پر اعلیٰحضرت نے کرسیوں کی تقسیم کا کام اپنے ذمّہ لے لیا اور ڈاکٹروں کی رپورٹ حاصل کرنے کے بعد محکموں کی تقسیم کے لیے یہ اصول رائج کیا کہ جو حضرات زیادہ زخمی ہیں انھیں زیادہ آمدنی والے محکمے دے دیئے جائیں +

(۳)

ایک رات لنگ سائن مادام لوئزا کے ساتھ کھانے کی میز پر بیٹھے ہوئے تھے۔ وزیر اعظم بدحواسی کی حالت میں کمرے کے اندر داخل ہوا اور اس نے جھک کر سلام کرنے کے بعد کہا "حضور میں اس گستاخی کے لیے معذرت چاہتا ہوں۔ آپ اطمینان سے کھانا تناول فرمالیں۔ اس کے بعد میں تنہائی

میں آپ سے چند باتیں کروں گا۔"

سائن۔ (جھنجھلا کر) اگر تمھیں ہمارے اطمینان سے کوئی دلچسپی ہوتی تو اس طرح بھاگتے ہوئے یہاں نہ آتے۔ اب کہو کیا کہتے ہو؟

وزیر اعظم۔ حضور! پچھلے دنوں خبر آئی تھی کہ ہمارے گشتی سفیر مسٹر چنگ سن نے یورپ کا دورہ کرنے کے بعد لندن پہنچ کر ملکہ عالیہ اور شہزادی لیکا میکا کے ساتھ چند ملاقاتیں کی ہیں۔

سائن۔ یہ خبر ہم بیس مرتبہ سن چکے ہیں اور ہم نے وزیر خارجہ کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ وہاں پہنچتے ہی ہمیں ان لوگوں کی سرگرمیوں کی اطلاع دے۔

وزیر اعظم۔ حضور والا! میں اسی لیے حاضر ہوا ہوں کہ ہمارے وزیر خارجہ لندن پہنچ چکے ہیں اور انھوں نے ابھی میرے ساتھ ٹیلیفون پر بات کی ہے۔

سائن۔ وہ کیا کہتا ہے؟

وزیر اعظم۔ حضور والا! اس نے مجھے بتایا ہے کہ ملکہ وائٹ روز نے ایک کتاب لکھی ہے اور یہ کتاب لنڈن اور نیویارک سے بیک وقت شائع ہوئی ہے۔ اس نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ عنقریب یورپ کی متعدد زبانوں میں اس کے تراجم شائع ہو رہے ہیں۔

سائن۔ ہمیں معلوم نہیں تھا کہ وہ کتاب لکھ سکتی ہے۔ لیکن اس خبر کا ہمارے ساتھ کیا تعلق ہے۔ ہم صرف یہ جاننا چاہتے تھے کہ یہ لوگ ہمارے متعلق کیا سوچ رہے ہیں۔

وزیر اعظم۔ حضور! وزیر خارجہ نے مجھے یہ بتایا ہے کہ اسے ملکہ عالیہ، مسٹر چنگ سن اور شہزادی لیکا میکا کے ساتھ ملاقات کا موقع نہیں ملا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وزیر خارجہ کے وہاں پہنچنے سے پہلے یہ تینوں

امریکہ روانہ ہو چکے تھے۔

سالمن۔ تو اس میں پریشانی کی کون سی بات ہے۔ مسٹر چنگ سن ہمارے گشتی سفیر کی حیثیت سے کئی بار امریکہ جا چکا ہے۔

وزیر اعظم۔ لیکن عالی جاہ اس مرتبہ ملکہ اور شہزادی لیکا میکا اس کے ساتھ ہیں۔

سالمن۔ شہزادی لیکا میکا بھی اس سے قبل کئی ملکوں کا دورہ کر چکی ہے اور مصلحت کا تقاضا یہی تھا کہ چنگ سن اور شہزادی کو بیرونی ممالک کی سیر و سیاحت کی ہر ممکن سہولت دی جائے تاکہ وہ یہاں آ کر ہمیں پریشان نہ کریں۔ ہم نے وزیر خارجہ کو بھی یہی ہدایت کی تھی کہ وہ کسی صورت انھیں یہاں نہ آنے دے۔ اب اگر وہ اپنی خوشی سے امریکہ چلے گئے ہیں تو اس میں ہمارے لیے پریشانی کی کوئی بات نہیں۔

وزیر اعظم۔ عالی جاہ آپ نے مسٹر چنگ سن کو یہ اجازت دی تھی کہ وہ اپنی ضروریات کے لیے انگلستان اور یورپ کے بنکوں سے ہماری سرکاری رقوم نکال سکتے ہیں۔

سالمن۔ ہاں لیکن تم جیسے بیوقوف یہ کیسے سمجھ سکتے ہیں کہ اسے اعتماد میں لینے سے ہمیں کتنا فائدہ پہنچا ہے۔ باہر کے ممالک سے ہمیں جو قرضہ ملا ہے وہ صرف اس کی ذاتی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

وزیر اعظم۔ عالی جاہ! آپ کو معلوم ہے کہ اس نے جو قرضہ جات حاصل کئے ہیں ان کی بیشتر رقوم ابھی تک یورپ اور امریکہ کے بنکوں میں پڑی ہوئی ہے۔

سالمن۔ ہاں۔ اور تم یہ چاہتے ہو کہ وہ رقوم وہاں سے نکلوا کر تمھارے حوالے کر دی جائیں؟

وزیر اعظم۔ عالی جاہ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنے آیا ہوں کہ اب یورپ اور امریکہ کے کسی بنک میں ہمارے بقایا جات کی ایک کوڑی تک باقی نہیں رہی۔ وزیر خارجہ نے مجھے یہ بتایا ہے کہ مسٹر چنگ سن تمام روپیہ نکلوا چکے ہیں۔ وزیر خارجہ نے مجھ سے التجا کی ہے کہ میں اس کی واپسی کے لیے کرائے کا بندوبست کروں۔ مجھے یہ بھی اندیشہ ہے کہ امریکہ نے ہمیں جو روپیہ دینا منظور کیا تھا وہ بھی اس نے اپنے ذاتی حساب میں جمع کروا لیا ہوگا۔

سالمن۔ اگر تمھاری اطلاع یہی ہے تو تم جا سکتے ہو۔ ہم چنگ سن کے متعلق کسی ایسی خبر کا مدت سے انتظار کر رہے تھے۔ ہمیں اندیشہ تھا کہ وہ تم لوگوں سے مختلف ہے۔ اور اس کی راستبازی اور ایمانداری کسی دن ہمارے لیے پریشانی پیدا کرے گی۔ اب وہ تمھاری صف میں شامل ہو چکا ہے اور ہم اس پر اعتماد کر سکتے ہیں۔ اب اوّل تو وہ سفید جزیرے کا رخ نہیں کرے گا لیکن اگر وہ یہاں آ جائے تو بھی ہمیں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ ہم ایسے ہوشیار آدمی کو بے ضرر بنانے کے لیے اپنا سارا خزانہ لٹا سکتے ہیں۔ تم وزیر خارجہ کو یہ پیغام دو کہ وہ واپس آنے کی بجائے امریکہ جا کر اس سے ملاقات کرے اور اسے ہماری طرف سے یہ پیغام دے کہ ہم تم سے پچھلے بقایا جات کا کوئی حساب نہیں مانگیں گے اور اگر تم بیرونی ممالک سے مزید قرضہ دلانے میں ہماری مدد کرو تو ہم تہ دل سے تمھارے ممنون ہوں گے۔

وزیر اعظم۔ عالی جاہ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ معاملہ بہت نازک ہے۔ اس ملک کا کوئی باشندہ مسٹر چنگ سن کے متعلق یہ نہیں سوچ سکتا کہ وہ سرکاری روپے

کے معاملے میں بددیانت ہوسکتا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ کوئی خطرناک سازش کر رہا ہے اور اب تو میں یہاں تک کہنے کے لیے تیار ہوں کہ ہمارے خلاف باغیانہ اشتہارات تقسیم کرنے والی خفیہ جماعت کا اس کے ساتھ کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ جو روپیہ اس کے قبضے میں آچکا ہے وہ سفید جزیرے کے مفاد کے لیے خرچ ہوگا اور جو لوگ سفید جزیرے کے مفاد کے لیے سوچتے ہیں ان کی پہلی اور آخری کوشش یہی ہوگی کہ ہمارے بستر سے گول کر دیے جائیں۔ حضور آپ تھوڑی دیر ضبط سے کام لیں اور اس عاجز کو بات کرنے کا موقع دیں۔

سالمن۔ (غصے سے دانت پیستے ہوئے) ہم تم سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ ہمارا وزیر اعظم بننے سے پہلے تم کیا تھے؟

وزیر اعظم۔ جناب میں وزیر اعظم بننے سے پہلے وزیر تھا۔

سالمن۔ وزیر بننے سے پہلے کیا تھے؟

وزیر اعظم۔ جناب اس سے پہلے بھی میں ایک وزیر تھا۔ آپ کی عنایت سے میں کئی وزارتیں بھگتا چکا ہوں۔

سالمن۔ (ایک تیج اٹھا کر میز پر مارتے ہوئے) بیوقوف میرا مطلب یہ ہے کہ جب تم وزیر نہیں تھے تو کیا تھے۔

وزیر اعظم۔ عالی جاہ جب تک حضور نے مجھے وزیر بننے کا اہل نہیں سمجھا تھا میں ایک چنگی کا محرر تھا۔

سالمن۔ اور اب تم مجھے مرعوب کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔

وزیر اعظم۔ نہیں عالی جاہ مجھ سے یہ گستاخی نہیں ہوسکتی۔ میں وزیر اعظم ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو ایک چنگی کے محرر سے زیادہ حقیر سمجھتا ہوں۔

لیکن میں اگر کوئی خطرہ دیکھوں تو حضور کو خبردار کرنا میرا فرض ہے۔ ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ حضور کسی دن واپس تشریف لے جائیں گے اور اس عاجز کو چنگی کی محرری بھی نہیں ملے گی۔ عالی جاہ مجھے بات کرنے کا موقع دیجیے۔ ہو سکتا ہے کہ میری بات سننے کے بعد آپ مجھے اس قدر بے مغز خیال نہ کریں۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ملکہ عالیہ نے جو کتاب لکھی ہے وہ ......

سالمن۔ (انتہائی غضب کی حالت میں یکے بعد دیگرے چند پلیٹیں پکڑ کر سامنے کی دیوار پر مارتے ہوئے) ابے اُلّو تم پھر اس کتاب کا ذکر لے آئے۔

وزیر اعظم۔ (ہاتھ جوڑ کر) عالی جاہ! خدا کے لیے مجھے یہ بتانے کا موقع دیجیے کہ ملکہ وائٹ روز نے جو کتاب لکھی ہے وہ آپ کے متعلق ہے۔ اس کتاب کا عنوان ہے "کنگ سالمن کے ساتھ ایک سال"۔ آگے آپ سوچ سکتے ہیں کہ ملکہ نے اس کتاب میں کیا لکھا ہوگا۔ وزیر خارجہ نے مجھے ٹیلیفون پر صرف اتنا بتایا ہے کہ اس کتاب کا دیباچہ مسٹر چنگ سن نے لکھا ہے اور اس دیباچے میں اس نے انسانیت کے نام پر دنیا بھر کے انسانوں سے یہ اپیل کی ہے کہ وہ سفید جزیرے کے بے بس انسانوں کو ایک پاگل حکمران سے نجات دلانے کے لیے ان کی مدد کریں۔ وزیر خارجہ نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ لنڈن میں ہمارے اپنے سفارت خانے کے ملازمین پر اس کتاب کا یہ اثر ہے کہ انھوں نے مجھے وزیر خارجہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ ہمارے پاس اس قسم کی کوئی اطلاع نہیں آئی کہ تم ہمارے وزیر خارجہ ہو۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضور والا تین سال کی مدت ختم ہونے کے بعد اس ملک کے جائز حکمران نہیں رہے۔ وزیر خارجہ نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ جب یہ کتاب یہاں پہنچے گی تو سارے ملک میں کہرام مچ جائے گا۔

عالی جاہ اس عاجز کی بات پر توجہ دیجئے۔ ملکہ وائٹ روز آپ کی بدترین دشمن ہے۔ مسٹر چنگ سن آپ کے خلاف بغاوت کر چکا ہے۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ امریکہ پہنچ کر یہ لوگ کیا کریں گے۔ بہرحال معاملہ بہت نازک ہے۔

سالمن۔ تم نے یہ باتیں مجھے پہلے کیوں نہ بتائیں۔ اب وزیر خارجہ کو یہ حکم دو کہ وہ لندن سے امریکہ روانہ ہو جائے اور ہمیں کسی تاخیر کے بغیر یہ اطلاع دے کہ وہاں ہمارے خلاف کیا ہو رہا ہے۔

وزیر اعظم۔ عالی جاہ مجھے یقین تھا کہ آپ مجھے یہی حکم دیں گے اس لیے میں نے پہلے ہی اسے یہ حکم دے دیا تھا۔ میں نے اس کے اخراجات کا بھی بندوبست کر دیا ہے۔

لوئزا۔ اگر اجازت ہو تو اس سلسلے میں میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں۔

سالمن۔ کہو۔

لوئزا۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ اس کتاب کی ایک جلد فوراً منگوا لی جائے۔

وزیر اعظم۔ جناب میں پہلے ہی اس بات انتظام کر چکا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ دو دن تک اس کتاب کی پانچ جلدیں ہوائی ڈاک کے ذریعے یہاں پہنچ جائیں گی۔

(۴)

ایک صبح دس بجے کے قریب اعلیحضرت کنگ سالمن گہری نیند سو رہے تھے۔ مادام لوئزا کمرے میں داخل ہوئی اور ان کا بازو پکڑ کر جھنجھوڑنے لگی۔ اعلیحضرت

نے آنکھیں کھولیں اور اٹھ کر بیٹھ گئے۔

لوئزا۔ یور میجسٹی وزیر خارجہ واپس آ گئے ہیں۔

سالمن۔ (چونک کر) کب آیا وہ؟

لوئزا۔ وہ رات پچھلے پہر یہاں پہنچا تھا اور صبح سے ملاقات کے کمرے میں آپ کا انتظار کر رہا ہے۔

سالمن۔ تم نے ہمیں اطلاع کیوں نہ دی۔

لوئزا۔ آپ کئی دن کے بعد گہری نیند سوئے تھے اور میں نے جگانا مناسب نہ سمجھا۔

سالمن۔ (بستر سے اٹھ کر سلیپر پہنتے ہوئے) ہم کوئی بھیانک سپنا دیکھ رہے ہوں گے (دروازے کی طرف بڑھتا ہے)

لوئزا۔ جناب ٹھہریے آپ نے لباس تبدیل نہیں کیا۔

سالمن۔ ہمیں لباس تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں۔

(ایک منٹ بعد اعلیحضرت ملاقات کے کمرے میں اپنے وزیر خارجہ کے ساتھ باتیں کر رہے تھے)

سالمن۔ تم نے بہت دیر لگائی ہم بہت پریشان تھے۔

وزیر خارجہ۔ میں نے یورپ اور امریکہ میں ایک منٹ بھی ضائع نہیں کیا۔ لنڈن اور واشنگٹن اور نیویارک کے بعد مجھے ضروری معلومات حاصل کرنے کے لیے پیرس اور برلن میں بھی رکنا پڑا۔

سالمن۔ (مضطرب ہو کر) تمہیں تمہید کی ضرورت نہیں پہلے یہ بتاؤ وہ لوگ ہمارے خلاف کیا سازش کر رہے ہیں۔

وزیر خارجہ۔ عالی جاہ میں پوری کوشش کے باوجود کسی سازش کا سراغ نہیں

لگا سکا۔ یہ درست ہے کہ مسٹر جنگ سن نے تمام بیرونی بنکوں سے ہماری
رقومات نکلوالی ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ ہمارے متعلق لندن، واشنگٹن
برلن اور پیرس میں ہمارے سفارت خانوں کے ملازمین کے خیالات انتہائی
باغیانہ ہیں۔ وہ میرا حکم ماننا تو درکنار میرے ساتھ بات کرنا بھی گوارا نہیں کرتے
لیکن ان سب باتوں کے باوجود میں کسی سازش کا پتہ نہیں لگا سکا۔ میں ایک
دلچسپ بات بتانے سے پہلے آپ سے ایک سوال پوچھ لینا ضروری
خیال کرتا ہوں۔ عالی جاہ کیا یہ درست ہے کہ آپ نے مسٹر جنگ سن کو
اپنی سیر و سیاحت کے لیے ایک ہوائی جہاز خریدنے کا آرڈر دیا تھا؟

سالمن ۔ ہاں میں نے پچھلے سال اپنے لیے ایک کشادہ اور آرام دہ ہوائی جہاز
کی ضرورت محسوس کی تھی اور جنگ سن نے مجھے یہ لکھا تھا کہ میں امریکہ کے کارخانے
کو جدید ترین ماڈل کا ایک ایسا ہوائی جہاز بنانے کا آرڈر دے چکا ہوں جس پر
ابھی تک کسی ملک کے صدر یا وزیر اعظم کو سفر کرنا نصیب نہیں ہوا۔

وزیر خارجہ ۔ تو پھر میری اطلاع درست ہے۔ آپ کی دیکھا دیکھی یہاں کے بعض
وزراء نے بھی اپنے لیے ہوائی جہاز کی ضرورت محسوس کی تھی اور انھوں نے
اس مقصد کے لیے لاکھوں روپے کے چیک مسٹر جنگ سن کو بھیج دیے تھے۔
اب وہ غیر ملکی بنکوں سے ان کا روپیہ نکلوا چکا ہے۔ لیکن جہاں تک میری
اطلاع کا تعلق ہے ابھی تک کسی کمپنی کو ہوائی جہازوں کا آرڈر نہیں دیا گیا ہے۔

سالمن ۔ ہمیں روپے کے ساتھ کوئی دلچسپی نہیں تم یہ بتاؤ وہ آج کل کیا کر رہا ہے؟

وزیر خارجہ ۔ عالی جاہ! میں صرف یہ معلوم کر سکا ہوں کہ وہ امریکہ میں ایک بہت
بڑا راکٹ تیار کروا رہا ہے اور جتنا روپیہ اس کے پاس تھا وہ سب ایک
راکٹ بنانے والی کمپنی کو دیا جا چکا ہے۔ میں نیویارک اور واشنگٹن میں اس

کے ساتھ آٹھ ملاقاتیں کر چکا ہوں اور میں نے اس کے دل کی بات معلوم
کرنے کے لیے عمداً یہ نہیں بتایا تھا کہ میں سفید جزیرے کا وزیر خارجہ ہوں۔
میں نے اس کے ساتھ ایک عام سیاح کی حیثیت سے ملاقاتیں کی تھیں
اور اس پر یہ تاثر ڈالا تھا کہ میں حضور پر نور کی حکومت کا مخالف اور عوام کا
ہمدرد ہوں۔ اس کی باتوں سے مجھے صرف یہ معلوم ہو سکا کہ اس کے دماغ
میں ایک راکٹ خریدنے کا خیالی جنوں کی حد تک پہنچ چکا ہے۔

سالمن ۔ کیسا راکٹ؟

وزیر خارجہ ۔ عالی جاہ! وہ ایک ایسا راکٹ خریدنا چاہتا ہے جو آسانی
مریخ تک پرواز کر سکے۔

سالمن ۔ کیا وہ مریخ جانا چاہتا ہے؟

وزیر خارجہ ۔ یہ بھی ہو سکتا ہے عالی جاہ۔ لیکن اس نے اس قسم کا کوئی ارادہ
ظاہر نہیں کیا۔ وہ صرف یہ کہتا ہے کہ مریخ کی طرف اس راکٹ کی پرواز
کے ساتھ ہی سفید جزیرے کے تمام مصائب دور ہو جائیں گے۔ میری
اطلاعات کے مطابق اس نے جو رقم اب تک کمپنی کو ادا کی ہے وہ راکٹ
کی مجموعی قیمت کے پانچویں حصے سے بھی کم ہے۔ تاہم جس متانت اور
سنجیدگی کے ساتھ وہ اس کام پر لگا ہوا ہے اس کے پیش نظر یہ بعید از قیاس
معلوم نہیں ہوتا کہ بہت جلد پوری رقم فراہم کر لے گا۔ سب سے زیادہ
عجیب بات یہ ہے کہ ملکہ وائٹ روز اور شہزادی نیکا میکا بھی راکٹ
خریدنے کے معاملے میں بے حد سنجیدہ ہیں۔ انھوں نے اپنے تمام زیورات
مسٹر جنگ سن کے حوالے کر دیے ہیں اور ملکہ روز نے اپنی کتاب کی ساری
رائیلٹی راکٹ فنڈ میں جمع کر دی ہے۔ آپ کو یہ سن کر تعجب ہو گا کہ ملکہ

روزنے جو کتاب آپ کے متعلق لکھی ہے وہ لاکھوں کی تعداد میں بک رہی ہے۔ یورپ میں کئی زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے اور ہالی وڈ کی ایک کمپنی نے دس لاکھ ڈالر کے عوض اسے فلمانے کے حقوق خرید لیے ہیں۔ مجھے یہ امید نہ تھی کہ یہ واہیات کتاب اس قدر مقبول ہوگی۔

سالمن۔ ہم وہ کتاب دیکھ چکے ہیں اور ہمیں بار بار اس کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

وزیر خارجہ۔ عالی جاہ کتاب کا ذکر میں نے اس لیے کیا ہے کہ اس کے اختتام پر ملکہ نے مہذب دنیا کے عوام سے یہ اپیل کی ہے کہ اگر انھیں سفید جزیرے کے عوام سے کوئی دلچسپی ہے تو وہ مسٹر چنگ سن کے راکٹ فنڈ میں دل کھول کر چندہ دیں اور امریکہ کے عوام اس سے خاصے متاثر نظر آتے ہیں۔ ان دنوں ملکہ وائٹ روز بڑے بڑے شہروں میں تقریریں کرتی ہیں اور لوگوں کو یہاں کے عوام کی مظلومیت کے فرضی قصے سنا کر چندہ جمع کرتی ہیں۔ عورتیں ان کی تقریروں سے خاص طور پر متاثر ہوتی ہیں۔ میں نے نیویارک میں ایک جلسہ دیکھا تھا جس میں ایک امیر بیوہ نے راکٹ فنڈ کے لیے پانچ ہزار ڈالر کا چیک پیش کیا تھا۔ بعض اخبارات امریکی حکومت کو مجبور کر رہے ہیں کہ وہ پسماندہ ممالک کی امداد کے فنڈ سے ایک معقول رقم چنگ سن کے راکٹ فنڈ کو ادا کرے اور یہ عین ممکن ہے کہ امریکہ کی حکومت اس سلسلے میں اس کی مدد پر آمادہ ہو جائے۔ ورنہ وہ دوسرے ممالک سے مدد حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔

سالمن۔ لیکن وہ بیوقوف راکٹ خرید کر کیا کرے گا؟

وزیر خارجہ۔ عالی جاہ! میں اس سے کئی بار یہ سوال پوچھ چکا ہوں لیکن وہ ہر بار یہی جواب دیتا تھا کہ یہ ایک راز ہے اور اس کا قبل از وقت انکشاف سفید

جزیرے کے آلام و مصائب میں مزید اضافے کا باعث ہوگا۔

سالمن۔ ہمارے لیے یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ وہ اس راکٹ کو ہمارے خلاف استعمال کرے گا لیکن یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ اس کے استعمال کی کیا صورت ہوگی۔ کیا وہ اس راکٹ کو امریکہ سے اڑا کر ہمارے محل پر گرانا چاہتا ہے؟

وزیر خارجہ۔ اس بات کا کوئی امکان نہیں عالی جاہ! میں اس بارے میں پوری تسلی کر چکا ہوں کہ یہ راکٹ صرف خلائی پرواز کے کام آ سکتا ہے۔ امریکہ کے دفتر خارجہ نے میرے استفسار پر یہ بتایا تھا کہ ہم یہاں سے کسی ملک کو کوئی ایسا راکٹ خریدنے کی اجازت نہیں دیں گے جو جنگ کے کام آ سکتا ہو۔ تاہم کوئی ایسی بات ضرور ہے جسے مسٹر چنگ سن ابھی ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔ ہمارے اپنے ملک کے گیارہ سائنسدان اسی فیکٹری میں تربیت حاصل کر رہے ہیں جہاں یہ راکٹ تیار ہو رہا ہے۔

سالمن۔ ہمارے ملک کے گیارہ سائنسدان! وہ وہاں کیسے پہنچ گئے؟

وزیر خارجہ۔ عالی جاہ! آپ کی آمد سے قبل سفید جزیرے کی حکومت نے چند نوجوانوں کو سائنس کی اعلیٰ تعلیم کے لیے وظائف دے کر یورپ اور امریکہ بھیجا تھا۔ مسٹر چنگ سن نے ان میں سے گیارہ بہترین طلبا کو راکٹ سازی کی عملی تربیت حاصل کرنے کے لیے امریکہ کے کارخانے میں بھیج دیا ہے۔ میں ان طلبا سے مل چکا ہوں اور میں نے انھیں گھر واپس آنے کی ترغیب دی لیکن وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم یہاں رہ کر سفید جزیرے کی زیادہ خدمت کر سکتے ہیں۔

سالمن۔ ہمارے متعلق ان نوجوانوں کے خیالات کیسے تھے؟

وزیرِ خارجہ ۔ اس ناچیز کی زبان پر وہ الفاظ نہیں آسکتے جو انھوں نے حضورِ والا کے متعلق کہے ہیں۔ وہ سب ملکہ وائٹ روز کی کتاب پڑھ چکے ہیں۔

سالمن ۔ کاش ہمیں معلوم ہوتا کہ اس راکٹ کے ساتھ ہمارے مستقبل کا کیا تعلق ہے۔

وزیرِ خارجہ ۔ عالی جاہ میں اس موضوع پر جس قدر سوچتا ہوں اسی قدر پریشان ہوتا ہوں۔ ممکن ہے کہ مسٹر چنگ سن آئندہ انتخابات میں حصہ لینا چاہتے ہوں اور وہ یہاں کے عوام کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے راکٹ کو ایک سیاسی حربہ کے طور پر استعمال کریں۔ یا شاید انھوں نے یہ سوچا ہو کہ جو لوگ راکٹ پر سوار ہو کر سفید جزیرے پر نازل ہوتے ہیں انھیں یہاں کے عوام بلا چون و چرا اپنا بادشاہ تسلیم کر لیتے ہیں۔ لیکن میں حضور کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم کوئی ایسی سازش کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ کم از کم قلعے اور شاہی محل کو دفاعی لحاظ سے اتنا مضبوط بنا دیا جائے گا کہ کوئی راکٹ یہاں نہ اُتر سکے۔

سالمن ۔ تمھارا دماغ تھک چکا ہے اور تمھیں آرام کی ضرورت ہے۔ ہم اس صورت حال کے متعلق اطمینان سے سوچنا چاہتے ہیں۔ تم جا سکتے ہو۔

سفید جزیرے کا راکٹ

کنگ سالمن بے حس و حرکت ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ایک میز پر چند کاغذات بکھرے ہوئے تھے۔ لوئزا کمرے میں داخل ہوئی۔

لوئزا ۔ میں ناشتے کے لیے ایک گھنٹے سے آپ کا انتظار کر رہی ہوں۔ کیا بات ہے آج آپ اس قدر پریشان کیوں ہیں ؟

سالمن ۔ (میز پر سے چند کاغذات اٹھا کر لوئزا کو دکھاتے ہوئے) تم نے یہ اشتہار پڑھے ہیں۔

لوئزا ۔ نہیں آپ کو معلوم ہے کہ میں اس ملک کی زبان نہیں جانتی۔

سالمن ۔ کوئی نامعلوم ہوائی جہاز پانچ دن سے سفید جزیرے کے شہروں اور بستیوں پر ان اشتہاروں کی بارش کر رہا ہے

لوئزا ۔ ان اشتہاروں میں کیا لکھا ہے ؟

سالمن ۔ ان اشتہاروں میں ملک کے عوام کو ہمارے خلاف بھڑکانے کی کوشش کی گئی ہے۔

لوئزا ۔ تو اس میں گھبرانے کی کیا بات ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ یہاں کے عوام

انتہائی اشتعال کی حالت میں بھی اپنے حکمران پر ہاتھ نہیں اٹھاتے جب تک آپ محل سے باہر پاؤں نہیں رکھتے آپ کو کوئی خطرہ نہیں۔

سالمن۔ یہی ہم سوچ رہے ہیں کہ ہمیں اس محل میں کب تک رہنے دیا جائے گا ایک اشتہار میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ ہم اپنے عہد حکومت کی چھٹی سالگرہ پر سفید جزیرے کو چھوڑ کر اپنے اصلی وطن کی طرف چلے جائیں گے۔ اس لیے عوام کو ہمیں خدا حافظ کہنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ اور ہماری چھٹی سالگرہ میں اب صرف ایک مہینہ اور دس دن باقی ہیں۔

لوئزا۔ وہ اشتہار پھینکنے والا ہوائی جہاز کہاں سے آتا ہے؟

سالمن۔ کاش ہمیں معلوم ہوتا۔ رات کے وقت شہروں اور بستیوں میں اشتہار پھینکتا ہے اور دن کے وقت کہیں روپوش ہو جاتا ہے۔

لوئزا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے مخالفین نے کسی جنگل میں ہوائی اڈہ بنا رکھا ہے۔

سالمن۔ ہمارے مخالفین کو جنگلوں میں ہوائی اڈے بنانے کی ضرورت نہیں عوام اُن کے ساتھ ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ محل سے باہر کیا ہو رہا ہے۔ میں نے وزیر داخلہ کو فوری تحقیقات کا حکم دیا تھا لیکن ابھی تک اُس کی رپورٹ نہیں آئی۔

لوئزا۔ اگر ان اشتہاروں میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ آپ اپنی حکومت کی چھٹی سالگرہ کے دن تشریف لے جارہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو ملک بدر کرنے کی سازش ہو رہی ہے کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ آپ سالگرہ سے پہلے ہی اِس جزیرے کو خیرباد کہہ دیں

سالمن۔ لوئزا اپنے منہ سے ایسی منحوس باتیں مت نکالو تم مجھے موت سے پہلے

خودکشی کا مشورہ نہیں دے سکتیں۔

لوئزا۔ اگر آپ عوام کو اُن کے حال پر چھوڑ دیں تو موت یا خودکشی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سالمن۔ عوام کو اُن کے حال پر چھوڑ کر میں کہاں جا سکتا ہوں۔

لوئزا۔ آپ انگلستان، امریکہ یا فرانس جا سکتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ آپ کی رعایا مسرت کے نعروں کے ساتھ آپ کو الوداع کہے گی۔

سالمن۔ وہاں میں کیا کروں گا؟

لوئزا۔ آپ کو کوئی کام کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر آپ یہاں سے کوئی سرمایہ نہ نکال سکیں تو بھی میں آپ کو باقی عمر عیش و آرام کی زندگی کے اسباب مہیا کرنے کا ذمہ لے سکتی ہوں۔

سالمن۔ وہ کیسے؟

لوئزا۔ آپ کو معلوم ہے کہ ملکہ روز نے اپنی کتاب سے لاکھوں ڈالر کمائے ہیں۔

سالمن۔ ہاں مجھے معلوم ہے لیکن اس کی کمائی کے ساتھ میرا کیا واسطہ؟

لوئزا۔ اُس کی کمائی سے آپ کو کوئی واسطہ نہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ میں اُس سے کئی گنا زیادہ کما سکوں گی۔

سالمن۔ وہ کیسے؟

لوئزا۔ میں یہ بات ابھی ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن آپ کی تسلی کے لیے عرض ہے کہ ملکہ نے "کنگ سالمن کے ساتھ ایک برس" لکھی ہے۔ اور میری تصنیف کا عنوان "کنگ سالمن کے ساتھ پانچ برس" ہوگا۔ جب لوگ میری کتاب پڑھیں گے تو وہ یہ محسوس کریں گے آپ کے متعلق ملکہ روز

کی معلومات بے حد ناقص تھیں۔ ملکہ کی کتاب سے ہالی وُڈ والے صرف ایک فلم تیار کر رہے ہیں اور میری کتاب سے انھیں کم از کم پانچ فلموں کا مواد مل جائے گا۔ میں نے یہاں اپنا وقت ضائع نہیں کیا ہے۔

سالمن۔ میں تمھیں ایسی کتاب شائع کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ میں تمھارا مسودہ بحق سرکار ضبط کرنے کا حکم دیتا ہوں۔

لوئزا۔ مسودہ اس وقت امریکہ کے ایک پبلشر کے پاس پہنچ چکا ہے اس لیے ضبط کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سالمن۔ تم نے ملکہ کی طرح میرا مذاق اڑایا ہوگا۔

لوئزا۔ میں ملکہ کی کتاب پڑھ چکی ہوں۔ انھوں نے کسی مبالغہ آرائی سے کام نہیں لیا۔ اور میں نے بھی واقعہ نگاری پر ہی اکتفا کیا ہے۔

سالمن۔ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں میرا کوئی دوست نہیں رہا۔ تمھاری واقعہ نگاری میرے لیے ان اشتعال انگیز اشتہاروں سے زیادہ تباہ کن ثابت ہوگی سچ کہو یہ کتاب تم نے کس کے ایما پر لکھی ہے؟

لوئزا۔ کسی کے ایما پر نہیں۔ میں نے یہاں پہنچتے ہی اپنے مستقبل کے متعلق سوچنا شروع کر دیا تھا اور میرے ذہن میں یہ بات آئی تھی کہ آپ کی بادشاہت کی بجائے ایک دلچسپ کتاب میرے مستقبل کی بہتر ضمانت دے سکتی ہے۔

سالمن۔ لیکن میں تمھارے ساتھ شادی کا وعدہ کر چکا ہوں اس کے بعد تمھیں اپنے مستقبل کے متعلق مطمئن ہو جانا چاہیے تھا۔

لوئزا۔ مرد صرف شادی کے متعلق سوچتے ہیں اور عورت کو شادی کے بعد کے مسائل کے متعلق بھی سوچنا پڑتا ہے۔ مجھے یقین تھا کہ ایک دن آپ کو اچانک اس ملک سے رخصت ہونا پڑے گا۔ اور میری سب سے بڑی خواہش

یہ تھی کہ آپ جس عیش و آرام کے عادی ہیں وہ میں آپ کو مہیا کر سکوں۔ اب آپ کی بہتری اس بات میں ہے کہ آپ طوفان آنے سے پہلے اس ملک کو خیرباد کہہ دیں۔

سالمن۔ میں اتنا احمق نہیں کہ جیتے جی اپنے تاج و تخت سے دستبردار ہو جاؤں۔ لیکن اگر تم مجھے کسی ایسے ملک کا پتہ بتا سکو جس کا بادشاہ مر چکا ہو۔ جس کے امراء اس قدر کوتاہ اندیش ہوں کہ وہ ایک اجنبی کو پکڑ کر تخت پر بٹھا دیں اور جس کے عوام اس قدر احمق ہوں کہ انھیں بار بار دھوکا دیا جا سکے تو میں تمھارے ساتھ وہاں جانے کے لیے تیار ہوں لیکن مجھے دنیا میں کوئی اور ایسا ملک نظر نہیں آتا جس کے عوام میری حکومت کا بوجھ اٹھا سکیں۔

لوئزا۔ کیا آپ کے خیال میں اس ملک کے بدنصیب عوام کے لیے اتنی سزا کافی نہیں؟

سالمن۔ میں نے عوام کو کوئی سزا نہیں دی۔ میں نے اُن کے ساتھ وہی سلوک کیا ہے جس کے وہ مستحق تھے۔ خدا اُن پر ناراض تھا اور اُس نے مجھے موت کے ہاتھ سے چھین کر یہاں بھیج دیا۔ اگر وہ قدرت کی طرف سے کسی بہتر سلوک کے مستحق ہوتے تو مجھے اپنا بادشاہ نہ بناتے۔ اب میں اپنی ذمہ داریوں سے بھاگنے کی کوشش نہیں کروں گا۔

لوئزا۔ آپ کو ان حالات میں بھی اس بات کا یقین ہے کہ آپ یہاں ٹھہر سکتے ہیں؟

سالمن۔ مجھے یقین ہے۔ جن دنوں میں نے اپنے لیے ہوائی جہاز کا آرڈر دیا تھا مجھے اس بات کا خدشہ تھا کہ عوام کسی دن اچانک مجھ پر دھاوا بول دیں گے اور مجھے بھاگنا پڑے گا۔ لیکن اب میرے اطمینان کی یہ وجہ ہے کہ یہاں کے لوگ اپنے بادشاہ پر ہاتھ اٹھانا گناہ سمجھتے ہیں۔

لوئیزا۔ اب حالات بہت بدل چکے ہیں اور مجھے یقین نہیں کہ وہ زیادہ عرصہ ضبط سے کام لے سکیں گے۔

سالمن۔ میں انھیں ہر وقت مطمئن کر سکتا ہوں۔ میں اب بھی ایسے حالات پیدا کر سکتا ہوں کہ وہ مجھے اپنا آخری سہارا سمجھنے پر مجبور ہو جائیں۔

لوئیزا۔ اگر آپ نے ان بدنصیب لوگوں کے لیے کوئی نئی سزا سوچی ہے تو خدا آپ کے حال پر رحم کرے۔ اب میرے لیے آپ کا ساتھ دینا ناممکن ہے۔ یہ درست ہے کہ جب میں یہاں آئی تھی تو میرے دل میں ایک بادشاہ کی قربت حاصل کرنے کی خواہش تھی۔ لیکن میں یہاں اس لیے نہیں ٹھہری تھی کہ میں ایک بےبس قوم کے خلاف آپ کے جرائم میں حصّہ دار بننا چاہتی تھی۔

سالمن۔ لوئزا! ہمیں افسوس ہے کہ ہم تمھاری توقعات پوری نہیں کر سکے۔ ملک کے حالات ہماری شادی کے لیے موزوں نہ تھے۔ ہمارے لیے یہ جاننا ضروری تھا کہ ہم کہاں تک من مانی کر سکتے ہیں۔ ہم اپنے وعدے پر قائم ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ وہ دن دور نہیں جب ہم تمام خطرات سے آزاد ہو کر تمھیں اپنی ملکہ بنا سکیں گے۔ عوام میں اتنی سکت نہیں ہوگی کہ وہ ملکہ روز کے حق میں کوئی آواز بلند کر سکیں۔

لوئیزا۔ (قہقہہ لگاتے ہوئے) آپ کا خیال ہے کہ اگر میں ملکہ وائٹ روز کی جگہ لے لوں تو عوام اسے مظلوم سمجھیں گے؟

سالمن۔ (لاجواب سا ہو کر) مجھے تمھاری ہنسی پسند نہیں

لوئیزا۔ مجھے معلوم ہے آپ صرف آنسوؤں کو پسند کرتے ہیں۔

سالمن۔ لوئزا خدا کے لیے میرے ساتھ سنجیدگی سے بات کرو۔

لوئیزا۔ سفید جزیرے میں سنجیدگی کے لیے کوئی جگہ نہیں اور اسی لیے میں یہاں سے جانا چاہتی ہوں۔

سالمن۔ تم میرا ساتھ چھوڑ دو گی؟

لوئیزا۔ ہاں اب اس پاگل خانے میں میرا دم گھٹتا ہے۔

سالمن۔ تمھارا خیال ہے کہ میں بازی ہار چکا ہوں۔

لوئیزا۔ مجھے اب آپ کی ہار جیت سے کوئی دلچسپی نہیں۔ سنیے مجھے ایک بادشاہ کو قریب سے دیکھنے کا شوق یہاں لے آیا تھا۔ آپ بیمار تھے اور میرے ساتھ آنے والے ڈاکٹروں نے مجھے مشورہ دیا تھا کہ میں کچھ عرصہ کے لیے یہاں ٹھہر جاؤں۔ میں آپ کو قابلِ رحم سمجھتی تھی۔ جس دن آپ آتشبازی سے خوفزدہ ہو کر درخت پر چڑھ گئے تھے لوگ بڑی مشکل سے اپنی ہنسی ضبط کر رہے تھے لیکن مجھے آپ کی حالت پر ترس آ رہا تھا۔ پھر جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ آپ کے دماغ میں بندر کا غدود کام کر رہا ہے تو انسانی ہمدردی نے مجھے ٹھہرنے پر مجبور کر دیا۔ لیکن ایک اور وجہ یہ بھی تھی کہ میرے ساتھ آنے والے ڈاکٹروں نے مجھے یہ مشورہ دیا تھا کہ میں یہاں رہ کر ایک دلچسپ کتاب لکھ سکتی ہوں۔ ایک کامیاب مصنف بننے کے شوق میں میں نے وہ تمام باتیں برداشت کی ہیں جنھیں کوئی انسان برداشت نہیں کر سکتا۔ مجھے یہ بھی خیال تھا کہ کسی دن آپ کا ذہنی توازن درست ہو جائے گا اور میں اس بات پر فخر کر سکوں گی کہ یہاں میرا وقت ضائع نہیں ہوا۔ لیکن اب یہ امید ختم ہو چکی ہے۔ اگرچہ آپ پہ دوبارہ اُس خطرناک بیماری کا حملہ نہیں ہوا لیکن جہاں تک آپ کی تخریبی صلاحیتوں کا تعلق ہے میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ آپ بندر سے زیادہ خطرناک بن چکے ہیں۔

سالمن ۔ (نڈھال سا ہو کر ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے) لوئزا یہ مذاق کا وقت نہیں
ہم بے حد پریشان ہیں۔ خدا کے لیے سچ سچ بتاؤ تم واقعی ہمارے متعلق
کوئی کتاب شائع کرنے کا ارادہ کر چکی ہو؟

لوئزا ۔ ہاں مجھے صرف اس بات کا افسوس ہے کہ ملکہ روز مجھ سے سبقت لے
گئی ہیں۔

سالمن ۔ یہ غداری کی بدترین مثال ہے۔ ہمیں تم سے یہ توقع نہ تھی۔

لوئزا ۔ میرا خیال تھا کہ آپ مجھے انعام کی مستحق سمجھیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ
کسی دن آپ کو بھاگنا پڑے گا اور اس ملک کے لوگ آپ کی تمام
یادگاریں مٹا دیں گے کوئی آپ کا نام تک لینا گوارا نہیں کرے گا لیکن میری
کتاب کی بدولت آپ کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔

سالمن ۔ لیکن مجھے موت کے بعد نام کی ضرورت نہیں۔ میں صرف ایک بادشاہ
کی حیثیت سے زندہ رہنا چاہتا ہوں اور تم میری مشکلات میں اضافہ کرنا
چاہتی ہو۔ میں نے تمھیں اپنا سکرٹری بنایا تھا میں تمھیں اپنی ملکہ بنانے کے
وعدے پر قائم ہوں تم سے مجھے اس دھوکے کی توقع نہ تھی۔

لوئزا ۔ شاید میں ایسا نہ کرتی لیکن جب میں یہ دیکھتی ہوں کہ اس ملک کے سادہ
دل لوگوں نے آپ پر کتنے احسانات کیے ہیں اور آپ نے انھیں
کس قدر دھوکا دیا ہے تو میرا ضمیر مجھے ملامت نہیں کرتا۔ پھر میں نے اپنی
کتاب میں کوئی غلط بیانی نہیں کی ہے۔ اس بات کی تصدیق آپ مسٹر
چنگ سن سے کروا سکتے ہیں۔

سالمن ۔ چنگ سن کو تمھاری کتاب کا کیسے علم ہوا؟

لوئزا ۔ میں نے پبلشر کو اپنی کتاب کا مسودہ مسٹر چنگ سن کی معرفت بھیجا تھا اور

انھوں نے اس پر دیباچہ بھی لکھا ہے۔

سالمن ۔ تم اس کو کب سے جانتی ہو؟

لوئزا ۔ میں نے یہاں آنے سے پہلے برلن، پیرس اور لندن میں ان کے ساتھ
چند ملاقاتیں کی تھیں۔

سالمن ۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم میرے بدترین دشمن کی جاسوس بن کر یہاں
آئی تھیں۔ اور یہ کتاب اُس نے لکھوائی ہے۔

لوئزا ۔ اگر وہ آپ کا دشمن ہوتا تو آپ کی صحت کے متعلق اُسے اس قدر تشویش
نہ ہوتی اور وہ یورپ کے بہترین ڈاکٹروں کو آپ کے علاج کے لیے نہ بھیجتا۔
اُسے آپ کے دماغ کی خرابی کی وجہ معلوم تھی۔ اور اس کا یہ خیال تھا کہ علاج
سے آپ ٹھیک ہو جائیں گے لیکن اب وہ مایوس ہو چکا ہے۔

سالمن ۔ (کرسی سے اٹھ کر غصے سے کانپتے ہوئے) وہ ہمارے خلاف کوئی خطرناک
سازش کر رہا ہے اور تم اس سازش میں شریک ہو۔ سچ بتاؤ وہ کیا کر رہا ہے؟

لوئزا ۔ مجھے کچھ معلوم نہیں۔

سالمن ۔ اُس نے ایک راکٹ خریدا ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ ہمارے خلاف
باغیانہ اشتہار تقسیم کرنے میں بھی اُس کا ہاتھ ہے۔ تمھاری خیر اسی میں
ہے کہ تم مجھے تمام واقعات بتاؤ ورنہ میں تمھیں جان سے مار ڈالوں گا۔
(سالمن ہاتھ پھیلا کر آگے بڑھتا ہے لوئزا کترا کر ایک طرف ہٹ جاتی ہے)

سالمن ۔ بتاؤ ہمارے خلاف کیا سازش ہو رہی ہے؟

لوئزا ۔ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ آپ ہوش سے کام لیں۔ آپ کا دماغ ٹھیک نہیں۔
آپ کو نیند کی دوائی کی ضرورت ہے۔ خدا کے لیے آئینے کی طرف دیکھیے
آپ کا خوبصورت چہرہ بندر کی طرح خوفناک ہوتا جا رہا ہے۔

(سائمن مڑ کر دیوار کے ساتھ قدِ آدم آئینے کی طرف دیکھتا ہے۔ لوئزا عقب
کے کمرے میں بھاگ جاتی ہے اور دروازہ بند کرلیتی ہے)

سائمن۔ (آگے بڑھ کر دروازے کو ہاتھ مارتے ہوئے) دروازہ کھولو۔ لوئزا!
لوئزا!

(۲)

(وزیراعظم ایک فائل اٹھائے کمرے میں داخل ہوتا ہے اور کنگ سائمن
کی توجہ اس طرف مبذول ہوجاتی ہے)

وزیراعظم۔ مجھے ابھی اطلاع ملی ہے کہ چنگ سن پہنچ گیا ہے۔

سائمن۔ کہاں پہنچ گیا ہے؟

وزیراعظم۔ عالی جاہ مشرقی ساحل کی ایک بندرگاہ پر یہاں سے کوئی پچاس
میل دور۔ ملکہ روزا اور شہزادی لیکامیکا بھی اس کے ساتھ ہیں۔

سائمن۔ بیوقوف مجھے یہ بتاؤ کہ انھیں گرفتار کرلیا گیا ہے یا نہیں۔

وزیراعظم۔ عالی جاہ وہ گرفتار نہیں ہوئے بلکہ آپ کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ ہمارے
وزیر دفاع اور وزیر داخلہ گرفتار کرلیے گئے ہیں۔

سائمن۔ انھیں کس نے گرفتار کیا ہے؟

وزیراعظم۔ عالی جاہ انھیں وہاں کی مقامی پولیس نے گرفتار کرلیا ہے۔

سائمن۔ کس کے حکم سے؟

وزیراعظم۔ عالی جاہ سپہ سالار کے حکم سے۔ آپ اطمینان سے میری بات
سنیں تو آپ کی حیرانیاں ابھی دور ہوجائیں گی۔ بات یہ ہوئی کہ آج علی الصباح
یہ تشویشناک خبر سنتے ہی وزیر داخلہ اور وزیر دفاع بندرگاہ کی طرف

روانہ ہوگئے۔ جب وہ وہاں پہنچے تو وہاں سپہ سالار بڑے بڑے
فوجی افسروں کے ساتھ موجود تھا اور چنگ سن اور اس کے ساتھی جہاز
سے اتر کر ان کے ساتھ باتیں کررہے تھے۔ وزیر داخلہ نے ان کے قریب
پہنچ کر اپنی کار روکتے ہی پولیس کو حکم دیا کہ چنگ سن کو گرفتار کرلیا جائے
لیکن سپہ سالار نے مداخلت کی اور پولیس کو آگے بڑھنے کی ہمت نہ
ہوئی۔ وزیر داخلہ اور وزیر دفاع نے اسے یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ چنگ سن
سفید جزیرے کا دشمن ہے اس لیے آپ اسے گرفتاری سے بچانے کی
کوشش نہ کریں۔ اس پر سپہ سالار نے مسکرا کر پولیس کے آدمیوں کی طرف
دیکھا اور کہا۔ اگر تمھیں یہاں کوئی سفید جزیرے کا دشمن نظر آتا ہے تو تم اسے
گرفتار کرسکتے ہو۔ لیکن یاد رکھو کہ اگر تم نے دوست اور دشمن کی پہچان کرنے
میں غلطی کی تو تمھارے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ پولیس کے
ایک افسر نے اپنے سپاہیوں کے ساتھ چند باتیں کیں اور اس کے بعد وزیر
دفاع اور وزیر داخلہ کو ہتھکڑیاں لگادیں۔ بندرگاہ پر قریباً تیس ہزار انسانوں
کا ہجوم یہ ڈرامہ دیکھ رہا تھا اور یہ سب ہمارے وزراء کے ساتھ کوئی ہمدردی
ظاہر کرنے کی بجائے "فوج زندہ باد" اور "سپہ سالار زندہ باد" کے نعرے
لگا رہے تھے۔

سائمن۔ بندرگاہ پر اتنے بڑے اجتماع کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو چنگ سن کی
آمد کا پہلے سے علم تھا۔

وزیراعظم۔ عالی جاہ۔ کل ساری رات دو ہوائی جہاز جزیرے پر اشتہاروں کی بارش
کرتے رہے ہیں۔ یہ دیکھیے (فائل سے ایک اشتہار نکال کر سائمن کو دکھاتا ہے)

سائمن۔ تم مجھے اشتہار کا ترجمہ سناؤ میرا وقت ضائع نہ کرو۔

وزیرِاعظم۔ عالی جاہ اس اشتہار میں یہ لکھا ہے:

"میرے ہم وطنو اگر تم اپنے جرائم پیشہ حکمراں سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہو تو فوراً مشرقی بندرگاہ پر جمع ہو جاؤ۔ یہ تمہارے لیے آخری موقع ہے"

سالمن۔ چنگ سن کے عزائم کیا ہیں اور وہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتا ہے۔

وزیرِاعظم۔ عالی جاہ میرے خیال میں اب ان سوالات کے صحیح جواب صرف سپہ سالار دے سکتا ہے۔ خفیہ پولیس کے ایک افسر نے میرے پاس جو اطلاعات بھیجی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ چنگ سن اور ان کے ساتھی جن میں ملکہ اور شہزادی لیکا میکا کے علاوہ ہمارے ملک کے وہ گیارہ سائنسدان بھی ہیں جو فارغ التحصیل ہونے کے بعد امریکہ میں راکٹ سازی کی تربیت حاصل کر رہے تھے، کسی غیر ملکی جہاز پر آئے تھے۔ یہ جہاز علی الصباح ہمارے ساحل پر لنگر انداز ہوا تھا۔ اس سے قبل فوج کے چند دستوں کے علاوہ عام شہری ہزاروں کی تعداد میں وہاں جمع ہو چکے تھے۔ اس جہاز پر ایک بہت بڑا راکٹ لدا ہوا ہے اور اس وقت اسے اتارنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

سالمن۔ یہ راکٹ یقیناً ہمارے قلعے پر استعمال ہوگا۔ تم فوراً یہ اعلان کر دو کہ ملک کے دشمن شاہی محل کو تباہ کرنا چاہتے ہیں اور عوام کو یہ سمجھاؤ کہ تمہارے حکمران کی زندگی خطرے میں ہے۔

وزیرِاعظم۔ عالی جاہ مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ اس بات پر خوش ہوں گے۔

سالمن۔ تم انھیں یہ سمجھاؤ کہ تمھاری آزادی خطرے میں ہے اور چنگ سن، ملکہ روز، شہزادی لیکا میکا اور ان کے دوسرے ساتھی غیر ملکی طاقتوں کے آلہ کار ہیں۔

وزیرِاعظم۔ عالی جاہ مجھے آپ کے حکم کی تعمیل سے انکار نہیں لیکن اب ہمارا کوئی اعلان عوام کو متاثر نہیں کرے گا۔ اب شہروں اور بستیوں کے لوگ بندرگاہ کا رُخ کر رہے ہیں۔ میں ابھی شہزادی لیکا میکا اور ملکہ وائٹ روز کی تقریریں سُن کر آیا ہوں اور مجھے اندیشہ ہے کہ اس قسم کی چند تقریروں کے بعد سارے ملک میں ہمارے خلاف آگ لگ جائے گی۔

سالمن۔ تم بندرگاہ سے ہو آئے ہو؟

وزیرِاعظم۔ نہیں عالی جاہ میں نے اپنے کمرے میں بیٹھ کر ان کی تقریریں سنی ہیں۔ وہ جو ریڈیو ٹرانسمیٹر اپنے ساتھ لائے ہیں ہمارے ٹرانسمیٹر سے زیادہ طاقتور ہے۔

سالمن۔ (جھنجھلا کر) تو پھر تم کیا کرنا چاہتے ہو؟

وزیرِاعظم۔ عالی جاہ اب ہمارا واسطہ اس ملک کے کسی سیاستدان کے ساتھ نہیں بلکہ ایک سپاہی کے ساتھ ہے اور ہم اس کے سامنے زیادہ سے زیادہ اپنی بے بسی کا اظہار کر سکتے ہیں۔

سالمن۔ تم بے وقوف ہو۔ تم گدھے ہو۔ جاؤ کاپنچو مانچو کو تلاش کرو اور اسے فوراً ہمارے پاس بھیج دو اور قلعے کے ناظم سے کہو کہ ہمارا ہیلی کوپٹر تیار رکھے۔

(۳)

وزیرِاعظم باہر نکل گیا اور سالمن چند منٹ کمرے میں ٹہلنے کے بعد برابر کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔

سالمن۔ لوزا لوزا بیوقوف نہ بنو، خدا کے لیے دروازہ کھولو۔

(زور زور سے دھکے دیتے ہوئے) لوزا لوزا۔

(ایک خادمہ دوسرے دروازے سے کمرے میں داخل ہوتی ہے)

خادمہ ۔کیا ہوا عالی جاہ؟

سائمن ۔ کچھ نہیں (دروازے کو ٹھڈے مارتے ہوئے) لوزا لوزا۔

خادمہ ۔عالی جاہ، مادام لوزا ابھی پچھلے دروازے سے باہر نکلی تھیں اور میں نے انھیں صحن میں ہیلی کوپٹر پر سوار ہوتے دیکھا ہے۔

(سائمن بھاگ کر باہر نکلا۔ سامنے کوئی پچاس قدم دور ایک ہیلی کوپٹر کے گرد محل کے چند ملازم اور باڈی گارڈ دستے کے چند افسر کھڑے تھے ہیلی کوپٹر کے پنکھے کی گڑگڑاہٹ سنائی دے رہی تھی)

سائمن بھاگ کر چلایا۔ اسے روکو۔ لوزا لوزا ٹھہرو تمھیں بھاگنے کی ضرورت نہیں میں نے ایک کامیاب تجویز سوچ لی ہے۔

(ہیلی کوپٹر آہستہ آہستہ اوپر اٹھنے لگا۔ سائمن کی آواز حلق میں بیٹھ گئی۔ وہ ہانپتا ہوا تماشائیوں کے پاس رکا)

سائمن ۔میں تم سب کو پھانسی دے دوں گا۔ میرے ہیلی کوپٹر کو پرواز کی اجازت کس نے دی ہے؟

ایک افسر ۔عالی جاہ مادام لوزا ہوا خوری کے لیے تشریف لے گئی ہیں۔ انھوں نے پائیلٹ سے کہا تھا کہ ہم ابھی واپس آجائیں گے۔

سائمن ۔تم سب بیوقوف ہو تم سب پاگل ہوگئے ہو (ہیلی کوپٹر کی طرف دیکھتے ہوئے) لوزا لوزا واپس آجاؤ میں تمھارے ساتھ جانے کے لیے تیار ہوں۔

(افسر کی طرف متوجہ ہوکر) تم ہوائی اڈے کو ٹیلیفون کرو کہ وہاں جتنے ہوائی جہاز ہیں روک لیے جائیں۔

افسر ۔جناب ہوائی اڈہ بالکل خالی ہے۔ سپہ سالار کے حکم پر وہاں سے تمام ہوائی جہاز نکال لیے گئے ہیں۔

سائمن ۔تو پھر تم یہ کوشش کرو کہ اگر کوئی غیر ملکی ہوائی جہاز آئے تو اسے روک لیا جائے۔

افسر ۔جناب سپہ سالار نے یہ حکم بھی دیا ہے کہ تا اطلاع ثانی کسی غیر ملکی ہوائی جہاز کو سفید جزیرے پر پرواز کی اجازت نہیں۔ بہرحال میں کوشش کرتا ہوں۔

(افسر سلام کرکے ایک طرف بھاگ گیا)

(۴)

تھوڑی دیر بعد کنگ سائمن دوبارہ اپنے کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ کانچو مانچو داخل ہوا۔

کانچو مانچو ۔آپ نے مجھے یاد فرمایا ہے؟

سائمن ۔تم چنگ سن کی آمد کے متعلق سن چکے ہو؟

کانچو مانچو ۔جی ہاں اور مجھے ابھی یہ اطلاع بھی ملی ہے کہ مادام لوزا یہاں سے بھاگ گئی ہیں۔

سائمن ۔تم جانتے ہو کہ اب ہم سب کی جانیں خطرے میں ہیں؟

کانچو مانچو ۔ہاں عالی جاہ لیکن آپ کا خطرہ ہم سب سے زیادہ ہے۔

سائمن ۔ہم نے تمھاری ذہانت پر اعتماد کرنے میں غلطی کی ہے۔

کانچو مانچو ۔جناب اگر میں ذہین ہوتا تو آج یہاں نہ ہوتا۔ ہم سب گدھے ہیں۔ مادام لوزا عقلمند تھیں جو طوفان کی آمد سے پہلے ہی یہاں سے نکل گئی ہیں۔

سائمن ۔ تمہیں یقین ہے کہ ہمارے خلاف بغاوت ہو چکی ہے ؟

ٹکانچومانچو ۔ آپ کیا سمجھتے ہیں ؟

سائمن ۔ آج میرا دماغ کام نہیں کرتا ۔ خدا کے لیے مجھے بتاؤ کہ وہ میرے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتے ہیں اور یہاں اتنا بڑا راکٹ لانے سے ان کا کیا مقصد ہے ؟

ٹکانچومانچو ۔ یہ مجھے معلوم نہیں لیکن اتنا میں ضرور کہہ سکتا ہوں کہ سفید جزیرے کے باشندے انتہائی اشتعال کی حالت میں بھی آپ پر ہاتھ نہیں اٹھائیں گے۔ اس ملک کا قدیم رواج ہے کہ جب عوام کسی حکمران سے ناراض ہوتے ہیں تو وہ اسے انتہائی عزت اور احترام سے ایک کشتی میں بٹھا کر ملک سے کوسوں دور کسی جزیرے میں چھوڑ آتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ آپ کی اہمیت کے پیش نظر وہ ایک کشتی کی بجائے راکٹ لے آئے ہیں ۔

(۵)

شوشلنگ اور ایچولیچو چند موجودہ اور سابق وزراء اور ممبران اسمبلی کے ہمراہ کمرے میں داخل ہوئے ۔

ایچولیچو ۔ عالی جاہ اب کیا ہوگا ؟

سائمن ۔ ابھی کچھ ہونا باقی ہے ۔ خدا کے لیے مجھے پریشان نہ کرو ۔ نکل جاؤ یہاں سے ۔

شوشلنگ ۔ ہم کہاں جائیں عالی جاہ !

سائمن ۔ خدا کے لیے میری حالت پر رحم کرو مجھے کچھ سوچنے کا موقع دو (بھاگ کر دوسرے کمرے میں داخل ہوتا ہے اور دروازہ بند کر لیتا ہے)

ایچولیچو ۔ (آگے بڑھ کر دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے) عالی جاہ اس وقت ہمیں آپ کے مشورے کی ضرورت ہے خدا کے لیے دروازہ کھول دیجئے ۔

(ایک پولیس افسر کمرے میں داخل ہوا)

پولیس افسر ۔ ہز میجسٹی کہاں ہیں ؟

شوشلنگ ۔ ہز میجسٹی اس وقت کسی سے ملاقات نہیں کر سکتے تم ہمارے ساتھ بات کرو ۔

پولیس افسر ۔ آپ نے بندرگاہ کے ٹرانسمیٹر سے نیا اعلان سنا ہے ؟

شوشلنگ ۔ نہیں ۔

افسر ۔ جناب تازہ اطلاع یہ ہے کہ راکٹ کو صحیح سلامت جہاز سے اتار لیا گیا ہے اور اب اُسے یہاں لایا جائے گا ۔

شوشلنگ ۔ یہ ناممکن ہے ۔ اتنا بڑا راکٹ خشکی کے راستے یہاں کیسے لایا جا سکتا ہے ؟

افسر ۔ جناب اسے یہاں کھینچ کر لانے والی مشین بھی اس کے ساتھ ہی آئی ہے چنگ سن نے اعلان کیا ہے کہ شہر سے باہر ایک کھلے میدان میں ایک شاندار راکٹ اسٹیشن تعمیر کیا جائے گا ۔

ایچولیچو ۔ یہ کیا ہو رہا ہے ۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا ۔ اس محل کو اڑانے کے لیے مسٹر چنگ سن کو اتنی بڑی تیاریوں کی کیا ضرورت تھی ۔

ایک سابق وزیر ۔ اگر تم سمجھ دار ہوتے تو اس ملک کے وزیر کیسے بنتے ۔

ایچولیچو ۔ یہ مذاق کا وقت نہیں اور مجھے اس بات پر ناز ہے کہ میری وزارت موجودہ وزارت سے بہتر تھی ۔

پولیس آفیسر مسٹر چنگ سن نے اپنے اعلان میں یہ بھی کہا ہے کہ یہ راکٹ جس کی

تیاری میں ہمارے اپنے ملک کے گیارہ نوجوان سائنس دانوں نے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا ہے، ہز میجسٹی کنگ سالمن کے دورِ حکمرانی کی چھٹی اور آخری سالگرہ کے موقع پر مریخ کی طرف پرواز کرے گا۔ اور اس کی پرواز کے ساتھ ہماری تاریخ کا بدترین دور ختم ہو جائے گا۔

ایک ممبر۔ راکٹ کے متعلق معلومات رکھنے والے ہمارے ملک کے گیارہ سائنس دان کون ہیں؟

پولیس افسر۔ یہ لوگ یورپ اور امریکہ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے اور مسٹر چنگ سن نے انھیں عملی تربیت کے لیے راکٹ تیار کرنے والی فیکٹری میں بھیج دیا تھا۔

شوشلنگ۔ تمھیں مادام لوئزا کے متعلق کوئی اطلاع ملی ہے؟

پولیس افسر۔ میں نے ابھی ریڈیو کا ایک خاص اعلان سنا تھا۔ اس میں یہ کہا گیا تھا کہ مادام لوئزا بندرگاہ پر پہنچ گئی ہیں۔ اور مسٹر چنگ سن شہزادی بیکا میکا اور ملکہ روز نے ان کا پرجوش خیر مقدم کیا ہے۔ وہ شام کے چار بجے اعلیٰ حضرت کے متعلق ایک تقریر بھی نشر کریں گی۔

(کنگ سالمن اچانک دروازہ کھول کر برابر کے کمرے سے نمودار ہوتا ہے)

سالمن۔ مجھے یقین ہے کہ اس راکٹ کے سامنے ہم سب کا بلیدان دیا جائے گا تم کوئی ایسا طریقہ سوچو کہ یہ منحوس راکٹ راستے میں ہی تباہ ہو جائے۔

پولیس افسر۔ عالی جاہ یہ ناممکن ہے فوج راکٹ کی حفاظت کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ قریباً دو لاکھ آدمی وہاں جمع ہو چکے ہیں۔ ایک دو دن تک نہ معلوم کتنے اور لوگ وہاں جمع ہو جائیں۔ یہ لوگ ایک عظیم قافلہ کی صورت میں راکٹ کے ساتھ آئیں گے۔ ان حالات میں ہمارا کوئی آدمی راکٹ کے قریب نہیں جا سکتا۔

سالمن۔ تم لوگوں نے ملک کی تمام دولت اس محل میں جمع کر رکھی ہے اور تمھارے لیے سونے اور چاندی کے بدلے ایک دو سائنس دانوں کے ضمیر خریدنا مشکل نہیں۔ ہم اس مقصد کے لیے اپنا الیکشن فنڈ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

پولیس افسر۔ عالی جاہ موجودہ حالات میں ہمارے کسی آدمی کا سائنس دانوں تک رسائی حاصل کرنا ممکن نہیں، فوج کے حفاظتی انتظامات بہت سخت ہیں۔

سالمن (جھنجھلا کر) تمھیں یہاں بیٹھے یہ تمام باتیں کیسے معلوم ہو گئیں۔

پولیس افسر۔ عالی جاہ میں نے ان کے ریڈیو کے تمام اعلانات سنے ہیں اس کے علاوہ وہاں ہمارے جاسوس موجود ہیں اور وہ وائرلیس پر ہمیں ایک ایک منٹ کی خبر دے رہے ہیں۔ اس صورت حال کا سب سے زیادہ تشویشناک پہلو یہ ہے کہ حضور پر نور اور وزراء حضرات کے متعلق فوج کے جذبات وہی ہیں جو عوام کے ہیں۔

شوشلنگ۔ عالی جاہ اب سارا ملک ہمارے خلاف ہے اور خدا معلوم اس راکٹ کے اندر ہماری بربادی کے کیا کیا سامان چھپے ہوئے ہیں۔ آپ مریخ کی حکومت سے مدد طلب کیوں نہیں فرماتے۔

سالمن۔ یہ خدا کی قدرت ہے کہ میرے اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے گدھے آج میرا مذاق اڑا رہے ہیں۔

شوشلنگ۔ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں عالی جاہ لیکن مجھے اپنے سر کی قسم میں نے مذاق نہیں کیا تھا۔ میں صدقِ دل کے ساتھ یہ محسوس کرتا ہوں کہ اب مریخ ہمارا آخری سہارا ہے۔

سالمن۔ تم جانتے ہو کہ مریخ کروڑوں میل دور ہے اور ان دنوں خلا میں بعض تغیرات کے باعث آمد و رفت کے تمام راستے بند ہو چکے ہیں۔ اور وہاں

سے کوئی راکٹ ہماری مدد کے لیے نہیں آسکتا۔

ایچولیچو۔ عالی جاہ اگر یہ بات ہے تو ہمیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں یہ راکٹ چنگ سن کا سیاسی حربہ معلوم ہوتا ہے اُس کا یہ خیال ہوگا کہ جب یہ راکٹ مریخ کی طرف پرواز کرے گا تو اُسے عوام میں غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوجائے گی۔ آپ کے ارشاد کے مطابق اس راکٹ کی ناکامی یقینی ہے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ اُسے بیوقوف سمجھ کر اس کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ چنگ سن سفید جزیرے کا ہیرو بننے کے شوق میں بذاتِ خود راکٹ پر پرواز کرنے کے ارادہ کرچکا ہو۔

سامُن۔ (اپنی پیشانی پر ہاتھ مارتے ہوئے) خدا تمھیں غارت کرے۔ تم اتنا بھی نہیں سوچ سکتے کہ وہ راکٹ کی پرواز سے پہلے ہی عوام کا ہیرو بن چکا ہے۔

شوشلنگ۔ عالی جاہ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ میں نے کبھی اپنی ذہانت پر فخر نہیں کیا۔

سامُن۔ کاش مسٹر چنگ سن میرا وزیرِ اعظم ہوتا اور میں اُسے یہ حکم دے سکتا کہ ان تمام گدھوں کو راکٹ میں بند کرکے مریخ کی طرف چھوڑ دو۔

اُف میں کتنی دیر کے بعد یہ بات سمجھا ہوں (پولیس افسر کی طرف متوجہ ہو کر) تم ابھی ان بیوقوفوں کو یہ بتا رہے تھے کہ یہ راکٹ ہماری حکومت کی چھٹی اور آخری سالگرہ کے موقع پر چھوڑا جائے گا۔

پولیس افسر۔ ہاں عالی جاہ میں نے اپنے کانوں سے یہ اعلان سنا تھا۔

سامُن۔ (ایک طرف ہٹ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے) اب تم جاسکتے ہو۔ اب کوئی بات ہمارے لیے معمّا نہیں رہی۔ یہ راکٹ ہمارے لیے لایا گیا ہے چنگ سن ہمیں مجبور کرے گا کہ ہم اِس پر سوار ہو کر مریخ کی طرف روانہ

ہوجائیں۔

ایچولیچو۔ پھر ہم کہاں جائیں گے عالی جاہ؟

سامُن۔ (حقارت سے) تم یہیں رہوگے۔ تمھارے لیے غالباً اسی زمین کے اندر کوئی گڑھا کھودا جائے گا۔ ایسی شاندار سواری صرف بادشاہوں کو نصیب ہوسکتی ہے۔

اعلیٰحضرت کی روانگی

کنگ سائمن کا محل محاصرے کی حالت میں تھا۔ جو ٹرانسمیٹر مسٹر چنگ سن اپنے ساتھ لائے تھے وہ اب دارالحکومت سے پانچ میل دور راکٹ اسٹیشن کے قریب نصب ہو چکا تھا۔ دور دراز کی بستیوں اور شہروں کے عوام دارالحکومت میں جمع ہو چکے تھے۔ راکٹ اسٹیشن اور شہر کے درمیان جو کشادہ سڑک تعمیر کی گئی تھی اُس پر دن رات آدمیوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ لوگ شاہی محل کی چار دیواری کے طواف سے اکتاہٹ محسوس کرتے تو راکٹ اسٹیشن کی طرف تشریف لے جاتے اور راکٹ اسٹیشن کی سیر سے جی بھر جاتا تو محل کے گرد جمع ہو جاتے۔ راکٹ اسٹیشن پر ان کی دلچسپی کے ہزاروں سامان موجود تھے۔ وہاں جاپان اور روس کے دو شاندار سرکس تماشے دکھاتے تھے۔ جاپان سے ایک تھیٹر بھی آیا ہوا تھا۔ جگہ جگہ مقامی بازی گروں اور مداریوں کے اکھاڑے لگے ہوئے تھے۔ مذہبی اور سیاسی رہنماؤں کے جلسے ہوتے تھے اور وہ پر جوش تقریروں سے اپنے دل کی بھڑاس نکالا کرتے تھے ان تقریروں میں کنگ سائمن کی حکومت کے بڑے بڑے افسروں اور سابق وزیروں اور کونسلروں کے متعلق نئی نئی سزائیں تجویز کی جاتی تھیں۔ ایک جگہ کھلی فضا میں ایک

بہت بڑی سکرین لگائی گئی تھی جہاں ہر رات راکٹ کے ذریعے خلائی پرواز کے متعلق ایک معلوماتی فلم دکھائی جاتی تھی۔ مسٹر چنگ سن کے ساتھ ملکی اور غیر ملکی سائنسدانوں اور انجنیئروں کے علاوہ یورپ اور امریکہ کے بڑے بڑے اخبارات کے کوئی تیس نمائندے بھی آئے ہوئے تھے۔ اور ایشیائی اور افریقی ممالک کے اخبار نویس اور سیاح بھی سینکڑوں کی تعداد میں وہاں جمع ہو رہے تھے۔ جاپان نے اپنے سفارتی نمایندوں کے علاوہ سائنس دانوں، اخبار نویسوں اور سیاحوں سے لدا ہوا ایک بحری جہاز بھیجا تھا۔ آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ سے بھی دو بحری جہازوں کی روانگی کی اطلاع موصول ہو چکی تھی۔ پاکستان، ایران اور عرب ممالک کے سرکاری نمایندے اور سائنسدان بھی وہاں پہنچ چکے تھے۔ غیر ملکی ہوائی جہازوں کو سفید جزیرے کے ہوائی اڈے پر اترنے کی اجازت مل چکی تھی اور دور افتادہ ممالک کے سیاح جوق در جوق تشریف لا رہے تھے، صرف کالا جزیرہ ایک ایسا ملک تھا جسے اِس بین الاقوامی اجتماع میں شرکت کی اجازت نہیں ملی تھی۔ ایک جاپانی فرم غیر ملکی مہمانوں کی رہائش کے لیے خیمے مہیا کرنے کا ٹھیکہ لے چکی تھی اور راکٹ اسٹیشن کے اردگرد ہزاروں کی تعداد میں پلاسٹک کے چھوٹے چھوٹے خیمے نصب کیے جا رہے تھے۔ جن مہمانوں کو راکٹ اسٹیشن کے نزدیک ٹھہرنے کے لیے کوئی جگہ نہیں ملتی تھی وہ مجبوراً شہر کے مکانات کرائے پر لے رہے تھے۔ بعض لوگ اپنے مکان کا ایک حصّہ خالی کر کے منہ مانگی قیمت وصول کرتے تھے اور بعض زیادہ سے زیادہ کمانے کے شوق میں پورا مکان کرائے پر دے کر خود کسی میدان، کسی کھیت یا کسی سڑک کے کنارے ڈیرے ڈال دیتے تھے۔

راکٹ اسٹیشن کے قریب ایک بین الاقوامی نمائش لگ چکی تھی۔ دور دراز کے تاجر اور صنعت کار تنگیٔ وقت کے پیشِ نظر اپنی مصنوعات ہوائی جہازوں پر

بھیج رہے تھے۔ غیر ملکی سیاح سفید جزیرے سے کوئی انوکھی یادگار اپنے ساتھ لے جانا ضروری سمجھتے تھے۔ بڑی جستجو کے بعد انھوں نے ایک نہایت عجیب شے تلاش کی تھی اور یہ وہ سرکاری روٹیاں تھیں جو سفید جزیرے کے عوام مسٹر چنگ سن کی آمد سے قبل کھایا کرتے تھے۔ مسٹر چنگ سن کی آمد پر خوراک کی تقسیم کا انتظام فوج نے اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ اور ملک کے طول و عرض سے غلے کے تمام سرکاری ذخیرے ضبط کرنے کے بعد تاجروں میں تقسیم کر دیے گئے تھے۔ سپہ سالار نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ اگر کسی نے خوراک میں ملاوٹ کی تو اُسے سخت سزا دی جائے گی۔ اس لیے اب لوگوں کو خالص اناج کی روٹی ملتی تھی۔ تاہم جن لوگوں کے گھروں میں پرانے وقتوں کی سرکاری روٹیاں پڑی ہوئی تھیں وہ انھیں بین الاقوامی نمائش میں فروخت کر کے بھاری رقمیں وصول کر رہے تھے۔ اور ہر سیاح کی یہ خواہش تھی کہ اگر اُسے پوری روٹی نہ مل سکے تو کم از کم ایک گلا سڑا ٹکڑا ضرور خرید لینا چاہیے۔ ان روٹیوں کے رنگ اور مہک اور ان کے کیمیاوی اجزا کے متعلق غیر ملکی اخبار نویسوں اور ڈاکٹروں کے بیانات اس قدر دلچسپ تھے کہ ہر مہذب ملک انھیں اپنے عجائب خانوں میں جگہ دینے کے لیے بیتاب تھا اور بعض عجائب گھروں کے انچارج بذات خود یہ روٹیاں خریدنے کے لیے پہنچ چکے تھے۔

ایک پاکستانی شاعر نے جو اپنے ملک کے صحافیوں کے وفد کے ہمراہ وہاں آیا تھا "سائمن کی روٹی" کے عنوان سے ایک دلچسپ نظم لکھی تھی اور مہذب دنیا کے کئی اخبارات میں اس کے تراجم چھپ چکے تھے۔ ایک جرمن سائنسدان نے ڈیڑھ سو صفحات کا ایک مضمون لکھ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ کنگ سائمن کی روٹی دنیا کا آٹھواں عجوبہ ہے۔ اگر سفید جزیرے کے کئی لوگ مجھے یہ روٹی کھا کر نہ دکھاتے تو مجھے کبھی اس بات کا یقین نہ آتا کہ انسان کا معدہ اس غذا کو قبول

کر سکتا ہے۔ یہ روٹی اس قدر سخت ہے کہ میں اسے کھانے والے لوگوں کے دانتوں کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس کا اور کوئی فائدہ ہو یا نہ ہو لیکن یہ بات وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ اسے کھانے والوں کے دانت بے حد مضبوط ہو گئے ہیں۔ اس کے بعض نامعلوم کیمیاو [illegible] میں کوئی چیز ایسی ضرور موجود ہے جو انسان کے دانتوں کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ اگر اسے پیس کر منجن کے طور پر استعمال کیا جائے تو ہلتے ہوئے دانت بھی لوہے کی طرح مضبوط ہو جاتے ہیں اور اگر اس کے سفوف کو خضاب کے طور پر استعمال کیا جائے تو بالوں کی سیاہی کئی کئی ہفتے نہیں اُترتی۔ اب نئی حکومت نے اناج میں ملاوٹ کو ایک بدترین جرم قرار دے دیا ہے لیکن مجھے یہ اندیشہ ہے کہ جو لوگ اس قسم کی روٹیاں کھانے کے عادی تھے ان کی انتڑیوں کو خالص غذا کا عادی بننے میں دیر لگے گی۔"

(۲)

مسٹر چنگ سن کی ذاتی اپیل اور محبانِ وطن کے پرزور مطالبے پر سپہ سالار ملک کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے چکا تھا اور سفید جزیرے کی انتظامیہ کو گندے عناصر سے پاک کرنے کی مہم شروع ہو چکی تھی۔ مسٹر چنگ سن کی طرح شہزادی لیکامیکا، ملکہ روزا اور مادام لوزا ابھی راکٹ اسٹیشن کے قریب کشادہ اور صاف ستھرے خیموں میں قیام پذیر تھیں اور ان کے پاس شہر کی خواتین کے علاوہ باہر سے آئے سیاحوں اور سفارتی نمائندوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ راکٹ اسٹیشن پر بین الاقوامی میلے کی ان گنت دلچسپیوں کے باعث عوام کی توجہ کنگ سائمن سے ہٹ چکی تھی ابھی تک اس کا محل محفوظ تھا۔ فوج ملک کے اس قانون پر سختی سے عمل کر رہی تھی کہ ملک کا اسلحہ ملک کے باشندوں کے خلاف استعمال نہیں ہو سکتا۔ تاہم بے شمار

لوگ ایسے تھے جو محل پر نگاہ رکھنا اپنا قومی فرض سمجھتے تھے۔ وہ راکٹ اسٹیشن کی سیر و سیاحت کے بعد دن میں ایک یا دو مرتبہ محل کا محاصرہ کرنے والے رضاکاروں اور سپاہیوں کے پاس جا کر اس بات کی تسلی ضرور کرتے کہ کنگ سائمن اور اُن کے رفقاء وہاں موجود ہیں۔

کنگ سائمن اور اُن کے رفقا محل کے اندر انتہائی اضطراب کی گھڑیاں گزار رہے تھے اور جوں جوں اعلیٰحضرت کی سالگرہ کا دن قریب آ رہا تھا اُن کے اضطراب میں اضافہ ہو رہا تھا۔ مسٹر چنگ سن کی آمد سے بائیس دن بعد ایک ہیلی کوپٹر محل کے اندر اترا۔ اعلیٰحضرت ہیلی کوپٹر کی گڑگڑاہٹ سن کر بیدار ہوتے اور آنکھیں ملتے ہوئے ننگے پاؤں صحن میں تشریف لے آئے۔ اُن کے بعض رفقا بھی اپنے کمروں سے نکل کر صحن کی طرف بھاگ رہے تھے لیکن اتنی دیر میں ہیلی کوپٹر واپس روانہ ہو چکا تھا۔ تحقیقات کے بعد اعلیٰحضرت کو پتہ چلا کہ مسٹر کانچو ماچو جنھیں غالباً پہلے سے اس ہیلی کوپٹر کی آمد کا علم تھا اپنے بال بچوں سمیت یہاں سے کوچ فرما گئے ہیں۔

پھر راتوں رات شہر سے لے کر راکٹ اسٹیشن تک یہ خبر پھیل گئی کہ محل میں کوئی نامعلوم ہیلی کوپٹر اترا تھا اور کنگ سائمن اس پر فرار ہو گئے ہیں۔ چنانچہ علی الصباح لاکھوں انسانوں کا سیلاب صدر دروازہ توڑ کر محل کے اندر داخل ہو چکا تھا اور فوج کے چیدہ چیدہ افسر اُن کے آگے تھے۔ انھوں نے محل کی تلاشی لی تو پتہ چلا کہ اعلیٰحضرت محل کے اندر سب سے بلند درخت کی چوٹی پر تشریف فرما ہیں۔ انھیں بڑی مشکل سے اتارا گیا۔ سپہ سالار اور چنگ سن بھی موقع پر پہنچ گئے اور انھوں نے عوام کو سمجھا بجھا کر محل سے باہر نکالا۔ اس ہنگامے کے دوران میں اعلیٰ حضرت کے رفقا نے اپنے کمروں اور خیموں سے باہر جھانکنے

کی ضرورت محسوس نہ کی۔ سپہ سالار نے اعلیٰحضرت کی دیکھ بھال کے لیے تین بین الاقوامی شہرت کے ڈاکٹروں کو راکٹ اسٹیشن سے بلا لیا اور انھوں نے بخوشی کنگ سائمن کے صحت یاب ہونے تک محل کے اندر ٹھہرنا قبول کر لیا۔ فوج کے چند دستے محل کی نگرانی کے لیے متعین کر دیے گئے اور انھیں سختی کے ساتھ یہ ہدایت کی گئی کہ جب تک حکومت کوئی فیصلہ نہیں کرتی وہ محل کے اندر کسی شخص کو پریشان نہ کریں۔ سپہ سالار اور فوج کے اعلیٰ افسر اعلیٰحضرت کے رفقا کے ساتھ کوئی بات کیے بغیر واپس چلے گئے۔ اس حادثہ کا ایک دلچسپ پہلو یہ تھا کہ محل کے بیشتر پہریدار، نوکر، بیرے اور خانسامے، سازندے اور گویّے عوام کے ساتھ شامل ہو کر محل سے باہر جا چکے تھے۔ اور اُن غنڈوں کی ایک خاصی تعداد بھی رفو چکر ہو چکی تھی جو کنگ سائمن اور ان کے ساتھیوں کے محافظ دستوں کا کام دیتے تھے۔

مسٹر چنگ سن اور سپہ سالار کے لاکھوں عقیدت مند اس بات پر حیران تھے کہ انھوں نے کنگ سائمن اور اُس کے جرائم پیشہ ساتھیوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کا بہترین موقع کھو دیا ہے۔ اگلی دوپہر چند جوشیلے نوجوانوں نے مسٹر چنگ سن کی قیام گاہ کے سامنے جمع ہو کر سائمن کی گرفتاری کا مطالبہ کیا۔ چنگ سن ان کا شور سن کر باہر نکلا اور اُس نے برہم ہو کر کہا۔

"تم بہت بیوقوف ہو۔ ہم ایک آئینی انقلاب کے لیے راستہ ہموار کر رہے ہیں اور تم ایک غیر آئینی اقدام پر اکسا رہے ہو۔"

ایک نوجوان چلایا۔ "جناب آپ کو معلوم ہے کہ اس خبیث نے آپ کی غیر حاضری میں ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔"

مسٹر چنگ سن نے جواب دیا۔ "اگر مجھے یہ معلوم نہ ہوتا تو میں اتنا بڑا راکٹ یہاں کیوں لاتا۔ دیکھو تمھیں مجھ پر اعتماد کرنا چاہیے۔ میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ کنگ سائمن اور

اُس کے جرائم پیشہ ساتھیوں کو وہی سزا دی جائے گی جس کے وہ مستحق ہیں مجھے افسوس ہے کہ وہ غدار کاپچو ماپچو بھاگ گیا ہے لیکن اب کسی کو بھاگنے کا موقع نہیں دیا جائے گا۔ محل کے اندر اور باہر فوج کا پہرہ بہت سخت ہے۔"

مظاہرین نے اپنی گستاخی پر معذرت کی اور انقلاب کے حق میں نعرے لگاتے ہوئے واپس چلے گئے۔

اگلے دن یہ پتہ چلا کہ کاپچو ماپچو ہیلی کوپٹر پر کالے جزیرے میں پہنچ گئے ہیں۔ اس کے بعد وہ صبح و شام وہاں کے ریڈیو اسٹیشن سے اس قسم کی تقریریں نشر کیا کرتے تھے۔ "سفید جزیرے کے عوام گمراہ ہو چکے ہیں۔ مسٹر چنگ سن نے کسی بیرونی طاقت کے اشارے پر ایک انصاف پسند اور نیک دل حکمران کے خلاف بغاوت کرادی ہے۔"

(۳)

کنگ سائمن کی چھٹی سالگرہ کے دن شاہی محل سے لے کر راکٹ اسٹیشن تک غیر معمولی چہل پہل تھی۔ عوام نے صبح کے انتظار میں ساری رات آنکھوں میں کاٹی تھی۔ گزشتہ ایک ہفتے سے ریڈیو پر بار بار یہ اعلان نشر کیا جا رہا تھا کہ کنگ سائمن ٹھیک ۱۱ بج کر ۲۶ منٹ پر مریخ کی طرف پرواز کریں گے اور یہی وہ منحوس گھڑی تھی جب کہ یہ بلائے عظیم سفید جزیرے پر نازل ہوئی تھی۔ لوگوں کے ذوق و شوق کا یہ عالم تھا کہ طلوعِ آفتاب سے پہلے ہی سارا شہر خالی ہو چکا تھا۔ ۷ بجے تین کاریں جن کے آگے اور پیچھے فوج کے مسلح سپاہیوں کی جیپیں تھیں، شاہی محل کے اندر داخل ہوئیں۔ اگلی دو کاروں پر فوج کے آٹھ اعلیٰ افسر اور تیسری کار پر مسٹر چنگ سن، شہزادی لیکا میکا ملکہ روزا اور مادام لوئزا سوار تھیں۔ محل کی ڈیوڑھی سے

لے کر کنگ سائمن کی قیام گاہ تک چاق و چوبند سپاہیوں کے دستے صفیں باندھے کھڑے تھے۔ کنگ سائمن اپنی رہائش گاہ کے برآمدے میں مسٹر شوشلنگ اور مسٹر ایچو لیچو اور چند اور سابق وزراء کے درمیان کھڑا تھا اور برآمدے سے نیچے ایک کشادہ چبوترے پر اس کے باقی رفقا جمع تھے۔ مسٹر چنگ سن نے کار سے اُتر کر مسلح سپاہیوں کی سلامی لی اور اپنے ساتھیوں کی معیت میں آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا کنگ سائمن کی طرف بڑھا۔ جب اس نے چبوترے پر قدم رکھا تو جرائم پیشہ سیاست دانوں نے گھٹنوں کے بل ہو کر ہاتھ باندھ لیے۔ چنگ سن، فوج کے افسر، وائٹ روز لیکا میکا اور لوئزا ان لوگوں کی طرف توجہ دیے بغیر برآمدے کی طرف بڑھے۔ برآمدے میں ہز میجسٹی کے دائیں بائیں سابق وزراء میں سے بعض دو زانو ہو چکے تھے اور بعض سر جھکائے کھڑے تھے۔

ایک بڑے فوجی افسر نے سائمن کی طرف متوجہ ہو کر کہا "یور میجسٹی آپ کی سواری تیار ہے۔"

سائمن۔ "تم مجھے کہاں لے جانا چاہتے ہو؟"

افسر۔ "ہم نے آپ کو مریخ پہنچانے کا بندوبست کر دیا ہے۔"

سائمن۔ "اگر تمہارا مقصد مجھے ہلاک کرنا نہیں تو میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ میرے لیے ایک ہوائی جہاز کا انتظام کیا جائے۔"

چنگ سن۔ "ابھی تک مریخ تک پرواز کرنے والا جہاز ایجاد نہیں ہوا ورنہ ہم بخوشی آپ کی یہ خواہش پوری کر دیتے۔ آپ راکٹ پر تشریف لائے تھے اور ہم نے آپ کو راکٹ پر بھیجنے کا انتظام کر دیا ہے۔"

سائمن۔ "تم جانتے ہو کہ میرا راکٹ مریخ سے نہیں آیا تھا۔"

چنگ سن۔ "میں جانتا ہوں لیکن اس ملک کے عوام نہیں جانتے۔"

سائمن ۔ اگر میں راکٹ پر سوار ہونے سے انکار کر دوں تو ؟

فوجی افسر ۔ دیکھیے ہمارا وقت ضائع نہ کیجیے ورنہ ہمیں مجبوراً آپ کا معاملہ عوام کے سپرد کرنا پڑے گا۔ آپ کے لیے اب دو ہی راستے ہیں ۔ ایک زمین کے نیچے قبر کی طرف جاتا ہے اور دوسرا زمین کے اوپر آسمان کی طرف جاتا ہے ۔

سائمن ۔ راکٹ پر کتنے آدمی جا سکتے ہیں ؟

افسر ۔ راکٹ پر پانچ مسافر سوار ہو سکتے ہیں لیکن ہم کسی اور کو آپ کا ساتھ دینے پر مجبور نہیں کر سکتے ۔

سائمن ۔ (ملکہ روز کی طرف دیکھتے ہوئے) اگر اجازت ہو تو میں تنہائی میں چند منٹ اپنی بیوی سے باتیں کرنا چاہتا ہوں ۔

وائٹ روز ۔ (ایک قدم آگے بڑھ کر) تنہائی کی ضرورت نہیں تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو یہیں کہہ لو ۔

سائمن ۔ روز مجھے افسوس ہے کہ میں تمہیں خوش نہیں رکھ سکا لیکن اب میں صدقِ دل سے معافی مانگتا ہوں اور تمھیں اپنے ساتھ مریخ کا سفر کرنے کی دعوت دیتا ہوں ۔

وائٹ روز ۔ (آپے سے باہر ہو کر) تمہارا دل اتنا سیاہ ہو چکا ہے کہ تمہیں اس وقت بھی نیکی کی کوئی بات نہیں سوجھتی ۔

سائمن ۔ (لوئیزا کی طرف متوجہ ہو کر) لوئیزا مجھے تمہاری ضرورت ہے میں مریخ پر ایک بہت بڑی سلطنت کا بادشاہ بننے کے لیے جا رہا ہوں ۔ وہاں ایک خوبصورت ملکہ کی جگہ خالی ہو گی ۔

لوئیزا (مسکراتے ہوئے) اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ میں تمہارے ساتھ جا کر ایک اور

دلچسپ کتاب لکھ سکوں گی تو میں تمہاری دعوت قبول کر لیتی ۔

سائمن ۔ (پرامید ہو کر) لوئیزا تم وہاں بیسیوں دلچسپ کتابیں لکھ سکو گی ۔ مریخ کی آب و ہوا بہت اچھی ہے ۔ مریخ کے مناظر اس زمین کے مناظر سے کہیں زیادہ حسین ہیں اور مریخ کے باشندوں کے عادات و خصائل سفید جزیرے کے باشندوں کی نسبت زیادہ دلچسپ ہیں ۔

لوئیزا ۔ اگر مریخ پر کوئی ایسی مخلوق آباد ہے جو خدا کے عذاب کو دعوت دے رہی ہے تو مجھے یقین ہے کہ وہاں کا تاج و تخت تمہارا انتظار کر رہا ہے لیکن مجھ میں اب تمہارا ساتھ دینے کی ہمت باقی نہیں ۔

سائمن ۔ (شوشلنگ کی طرف متوجہ ہو کر) تمہاری کیا مرضی ہے ؟

شوشلنگ ۔ (ہاتھ جوڑتے ہوئے) حضور اس وقت ہماری طرف توجہ نہ فرمائیے ۔

سائمن ۔ (چنگ سن کی طرف متوجہ ہو کر) یہ میرے ساتھی ہیں ۔ میں نے انھیں قید خانوں سے نکال کر وزارت کی کرسیوں پر بٹھایا تھا ۔ مریخ کی سلطنت کا کاروبار چلانے کے لیے مجھے ان کی ضرورت پڑے گی آپ کم از کم انھیں ضرور میرے ساتھ روانہ کر دیں ۔

چنگ سن ۔ اگر یہ اپنی خوشی سے جانا چاہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن میں انھیں مجبور نہیں کر سکتا ۔ ایسا حکم صرف قومی عدالت ہی دے سکتی ہے ۔

سائمن ۔ تو خدا کے لیے قومی عدالت کو بلایئے مجھے تنہا سفر کرنا پسند نہیں ۔

دوسرا فوجی افسر ۔ (اپنی گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے) اب قومی عدالت بلانے کا وقت نہیں ۔ ابھی آپ کو راکٹ سٹیشن پر ایک پریس کانفرنس کو خطاب کرنا ہے ۔

سائمن ۔ مجھے اپنا تاج ساتھ لے جانے کی اجازت ہوگی ؟

افسر۔ ہاں۔ اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کا تخت بھی راکٹ میں رکھوا دیتے ہیں یہاں کے عوام اب کسی کو اپنا بادشاہ بنانے کی حماقت نہیں کریں گے۔

سالمن۔ تم مجھے قتل کیوں نہیں کر دیتے۔

افسر۔ ہمارے قانون میں ایک حکمران کا خون بہانا گناہ ہے اور ہمیں افسوس ہے کہ آپ کی خاطر بھی ہمارے سپہ سالار اس قانون میں ترمیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوئے۔

سالمن۔ پھر مجھے قید کر دو۔

افسر۔ ہمارے قانون کے مطابق ایک بادشاہ کو قید بھی نہیں کیا جا سکتا۔

سالمن۔ لیکن تم جانتے ہو کہ راکٹ پر میری موت یقینی ہے۔

چنگ سن۔ یہ راکٹ چند منٹوں میں سفید جزیرے سے ہزاروں میل دور پہنچ جائیگا پھر اگر کوئی حادثہ پیش آگیا تو ہمیں یہ اطمینان ہوگا کہ ہماری زمین پر آپ کا خون نہیں گرے گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اسی کرۂ ارض کے کسی بدنصیب ملک میں حکمراں کی کرسی خالی ہو اور آپ مریخ کی بجائے وہاں پہنچ جائیں۔ ہم آپ کو پورے اعزاز کے ساتھ یہاں سے رخصت کرنا چاہتے ہیں اور آپ سے بھی یہ توقع رکھتے ہیں کہ آپ ایک بادشاہ کی سی جرأت و ہمت کا مظاہرہ کرینگے اگر آپ غیر ملکی مہمانوں پر یہ ظاہر کریں کہ آپ رضاکارانہ طور پر راکٹ پر پرواز کر رہے ہیں تو باہر کی دنیا آپ کو سفید جزیرے کا ہیرو خیال کرے گی اور مجھے یقین ہے کہ جب اس ملک کے عوام کو یہ معلوم ہوگا کہ آپ نے مریخ پر سفید جزیرے کا جھنڈا نصب کر دیا ہے تو وہ بھی ماضی کی تلخیاں بھول جائیں گے۔

سالمن۔ مریخ پر میں صرف اپنا جھنڈا نصب کروں گا اور مجھے اس بات کی قطعاً

پروا نہیں ہوگی کہ سفید جزیرے کے عوام میرے متعلق کیا خیال کرتے ہیں۔ تاہم موجودہ حالات میں مجھے بزدلی کا مظاہرہ کرنے میں اپنا کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔

چنگ سن۔ ہم نے راکٹ پر آپ کے عیش و آرام کا پورا بندوبست کر دیا ہے۔ آپ کے لیے اتنا راشن جمع کر دیا ہے کہ آپ مریخ پر پہنچ کر بھی کئی مہینے اس پر گزارہ کر سکیں گے۔

سالمن۔ یہ انسانی تاریخ کا پہلا واقعہ ہوگا کہ ایک بادشاہ اپنی سلطنت چھوڑنے کے بعد تن تنہا اتنا لمبا سفر اختیار کر رہا ہے (شوشلنگ اور ایچولیچو کی طرف دیکھتے ہوئے) کیا یہ ممکن نہیں کہ آپ زبردستی انھیں میرے ساتھ بھیج دیں؟

چنگ سن۔ یہ لوگ آپ کے ساتھ جانے پر رضامند نہیں ہیں لیکن ہم نے آپ کے لیے دو اور ساتھیوں کا انتظام کر دیا ہے۔

سالمن۔ وہ کون ہیں؟

چنگ سن۔ آپ کی رعایا نے آپ کو ایک گدھے اور ایک بندر کا تحفہ دیا ہے اور وہ راکٹ پر آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔

سالمن۔ مجھے تنہا جانے کی بجائے گدھے اور بندر کی رفاقت منظور ہے۔ لیکن تمہارے سائنسدانوں نے مجھے راکٹ کی مشینری کے متعلق کوئی ہدایات دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔

چنگ سن۔ آپ کی تخریبی صلاحیتوں کے پیش نظر سائنسدان یہ اعتماد کرنے پر تیار نہیں کہ آپ ان کی ہدایات پر عمل کریں گے۔ اس لیے راکٹ کی پرواز راکٹ سٹیشن سے کنٹرول کی جائے گی اور آپ کو گدھے اور بندر کے ساتھ ایک ایسی جگہ بند رکھا جائے گا جہاں سے آپ کے ہاتھ راکٹ کے کل پرزوں

تک نہ پہنچ سکیں ۔ جب آپ مریخ پر پہنچ جائیں گے تو سائنسدان آپ کو
بذریعہ ریڈیو ضروری ہدایات دیں گے اور آپ ان ہدایات پر عمل کر کے مریخ
پر اتر سکیں گے ۔ اس کے علاوہ مریخ کی طرف روانہ ہوتے وقت آپ کو
ایک کتاب دی جائے گی جس میں تمام ضروری ہدایات درج ہوں گی +

(۴)

تھوڑی دیر بعد راکٹ اسٹیشن پر کنگ سامن کی پریس کانفرنس ہو رہی
تھی ۔ اعلیٰ حضرت کو ایک کشادہ اور بلند چبوترے پر بٹھایا گیا تھا تاکہ حدِ نگاہ تک
پھیلے ہوئے تماشائی ان کی ایک آدھ جھلک دیکھ سکیں ۔ چبوترے پر کئی مائیکروفون
ریڈیو ٹرانسمیٹر اور ٹیلیویژن کیمرے لگے ہوئے تھے ۔ جن اخبار نویسوں کے لیے چبوترے
پر جگہ نہ تھی وہ سیڑھیوں پر کھڑے تھے ۔ اس پریس کانفرنس میں مختلف ممالک کے
اخباری نمائندوں کے چند سوال یہ تھے :

سوال ۔ آپ اس وقت اپنے چھ سالہ دورِ حکومت کے متعلق کیا محسوس کرتے ہیں ؟

جواب ۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ یہ دور بہت مختصر تھا مجھے ایسے لوگوں پر کم از کم
چھ صدیاں حکومت کرنی چاہیے تھی ۔

سوال ۔ سفید جزیرے میں آپ کو کونسی چیز سب سے زیادہ پسند تھی ؟

جواب ۔ مجھے یہاں اپنی رعایا بہت پسند تھی کیونکہ اسے نہایت آسانی کے ساتھ
بار بار بیوقوف بنایا جا سکتا تھا ۔

سوال ۔ آپ کو اس بات کا کوئی افسوس نہیں کہ آپ نے اتنے سیدھے سادے
لوگوں کو عذاب میں مبتلا رکھا ہے ؟

جواب ۔ ہرگز نہیں ۔ اگر مجھے دوبارہ ان لوگوں پر حکومت کا موقع ملے تو میں پھر ان کے

ساتھ یہی سلوک کروں گا ۔

سوال ۔ لیکن یہ کیوں ؟

جواب ۔ یہ اس لیے کہ اگر یہ بیوقوف بہتر سلوک کے مستحق ہوتے تو میری بجائے کسی
شریف آدمی کو اپنا بادشاہ بناتے ۔

سوال ۔ آپ کے خیال میں جب آپ یہاں آئے تھے تو ان لوگوں کو آپ کے ساتھ
کیا سلوک کرنا چاہیے تھا ؟

جواب ۔ انھیں میرا طبّی معائنہ کرانا چاہیے تھا ۔ میرے عادات و خصائل کا جائزہ لینا
چاہیے تھا ۔ میرا حسب و نسب معلوم کرنا چاہیے تھا ۔ اور میرے خاندان کی
ایک ہزار سالہ تاریخ کا مطالعہ کرنا چاہیے تھا ۔

سوال ۔ آپ کی صحت اب کیسی ہے ؟

جواب ۔ میری صحت بالکل ٹھیک ہے ۔ حال ہی میں جن نامی گرامی ڈاکٹروں نے میرا
طبّی معائنہ کیا ہے ان کی یہ متفقہ رائے ہے کہ میں کم از کم پچاس برس اور زندہ
رہوں گا ۔

سوال ۔ اس وقت آپ کی سب سے بڑی خواہش کیا ہے ؟

جواب ۔ اس وقت میری سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ مسٹر جنگ سن یا اس
کا کوئی ساتھی میری جگہ سوار ہو جائے اور مجھے اپنا کام پورا کرنے کے لیے یہاں
رہنے دیا جائے ۔

سوال ۔ آپ انتخابات کے حق میں بہت تقریریں کیا کرتے تھے ۔ آپ کو یقین تھا
کہ آپ انتخابات کے بعد یہاں رہ سکیں گے ؟

جواب ۔ مجھے یقین تھا کہ انتخابات کی نوبت نہیں آئے گی ۔ میں انتخابات کے حق
میں اس لیے تقریریں کیا کرتا تھا کہ اس ملک کے باشندے بیوقوف بننا پسند

کرتے تھے۔ اور مجھے یہ بھی یقین تھا کہ اگر انتخابات ناگزیر ہو گئے تو بھی عوام کا کوئی نمائندہ کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔

(۵)

پریس کانفرنس کے دوران میں ایک ناخوشگوار واقعہ پیش آیا۔ مقامی لوگ اس بات پر بہت برہم تھے کہ سائمن ابھی تک اپنے سر پر تاج پہنے ہوئے ہے۔ کچھ دیر وہ اکا دکا نعروں پر اکتفا کرتے رہے لیکن جب سائمن نے اخباری نمائندوں کے سوالات کے جواب میں چند ایسی باتیں کہہ دیں جو عوام کے خیال میں توہین آمیز تھیں تو وہ آپے سے باہر ہو گئے۔ چند سرپھرے پولیس کا گھیرا توڑ کر چبوترے پر چڑھ گئے اور ایک نوجوان نے ان کے سر سے زریں تاج اتار لیا۔ مسٹر چنگ سن کنگ سائمن کے قریب بیٹھا ہوا تھا وہ جلدی سے اٹھ کر مائیکروفون کی طرف بڑھا لیکن اتنی دیر میں کئی اور نوجوان چبوترے پر پہنچ چکے تھے۔ چنگ سن نے بلند آواز میں کہا "میرے ہم وطنو! کنگ سائمن ہمیں ہمیشہ کے لیے خیر باد کہہ رہے ہیں تمھیں اپنے جذبات پر قابو رکھنا چاہیے۔ تمھیں یہ سوچنا چاہیے کہ یہ معزز مہمان جو دور دراز ممالک سے تشریف لائے ہیں ہمارے متعلق کیا خیال کریں گے۔"

عوام خاموش ہو گئے۔ چنگ سن نے قدرے توقف کے بعد سائمن کا تاج اتارنے والے نوجوان کی طرف دیکھا اور کہا "نوجوان تم نے بہت ناشائستہ حرکت کی ہے۔ کنگ سائمن صرف چند منٹ کے لیے ہمارے مہمان ہیں۔ تم یہ تاج ان کے سر پر رکھ دو اور ان سے معافی مانگو۔"

نوجوان نے جواب دیا "نہیں نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ ہم اس تاج کی توہین برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ تاج ہمارے نئے بادشاہ کے سر کی زینت بنے گا۔"

نوجوان یہ کہہ کر آگے بڑھا اور اس نے چنگ سن کے سر پر تاج رکھ دیا۔ مقامی باشندوں نے گھٹنوں کے بل ہو کر سر جھکا دیا۔ کسی نے "ہز میجسٹی کنگ چنگ سن زندہ باد" کا نعرہ لگایا۔ اور عوام چاروں طرف سے اس کی تقلید کرنے لگے۔ چنگ سن چند ثانیے سکتے کے عالم میں کھڑا رہا۔ پھر اس نے اچانک اپنے سر سے تاج اتارنے کی کوشش کی لیکن نوجوان نے فوراً دونوں ہاتھ اس کے سر پر رکھ دیے اور ملتجی ہو کر کہا "عالی جاہ بدشگونی نہ کیجیے۔"

اب چنگ سن تاج اتارنے کی کوشش کر رہا تھا اور نوجوان نے اسے دونوں ہاتھوں سے اس کے سر پر دبا رکھا تھا۔ پھر ایک اور قوی ہیکل نوجوان نے آگے بڑھ کر چنگ سن کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے اور وہ اس کی آہنی گرفت میں بے بس ہو کر رہ گیا۔ وہ چلا رہا تھا "مجھے چھوڑ دو بیوقوفو تم پاگل ہو گئے ہو۔ لیکن اس کی آواز "ہز میجسٹی کنگ چنگ سن زندہ باد" کے نعروں میں گم ہو کر رہ گئی۔

اخباری نمائندے تصویریں اتارنے میں مصروف تھے اور اعلیٰ حضرت کنگ سائمن ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد عوام کا جوش و خروش ٹھنڈا ہو گیا اور نوجوانوں نے قدرے مطمئن ہو کر مسٹر چنگ سن کو اپنی گرفت سے آزاد کر دیا۔ لیکن جوں ہی اس نے دوبارہ تاج اتارنے کی کوشش کی نوجوانوں نے جھٹ اپنے ہاتھ اس کے سر پر پھیلا دیے۔ چنگ سن نے مجبوراً اپنے ہاتھ نیچے کر لیے۔

سائمن اپنے صوفے سے اٹھ کر آگے بڑھا اور اس نے مسٹر چنگ سن کے کان میں کہا "میرے دوست تم کہتے تھے کہ اس ملک کے لوگ اب کسی کو اپنا بادشاہ نہیں بنائیں گے۔ اب تمھیں اپنی ناکامی کا اعتراف کر لینا چاہیے۔ تمھارے لیے عزت کا راستہ یہی ہے کہ تم راکٹ پر بیٹھ کر مریخ پہنچ جاؤ اور انھیں میرے لیے چھوڑ دو۔

Scanned by iqbalmt

انھیں جمہوریت کی ضرورت نہیں۔ انھیں آزادی اور عدل و انصاف کی ضرورت نہیں۔ انھیں صرف ایک بادشاہ کی ضرورت ہے۔ انھیں ایک ایسے بادشاہ کی ضرورت ہے جو انھیں بدترین عذاب دے سکتا ہو۔ اور وہ صرف میں ہوں۔"

چینگ سن انتہائی اضطراب کی حالت میں سپہ سالار کی طرف دیکھ کر چلّایا۔ "خدا کے لیے مجھے بچائیے میں صرف اپنی غلطیوں کا کفارہ ادا کرنا چاہتا تھا۔ مجھے بادشاہ بننے کا شوق نہیں۔ میں اس تاج کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ ان لوگوں کو بادشاہ کی بجائے ایک ایسے رہنما کی ضرورت ہے جو انھیں نیک و بد کی تمیز سکھا سکے۔ مجھ میں اتنی ہمت نہیں کہ میں اس ملک کو ان برائیوں سے پاک کر سکوں جو کنگ سائمن نے گذشتہ چھ سال میں پیدا کی ہیں۔ میں ان چوروں ٹھگوں اور ڈاکوؤں کے ساتھ نہیں لڑ سکتا جنھوں نے اقتدار کی مسندوں پر بیٹھ کر اس ملک کو تباہی کے آخری کنارے تک پہنچا دیا ہے۔ کنگ سائمن گذشتہ چھ سال میں انسانی بھیڑیوں کا جو لشکر منظم کر چکا ہے اس کے ساتھ نمٹنے کے لیے انھیں کسی مستعد اور باہمت رہنما کی ضرورت ہے۔ اس بیمار قوم کے وجود پر جو ناسور پیدا ہو چکے ہیں انھیں جڑ سے نکالنے کے لیے کسی قابل جراح کی ضرورت ہے۔ میں اپنی ہمت اور استطاعت کے مطابق اپنا فرض پورا کر چکا ہوں۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ اس ملک کے الجھے ہوئے مسائل صرف ایک آدمی حل کر سکتا ہے اور وہ آپ ہیں۔ قدرت نے آپ کو وقت کے طوفانوں کے ساتھ لڑنے کی ہمت عطا کی ہے۔ موجودہ وقت کا مسئلہ یہ نہیں کہ ایک نحیف اور لاغر انسان کے سر پر بھاری بھرکم تاج رکھ دیا جائے بلکہ اس وقت ہم اس سپاہی کے متلاشی ہیں جس کے حوصلوں اور ولولوں میں اس لٹتے ہوئے قافلے کو پناہ مل سکے ہمارے اندرونی اور بیرونی خطرات اس امر کے متقاضی ہیں کہ آپ اس ملک کی زمام کار سنبھال لیں اور ان لوگوں کو سمجھائیں کہ یہ میرے حال پر رحم

کریں۔ ورنہ کنگ سائمن کے ساتھ اس راکٹ پر سوار ہو جاؤں گا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اس عمر میں حکومت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کی بجائے مریخ کی طرف پرواز کرنا آسان سمجھتا ہوں۔"

چینگ سن کی تقریر کے دوران میں لوگوں کا جوش و خروش ٹھنڈا ہو چکا تھا اور وہ پُر امید ہو کر سپہ سالار کی طرف دیکھ رہے تھے۔ چینگ سن نے موقع پاتے ہی وہ تاج جو اس کے سر پر زبردستی رکھا گیا تھا اتار کر ایک طرف پھینک دیا۔ ایک نوجوان نے جلدی سے آگے بڑھ کر تاج اٹھایا اور دو زانو ہو کر سپہ سالار کو پیش کر دیا۔ تماشائیوں نے "سپہ سالار زندہ باد" کا نعرہ بلند کیا۔ سپہ سالار نے اچانک اپنی تلوار بے نیام کی اور تاج کو اس کی نوک پر اٹھاتے ہوئے بلند آواز میں کہا۔ "مجھے اپنی قوم کی خدمت کے لیے یہ تاج پہننے کی ضرورت نہیں۔ میرے بھائیو! تم نے مجھے یہ تلوار دی ہے اور مجھے اس سے زیادہ کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ تم بھوکے اور ننگے ہو اور گذشتہ چھ برس میں تمھارے ملک کی ایک ایک کوڑی ان چوروں، ڈاکوؤں، اسمگلروں اور ذخیرہ اندوزوں کی تجوریوں میں جمع ہو چکی ہے۔ جنھوں نے حکومت کو لوٹ مار کا ذریعہ بنا لیا تھا۔ میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ اس تلوار کی نوک سے ان تجوریوں کے دروازے کھولے جائیں گے۔ کنگ سائمن سے نجات حاصل کرنے کے بعد تم اپنی تاریخ کا ایک نیا ورق الٹ رہے ہو اور میں اس بات کی پوری کوشش کروں گا کہ ماضی کی تاریکیاں مستقبل کی منازل میں تمھارا پیچھا نہ کریں اور کنگ سائمن کی منحوس یادگاریں ایک ایک کر کے مٹا دی جائیں۔ گذشتہ چھ سال کے آلام و مصائب کے بعد اگر تم لوگوں کو کوئی سبق دیا جا سکتا ہے تو وہ یہ ہے کہ جو معاشرہ برائیوں کے خلاف سینہ سپر نہیں ہو سکتا وہ کسی اچھائی کو جنم نہیں دے سکتا۔ میں نے تمھیں ایک مہیب دلدل سے نکالنے کی ذمہ داری قبول کی ہے لیکن میری کامیابی کا انحصار صرف اس بات پر ہے کہ تم نے کس حد تک اپنے

Scanned by iqbalmt

ماضی کی کوتاہیوں اور غلطیوں سے سبق سیکھا ہے اگر تم یہ چاہتے ہو کہ حکومت کے تمام کل پرزے تمھاری خواہشات کے مطابق کام کریں تو تمھیں اپنی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں کا احساس کرنا پڑے گا اور جب مجھے یہ اطمینان ہو جائے گا کہ تم ماضی کی غلطیوں کا اعادہ نہیں کروگے تو میری سب سے پہلی خواہش یہ ہوگی کہ حکومت کا انتخاب تمھاری صوابدید پر چھوڑ دیا جائے۔ کنگ سائمن دوبارہ یہاں نہیں آئے گا لیکن جب تک اس ملک میں جرائم پیشہ سیاستدانوں کی ایک فوج موجود ہے تمھیں چین سے نہیں بیٹھنا چاہیے۔ اگر تم کسی مرحلہ پر اپنی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں سے غافل ہوگئے تو یہ سیاسی ٹھگ کسی اور بدقماش کو تم پر مسلط کر دیں گے۔ میں بدوماغی، بدانتظامی، رشوت ستانی چور بازاری اور اسمگلنگ اور دوسرے سیاسی اور اخلاقی جرائم کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں لیکن بدقسمتی سے کنگ سائمن کے عہد میں یہ برائیاں اس تاج کے ساتھ بری طرح وابستہ ہو چکی ہیں اس لیے میں چاہتا ہوں کہ ماضی کی اس منحوس یادگار کو کنگ سائمن کے ساتھ ہی یہاں سے نکال دیا جائے۔"

تقریر کے اختتام پر سپہ سالار نے اپنی تلوار کی نوک کے ساتھ لٹکا ہوا تاج کنگ سائمن کی جھولی میں ڈال دیا۔ عوام چند منٹ کھڑے ہو کر نعرے لگاتے اور تالیاں بجاتے رہے۔ بالآخر سالار نے دونوں ہاتھ بلند کیے اور وہ خاموش ہوگئے۔ سپہ سالار نے کہا۔ "اب کنگ سائمن کو الوداع کہنے کا وقت آ چکا ہے۔ اس لیے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ ان کے لیے راکٹ تک پہنچنے کا راستہ چھوڑ دیں اور کوئی ایسی حرکت نہ کریں جو اس ملک کی روایاتِ مہمان نوازی کے منافی ہو۔"

سپہ سالار کا اشارہ پا کر چند فوجی افسر کنگ سائمن کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں کھڑے ہوگئے۔ اسٹیج سے کچھ فاصلے پر چند کاریں جیپیں اور ٹرک کھڑے تھے۔ اعلیٰحضرت

سب سے اگلی کار پر سوار ہوگئے اور دو فوجی افسران کے ساتھ بیٹھ گئے چند سپاہی موٹر سائیکلوں پر سوار ہو کر ان کے آگے چل دیئے اور پچھلی کاروں جیپوں اور ٹرکوں پر وہ چیدہ چیدہ مہمان سوار ہوگئے جنھوں نے راکٹ کو زیادہ قریب سے دیکھنے کے لیے خاص پاس حاصل کیے تھے۔

(۶)

مسٹر سائمن ٹھیک سوا گیارہ بجے چند سائنسدانوں کی معیت میں سوار ہوئے۔ وہاں ان کے دو ہم سفر ایک گدھا اور ایک بندر پہلے سے موجود تھے۔ سائنسدان سائمن کو آخری ہدایات دینے کے بعد راکٹ سے اتر کر کچھ فاصلے پر کنٹرول روم کی طرف چل دیے اور راکٹ کا دروازہ بند ہوگیا۔

چند منٹ بعد سائرن بجایا گیا اور تمام لوگ خطرے کے دائرے سے باہر نکل آئے۔ اب لاکھوں تماشائی دم بخود ہو کر راکٹ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ گیارہ بجکر بیس منٹ پر دوسرا اور پچیس منٹ پر تیسرا سائرن بجایا گیا۔ تیسرے سائرن کے ساتھ ہی ایک گدھے کی آواز بینکڑوں لاؤڈ اسپیکروں کے ذریعے عوام کے کانوں تک پہنچ رہی تھی اور تماشائی قہقہوں اور مسرت کے نعروں سے اس کا خیر مقدم کر رہے تھے۔ پھر راکٹ کے نیچے سے ایک تیز روشنی کا شعلہ نکلا اور دیکھنے والوں کی نگاہیں چندھیا گئیں۔ چند منٹ کے اندر اندر تیز روشنی کا یہ شعلہ فضا کی پہنائیوں میں غائب ہو رہا تھا اور لاؤڈ اسپیکروں سے اس قسم کے اعلانات سنائی دے رہے تھے:

"حضرات ہمارا شاندار راکٹ ہوائی کرے سے آگے نکل چکا ہے"————

"آپ کو راکٹ کے مسافروں کی خاموشی پر پریشان نہیں ہونا چاہیے"———— "زمین کی کشش کے دائرے سے نکلنے کے بعد آپ ان کی آوازیں سن سکیں گے"———— "راکٹ

بالکل ٹھیک جا رہا ہے" ——— "مسٹر سائمن اور ان کے ساتھی زندہ ہیں اور ہم کنٹرول روم میں آلات کی مدد سے ان کے دلوں کی دھڑکنیں سن سکتے ہیں" ———

اس کے بعد کچھ عرصہ خاموشی طاری رہی اور پھر یہ اعلان سنائی دیا ——— "حضرات ہم مسٹر سائمن کو آپ کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں" ——— "ہیلو مسٹر سائمن ہیلو ہیلو ——— حضرات آپ کو پریشان نہیں ہونا چاہیے ابھی زمین کی کشش کے اثرات سے آزاد ہوتے ہی مسٹر سائمن کے حواس ٹھیک ہو جائیں گے"

——— "ہیلو مسٹر سائمن! دیکھیے یہ ناراضگی ظاہر کرنے کا وقت نہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر آپ بولنے کی کوشش کریں تو آپ کو کوئی خاص تکلیف نہیں ہوگی" ———

"حضرات اب پھر راکٹ سے گدھے کی آواز سنائی دے رہی ہے" ——— "ہیلو مسٹر سائمن آپ ہمیں جواب کیوں نہیں دیتے؟ دیکھیے یہ سفید جزیرے کا اہم ترین تجربہ ہے۔ یہاں دنیا بھر کے سائنسدان اور سیاح آپ کی آواز سننا چاہتے ہیں۔ دیکھیے ہمارے ملک کا ایک ناچیز گدھا بھی ہمارے ساتھ تعاون کر رہا ہے اور آپ چھ برس اس ملک پر حکومت کرنے کے باوجود یہ محسوس نہیں کرتے کہ یہاں کے عوام آپ پر کوئی حق رکھتے ہیں" ——— "دیکھیے اب ہمیں گدھے کے ساتھ بندر کی آواز بھی سنائی دے رہی ہے" ——— "مسٹر سائمن ہم آپ سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ آپ کی آخری خواہش کیا ہے؟"

ایک نحیف آواز سنائی دیتی ہے "میری آخری خواہش یہ ہے کہ سفید جزیرے میں میری یاد باقی رہے"

"ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آپ کی یہ خواہش پوری کی جائے گی"

"میں چاہتا ہوں کہ سفید جزیرے میں ہر سال "کنگ سائمن ڈے" منایا جاتا رہے۔"

"ہمیں یہ مطالبہ منظور ہے۔ اب ہم آپ سے چند سوالات پوچھتے ہیں۔ پہلے اپنے سامنے لگا ہوا تھرمامیٹر دیکھ کر یہ بتائیے کہ وہاں درجہ حرارت کیا ہے؟"

"میں اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔ میرے سامنے جو تھرمامیٹر لگا ہوا تھا وہ اس وقت بندر کے ہاتھ میں ہے"

"یہ ناممکن ہے۔ بندر ایک پنجرے میں بند ہے اور وہاں سے اس کے ہاتھ تھرمامیٹر تک نہیں پہنچ سکتے"

"لیکن بندر کے ہاتھ میری عینک تک اور میرے ہاتھ آپ کے تھرمامیٹر تک پہنچ سکتے تھے"

"ہم آپ کا مطلب نہیں سمجھے"

"میرا مطلب یہ ہے کہ بندر نے اپنے پنجرے سے ایک ہاتھ نکال کر میری عینک اتار لی تھی اور میں نے عینک واپس لینے کے لیے اُسے تھرمامیٹر بطور رشوت دینے کی کوشش کی تھی لیکن اب دونوں چیزیں بندر کے ہاتھ میں ہیں"

"آپ نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ تھرمامیٹر کے بغیر آپ کا کام نہیں چلے گا آپ اسے بندر سے چھیننے کی کوشش کریں"

"میں یہ کوشش کر چکا ہوں۔ لیکن بندر نے میرا ہاتھ کاٹ کھایا تھا اور یہی وجہ تھی کہ میرا آپ کے ساتھ بات کرنے کو جی نہیں چاہتا تھا"

"مسٹر سائمن لوگ خلا کی پرواز کے متعلق تمہارے تاثرات معلوم کرنا چاہتے ہیں اگر تم کچھ کہنا چاہتے ہو تو تمہاری تقریر دنیا کے ہر ریڈیو اسٹیشن سے ریلے کی جائے گی ——— ہیلو مسٹر سائمن! تم خاموش کیوں ہو گئے؟"

(بندر کے کھکھیانے کی آواز سنائی دیتی ہے)

"حضرات آپ کو مسٹر سائمن کی خاموشی پر پریشان نہیں ہونا چاہیے وہ شاید بندر سے عینک اور تھرمامیٹر چھیننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ بندر کی کھکھیاہٹ سن سکتے ہیں ——— لیکن ٹھہریے یہ عجیب بات ہے۔ اب ایک کی بجائے دو بندر

کی آوازیں سنائی دیتی ہیں — ہیلو مسٹر سائمن ہیلو ہیلو! — حضرات ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دو بندر آپس میں لڑ رہے ہیں اور اب گدھا بھی اپنی راگنی شروع کر چکا ہے۔"

(۷)

اس کے بعد قریباً تین ہفتے کبھی مختصر اور کبھی طویل وقفے کے بعد راکٹ کے ٹرانسمیٹر سے ایک گدھے اور دو بندروں کی آوازیں سنائی دیتی تھیں اور سائنسدانوں کا خیال تھا کہ کنگ سائمن کسی خطرناک دماغی عارضے میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ چوتھے ہفتے سفید جزیرے کے راکٹ اسٹیشن سے یہ اعلان ہوا کہ مسٹر سائمن کی دماغی حالت میں تبدیلی آگئی ہے اب راکٹ کے ٹرانسمیٹر سے کبھی کبھی ایک انسانی آواز بھی سنائی دیتی ہے لیکن آنحضرت ہمارے کسی پیغام کا جواب نہیں دیتے۔ وہ صرف چند بار واشنگٹن، روز، لوئزا، شوشلنگ، ایچو لیچو اور اپنے دوسرے وزراء کے نام لے کر خاموش ہو جاتے ہیں۔

تین ماہ بعد راکٹ لاپتہ ہو چکا تھا اور اس کے ریڈیائی سگنل بند ہو چکے تھے۔ بعض سائنسدانوں کا یہ خیال تھا کہ وہ اپنے پروگرام کے عین مطابق مریخ کی طرف پرواز کر رہا ہے اور بعض یہ کہتے تھے کہ راکٹ نے نامعلوم وجوہات کے باعث اپنا رخ بدل دیا ہے اور وہ دوبارہ زمین کی طرف آرہا ہے۔ بعض کا یہ خیال تھا کہ انگلستان یا کسی اور ترقی یافتہ ملک کے سائنسدانوں نے راکٹ کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔

لیکن سفید جزیرے کے عوام کو اب ان خبروں کے ساتھ کوئی دلچسپی نہ تھی۔ ان کے لیے یہ اطمینان کافی تھا کہ سائمن قہر اللہ سفید جزیرے سے جا چکا ہے اور وہ دوبارہ نہیں آئے گا۔ وہ یہ محسوس کرتے تھے کہ سائمن کے راکٹ کی پرواز کے ساتھ ہی اب

اندوہناک اور تاریک ماضی کے ساتھ ان کے حال کے تمام رشتے کٹ چکے ہیں اور وہ نئے حوصلوں اور ولولوں کے ساتھ اپنے تابناک مستقبل کی طرف دیکھ رہے تھے تاہم ماضی کی غلطیوں کے اعادہ سے بچنے کے لیے وہ اس بات کی ضرورت محسوس کرتے تھے کہ وہ اور ان کی آئندہ نسلیں اس عہد و پیمان کی تجدید کرتی رہیں جو انھوں نے کنگ سائمن سے نجات حاصل کرنے کے بعد باندھا تھا۔ اور اس مقصد کے لیے وہ "کنگ سائمن ڈے" منایا کرتے تھے۔ اس قومی تہوار پر دارالحکومت میں ایک بہت بڑا میلہ لگتا تھا عوام سائمن کے کاغذی پتلے کو شاہانہ لباس پہنا کر ایک رتھ پر رکھ دیتے اور اس رتھ کے آگے لمبے لمبے رسوں کے ساتھ سینکڑوں گدھے جوت دیے جاتے تھے۔ ان گدھوں کی گردنوں میں کنگ سائمن کے بدنام وزراء کے ناموں کی تختیاں لٹکا دی جاتی تھیں۔ شہر کے منچلے ان گدھوں کی پیٹھ پر سوار ہو جاتے تھے اور رتھ کے پیچھے لاکھوں انسانوں کا ہجوم گلیوں اور بازاروں میں سے گزرنے کے بعد ایک وسیع میدان کا رخ کرتا تھا۔ اس کے بعد کنگ سائمن کے پتلے کو ایک راکٹ میں ڈال کر آسمان کی طرف چھوڑ دیا جاتا تھا اور اعلیٰ حضرت کے وزراء صاحبان کی نمائندگی کرنے والے گدھوں کو ایک سال کے لیے چھٹی دے دی جاتی تھی۔ جب راکٹ فضا کی پہنائیوں میں غائب ہو جاتا تو عوام گھٹنوں کے بل ہو کر یہ دعا مانگا کرتے تھے:

"زمین اور آسمان کے مالک! آج کے دن ہم تیری بارگاہ میں شکر کے آنسو پیش کرتے ہیں۔ آج کے دن تو نے ہمیں ایک بلائے عظیم سے نجات دلائی تھی۔ ہمارے نئے حکمرانوں کو توفیق دے کہ وہ ہماری بلند ترین توقعات پوری کر سکیں۔ تو نے ہمیں ایک بھیانک دلدل سے نکال کر نئی زندگی کا راستہ دکھایا ہے اب ہمیں اس راہ پر چلنے کی توفیق دے۔ اس ملک پر کنگ سائمن کا اقتدار ہماری اپنی غلطیوں کی سزا تھی اور ہم صدق دل سے یہ عہد کرتے ہیں کہ آئندہ ایسی غلطیاں نہیں کریں گے۔ ہم

اپنی قسمت کسی سائمن کسی شوشلنگ یا کسی ایجوپیچو کے سپرد نہیں کریں گے۔ ہم تجھ سے التجا کرتے ہیں کہ تو ہمیں نیکی اور بدی میں تمیز کرنے کا شعور عطا کر۔"

کنگ سائمن کی پرواز کے بعد سفید جزیرے کی تاریخ سے اس سوال کا مفصل جواب نہیں ملتا کہ اس کے جرائم پیشہ وزیروں پر کیا گزری۔ صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ نئی حکومت کسی وقت کا سامنا کیے بغیر اپنی اولین فرصت میں ان کی تجوریوں کی تلاشی لے چکی تھی اور سرکاری خزانے میں سونے اور چاندی کے انبار لگ چکے تھے۔ اس کے بعد سفید جزیرے کی تاریخ میں نئے نئے تعمیری اور اصلاحی منصوبوں کا ذکر آتا ہے لیکن بددیانت وزیروں اور افسروں کا کوئی ذکر نہیں آتا۔ لوگ صرف کنگ سائمن ڈے پر انہیں یاد کرتے ہیں +